GRACE ABOUNDING

By

JOHN BUNNYAN

یعنے

جان بنین کی داستانِ حیات

پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی

انارکلی - لاہور

بار اول ۱۹۶۳ء تعداد ۱۰۰۰

فضلِ عظیم

یعنی

جان بنین کی داستانِ حیات

مُترجمہ

اے - ڈی - خلیل، بی - اے، بی ٹی

پنجاب ریلجس بُک سوسائٹی

انارکلی - لاہور

۱۹۶۳ء

تعداد ۱۰۰۰

بار اوّل

ایک نظر میں

جان بنین ایلسٹو کے مقام پر ۱۶۲۸ء میں پیدا ہوا۔ یہ مقام بیڈفورڈ کے قریب ہے۔ اس کا باپ ٹھٹھیرا تھا۔

۱۶۴۴ء کی سول وار میں پارلیمنٹ کی فوج کی طرف سے لڑتا رہا۔

۱۶۵۷ء میں مبشرِ انجیل اور ۱۶۷۱ء میں بیڈفورڈ کی کلیسیا کا پاسبان مقرر ہوا۔

۱۶۶۰ء تا ۱۶۷۲ء غیر لائسنس یافتہ مبشر ہونے کی وجہ سے قید میں رہا۔ پھر ۱۶۷۲ء میں دوبارہ قید کر دیا گیا۔

۳۱ اگست ۱۶۸۸ء میں اپنے ابدی مقام میں داخل ہو گیا۔

حرفِ آغاز

پیارے بچو! خُدا کا فضل تُم پر ہو۔ آمین
اَب مَیں تمہارے درمیان نہیں ہُوں ۔مَیں قید وبند کی مُصیبتیں برداشت کر رہا ہُوں ۔مَیں اس فرض کی بجاآوری سے قاصر ہُوں جو خُدا نے مجھ پر عائد کیا ہے کہ مَیں تُمہارے رُوحانی فائدے اور ایمان کی مضبُوطی کے لئے کوشاں رہُوں ۔لیکن تُم دیکھ سکتے ہو کہ میرا دل تُمہارے لئے پدرانہ شفقت سے بھرپُور ہے ۔اور مَیں تُمہاری رُوحانی اور ابدی بہتری کا آرزومند ہُوں ۔مَیں اب بھی شنیر اور حرمون کی چوٹی پر سے شیروں کی ماندوں سے اور چیتوں کے پہاڑوں سے تمہاری نگہبانی کرتا ہُوں، اور میرے دِل کی اتھاہ گہرائیوں میں یہ تمنّا ہے کہ تُم اُس آسمانی جائے پناہ میں صحیح وسالم پہنچ جاؤ۔

جب مجھے تُمہاری یاد آتی ہے تو مَیں خُدا کا شُکر کرتا ہُوں ، اور اگرچہ بیابان میں شیروں کے مُنہ میں ہُوں، پھر بھی میرا دل خُوشی سے لبریز ہے، کیونکہ خُدا نے تمہیں ہمارے خُداوند یسُوع مسیح کا فضل، رحم اور معرفت، ایمان اور محبت کثرت کے ساتھ عطا فرمائے ہیں۔تُم خُدا کے بیٹے کے ساتھ آشنائی کے بھُوکے اور پیاسے ہو۔ میری رُوح اِس وجہ سے شادماں ہے کہ تمہارا دل نرم ہے۔تُم گُناہ سے ڈرتے ہو۔

اور خُدا اور آدمیوں کے سامنے تمہاری روش پاک ہے "ہمارا جلال اور خوشی تم ہی تو ہو۔" (۱-تھسلنیکیوں ۲: ۲۰)

مَیں نے تمہارے لیے اُس شہد کا ایک قطرہ بھیجا ہے جو مَیں نے شیر کے پنجر سے نکالا تھا (قضاۃ ۱۴: ۵-۹) مَیں نے خود بھی اِس شہد میں سے کھایا اور اس سے تازہ دم ہُوا ہُوں (آفتیں اُس شیر کی طرح ہیں جو سمسون کے سامنے آکر گرجنے لگا تھا۔ لیکن اگر ہم اِن پر غالب آجائیں تو اگلی مرتبہ جب پھر اُن کا سامنا ہو تو اُن میں شہد کا چھتّا لگا ہُوا ہوتا ہے) فلستی یہ نہیں جانتے۔ اوّل سے لیکر آج تک میری رُوح کے ساتھ خُدا کا خاص تعلّق رہا ہے۔ کبھی کبھی تو مَیں گر پڑتا ہُوں اور پھر اُٹھ کھڑا ہوتا ہُوں، کیونکہ وُہی زخمی کرتا ہے اور وُہی شفا بخشتا ہے۔ خُدا کے کلام میں لکھا ہے "باپ اپنی اولاد کو تیری سچّائی کی خبر دے گا۔" (یسعیاہ ۳۸: ۱۹) ہاں یہی وجہ ہے کہ مَیں خُداوند اپنے خُدا کے حضُور اِتنی دیر تک حورب میں کھڑا رہا (استثنا ۴: ۱۰-۱۱) تاکہ آگ، گھٹا اور ظلمت کو دیکھوں تاکہ مَیں عمر بھر خُدا سے ڈرتا رہُوں اور اپنی اولاد کو اُس کی قدرت اور عجائب جو اُس نے کیے، بتا سکُوں۔ (زبُور ۷۸: ۳-۵)

مُوسیٰ نے (گنتی ۳۳: ۱، ۲) مصر سے کنعان تک بنی اسرائیل کا سفر لکھا ہے۔ اُس نے اُنہیں حُکم دیا کہ وہ بیابان میں اپنے چالیس سال کے سفر کو یاد رکھیں اور تُو اُس سارے طریق کو یاد رکھنا، جس پر اِن چالیس برسوں میں خُداوند تیرے خُدا نے تجھ کو اِس بیابان میں چلایا، تاکہ وہ تجھ کو عاجز کر کے آزمائے اور تیرے

دل کی بات دریافت کرے کہ تو اُس کے حکموں کو مانے گا یا نہیں
(استثنا ۸ : ۲) اور مَیں نے یہی کرنے کی کوشش کی ہے۔ نہ ہی صرف
یہ بلکہ مَیں نے اِن باتوں کو شائع بھی کرایا ہے تاکہ اگر خُدا کی مرضی ہو
تو وُہ اِن مہربانیوں کا ذکر پڑھیں جو خُدا نے مجھ پر کی ہیں اور اس
طرح سے اُنہیں یاد آئے کہ خُدا نے اُن کے لئے بھی بہُت کچھ کیا ہے۔
مسیحیوں کے لئے یہ نہایت ہی فائدہ مند ہے کہ وُہ اپنی رُوح پر
فضل کی بخششوں کو یاد رکھیں۔ "یہ وُہ رات ہے جسے خداوند کی
خاطر ماننا بہُت مناسب ہے، کیونکہ اس میں وُہ اُن کو ملکِ مصر
سے نکال لایا۔ خُداوند کی یہ وُہی رات ہے، جسے لازم ہے کہ سب
بنی اسرائیلی نسل در نسل خُوب مانیں۔" (خروج ۱۲ : ۴۲)

داؤد نے کہا "اے میرے خدا! میری جان میرے اندر گری
جاتی ہے، اس لئے مَیں تجھے یردن کی سرزمین سے اور حرمون اور
کوہِ مصغار پر سے یاد کرتا ہُوں۔" (زبور ۴۲ : ۶) اُسے اُس شیر
اور ریچھ کی بات بھی یاد آئی، جب وُہ جاتی کے فلستی پہلوان جولیت
کے ساتھ لڑنے کو نکلا۔ (۱- سیموایل ۱۷ : ۳۶ - ۳۷)

پولُس رسُول کا یہ خاص دستور تھا (اعمال ۲۲، ۲۶) کہ جب اُس پر
مقدمہ چلایا جاتا تو منصفوں کے سامنے وُہ اپنی زندگی کی تبدیلی کا ذکر
چھیڑ دیا کرتا تھا (اعمال ۲۲ واں باب) اُسے وُہ ساعت اور جگہ ہر وقت
یاد رہتا تھا، جب اُس پر خُدا کا فضل ہُوا، کیونکہ اس سے اس کو
بے حد تقویت ملتی تھی، اور جب خدا بنی اسرائیل کو بحرِ قلزم سے
نکال لایا تو اُن سے کہا کہ وُہ گھوم کر اُس راستہ سے جو بحرِ قلزم کو جاتا

ہے، بیابان میں داخل ہوجائیں۔(گنتی ۱۴: ۲۵)لیکن اگرچہ وہ اُس کی مدح سرائی کرنے لگے مگر "پھر وُہ جلد اُس کے کاموں کو بھُول گئے"(زبور ۱۰۴: ۱۱-۱۳)میری اِس بات چیت میں بہت کچھ ہے۔خُدا نے مجھ پر بڑا ہی فضل کیا ہے۔مَیں خُدا کا شکر کرتا ہُوں کہ مَیں اسے خُدا کا بڑا ہی فضل کہتا ہُوں کیونکہ یہ فضل میرے گناہوں اور ابلیس کی آزمائشوں سے بہُت ہی زیادہ تھا۔جب مجھے اپنے خوف، شک اور اُداس دنوں کی یاد آتی ہے تو میری خاطر جمعی ہوتی ہے۔جولیت کی تلوار داؤد کی نگاہوں میں بڑی قیمتی تھی، اور وہ اُسے دیکھ کر یاد کرتا تھا کہ خُدا نے اُسے اُس دیو پیکر جوان پر فتح بخشی تھی۔مجھے اپنے گناہوں، آزمائشوں اور اُس خوف کی یاد آتی تھی کہ کہیں مَیں ہلاک نہ ہوجاؤں۔مجھے یہ بھی یاد آتا ہے کہ خُدا نے مجھے بڑی طاقت بخشی اور مجھ گنہگار پر اُس نے بڑی کرم نوازی فرمائی ہے۔

میرے پیارے بچّو! ان گذشتہ ایام کو یاد کرو۔"مَیں گذشتہ ایام پر یعنی قدیم زمانے کے برسوں پر سوچتا رہا۔مجھے رات کو اپنا گیت یاد آتا ہے۔مَیں اپنے دِل ہی میں سوچتا ہُوں۔میری رُوح بڑی تفتیش میں لگی ہے"(زبور ۷۷: ۵-۱۲)بڑے دھیان سے غور کرو کیونکہ کلام مقدّس میں تمہارے لئے خزانہ چھُپا ہُوا ہے۔خُدا کے اُس کلام کو ہمیشہ یاد رکھو جس نے سب سے پہلے تمہاری زندگی پر اثر کیا تھا۔اپنے ضمیر اور موت اور جہنّم کے خوف کو نہ بھُولو۔اپنے آنسوؤں اور دُعاؤں کو یاد رکھو کہ تُم پناہ گاہ میں کس طرح رحم کے لئے آہیں بھرتے تھے۔کیا تُم کوہ مصغار کو یاد نہیں کرتے۔کیا تُم اپنے قلعے، شیر خانہ، اصطبل

بھتے اور اسی طرح کے اور مقاموں کو بھول گئے ہو، جہاں خدا سے تمہاری ملاقات ہوا کرتی تھی۔ اس کلام کو یاد رکھو جو تمہاری اُمید ہے۔ اگر تم نے نور کے خلاف گناہ کیا ہے، کفر بکنے کی آزمائش میں پڑے ہو، مایوس ہو اور خیال کرتے ہو کہ خدا تمہارے خلاف جنگ کرتا ہے یا آسمان تمہاری نگاہوں سے اوجھل ہے تو یہ یاد رکھو کہ تمہارے باپ کو بھی اس قسم کے حالات سے دوچار ہونا پڑا تھا، لیکن خدا نے مجھے اِن سب چیزوں سے خلاصی بخشی۔

اگر میں چاہتا تو اپنی آزمائشوں کو گناہوں کی وجہ سے مصیبتوں اور خدا کی رحمتوں کا طویل تذکرہ کرتا۔ میں اپنی طرزِ تحریر کو ذرا مشکل بنا سکتا تھا، اور میرا بیان زیادہ دل کش اور دلپذیر ہو سکتا تھا۔ لیکن مجھے ایسا کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ خدا نے جب مجھے گناہوں سے قائل کیا تو اس میں سنجیدگی تھی اور ابلیس کی آزمائشیں ہنسی کی باتیں نہ تھیں اور جب میں مایوسی کی اتھاہ گہرائیوں میں گھرا ہوا تھا تو یہ ایک حقیقت تھی۔ اس وقت جہنم کے عذاب سے میری روح گھبرا رہی تھی۔ اس لئے جب میں اِن باتوں کا بیان کرتا ہوں تو میں ہر ایک بات بالکل صاف صاف کہہ دینا چاہتا ہوں۔ وہ لوگ جو اس کتاب کو پسند کریں، اُسے خرید لیں لیکن جو ناپسند کریں وہ اس سے بہتر کتاب تصنیف کر کے لوگوں کے سامنے پیش کریں۔

الوداع

میرے پیارے بچو! دودھ اور شہد اس بیابان سے پرے ہے۔ خدا تم پر رحم کرے اور تمہیں توفیق بخشے کہ تم اُس سرزمین پر قبضہ کرنے میں لیت و لعل نہ کرو۔

جان بنین

فضلِ عظیم

۱- خُدائے رحیم وکریم نے میری رُوح پر کرم نوازی فرمائی ہے اور مضائقہ نہ ہوگا، اگر مَیں اِس کہانی کے آغاز میں مختصراً چند الفاظ میں اپنے حسب و نسب اور طریقِ تربیت کا تذکرہ کردُوں تاکہ بنی نوعِ انسان خُداوند کی مہربانی اور احسان کا اندازہ لگا سکیں۔

۲- میرا حسب و نسب یہ ہے کہ مَیں ایک غریب خاندان کا چشم و چراغ ہُوں اور اس حقیقت سے سب لوگ آگاہ ہیں۔ ہمارا گھر نہایت ہی گھٹیا درجہ کا تھا۔ ہمارے اِردگرد کے رہنے والے لوگ اسے حقارت کی نظروں سے دیکھا کرتے تھے۔ دُوسرے لوگوں کی طرح مُجھے جسمانی طور سے اپنی عالی نسبی پر فخر نہیں ہے اور نہ ہی میری پرورش بڑے ناز و نعم سے ہُوئی۔ لیکن مجھ پر خُدا کی بڑی ہی مہربانی ہے اور مَیں ذی شان آسمان سے خُدا کی حمد کرتا ہُوں کہ اُس نے مُجھے اِس خاندان میں پیدا کیا تاکہ خُوش خبری کے ذریعہ سے اُس فضل اور زندگی کو حاصل کر سکوں جو صرف خُداوند یسُوع مسیح ہی دے سکتا ہے۔

۳۔ اور اگرچہ میرے والدین کسی اُونچے گھرانے سے تعلق نہ رکھتے تھے پھر بھی خُداوند نے اُنہیں ہدایت فرمائی اور مجھے سکول میں داخل کروا دیا گیا تاکہ مَیں زیورِ علم سے مزیّن ہوسکوں۔ دوسرے غریب بچّوں کی طرح میری تعلیم بھی زیادہ اعلیٰ نہ تھی، اور یہی اُس زمانے کا دستُور تھا اور مَیں بڑی شرمساری سے اِس امر کا اعتراف کرتا ہُوں کہ تھوڑا بہُت علم جو مَیں نے حاصل کیا تھا، اُسے مَیں جلدی ہی بھلا بیٹھا اور جب خُداوند خُدا کی نظرِ کرم نے مجھے اپنی رحمتوں سے سرفراز کیا تو اس سے پیشتر ایّام مدرسہ کی یاد کی ہُوئی تمام باتیں حافظہ سے محو ہوچکی تھیں اور مَیں ایک نیا مخلُوق بننے لگا۔

۴۔ میری طبعی زندگی کا یہ حال ہے کہ اِس دُنیا کے دستُور کے مطابق وُہ جسم کی خواہشوں میں گزرنے لگی۔ اِس زمانہ میں مجھے خُداوند کا عرفان حاصل نہیں ہُوا تھا، اور مَیں اُسی رُوح کی پیروی کرتا تھا "جو اب نافرمانی کے فرزندوں میں تاثیر کرتی ہے"۔ (افسیوں ۲:۲-۳) مَیں ابلیس کا اسیر ہونے میں بڑی خُوشی محسُوس کرتا (۲۔تیمتھیُس ۲:۲۶)۔ مجھ میں ناراستی بھری ہُوئی تھی، اور مَیں ناراستی کے بند میں جکڑا ہُوا تھا۔ میرے دِل پہ اس کا اثر تھا۔ میری زندگی کے ہر ایک فعل سے ناراستی ظاہر ہوتی تھی۔ صغرسنی میں ہی میرے ہم عمر بچے بدزبانی کرنے، جھُوٹ بولنے اور خُدا کے مقدّس نام کی تکفیر کرنے میں میرا مقابلہ نہ کرسکتے تھے۔

۵۔ یہ بُرائیاں میرے خمیر میں ایسی رچ بس گئی تھیں کہ وُہ میری فطرتِ ثانیہ بن گئیں اور جب مَیں ٹھنڈے دِل سے اِس بات پہ غور کرتا

ہوں تو مجھے معلوم ہوتا ہے کہ میں نے خُدا کو آزردہ کیا ہے۔ بچپن میں ہی اُس کی ہیبت مجھ پر طاری ہو جایا کرتی تھی۔ مجھے ڈراؤنے خواب ستایا کرتے تھے۔ خوفناک رویا سے میری رُوح پر کپکپی طاری ہو جایا کرتی تھی۔ میرے زندگی کے شام و سحر گناہوں میں گزرنے لگے اور جب میں اپنے بستر پہ دراز ہو کر خوابوں کے جہان میں ہُوا کرتا تھا تو شیاطین اور ارواح خبیثہ مجھے ایذا پہنچانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا کرتی تھیں، اور مجھے پختہ یقین ہو چلا تھا کہ وُہ مجھے اپنے ہی حلقہ میں شریک کرنا چاہتی تھیں تاکہ میں اُنہیں کا آلۂ کار بن جاؤں اور مجھ میں انسانیت کا ذرّہ تک نہ رہے۔

۶۔ آج بھی جب میرا کم سنی کا زمانہ ختم ہو چکا ہے، عدالت کے دن کا خیال مجھ پہ ایک کیفیت طاری کر دیتا ہے۔ میں عذاب اور دُکھ میں مُبتلا ہو جاتا ہوں اور آتشِ جہنم کا خوفناک عذاب میرے لئے سوہانِ رُوح بن جاتا ہے۔ ابھی تک میں اِس بات سے خوفزدہ رہتا ہُوں کہ عدالت کے دن میں اُن شیاطین اور دوزخ کی ارواحِ خبیثہ میں شمار نہ کیا جاؤں، جو انتہاء تاریکیوں میں ابدالآباد تک زنجیروں میں جکڑی ہوئی ہیں۔ یہ خبیث ارواح عدالت کے دِن تک وُہیں رہیں گی۔

۷۔ میں ابھی نَو دس برس کا بچّہ ہی تھا کہ میری رُوح بے چین رہنے لگی۔ اپنی کھیل کوُد کے دوران میں بچپن کی لااُبالیوں میں اپنے عاقبت نااندیش ہم جولیوں میں میں نے بڑا ہی رُوحانی درد و کرب محسوس کیا، لیکن پھر بھی میں گناہ کا غُلام ہی رہا۔

زندگی کی مایوسیوں نے مجھے چاروں طرف سے گھیر رکھا تھا، اور میں اکثر سوچا کرتا تھا کہ اے کاش! دوزخ نہ ہو اور میں شیطان بن جاؤں کیونکہ شیاطین کا کام ایذا رسانی ہے اور اگر بالفرض مجھے دوزخ میں ہی جانا پڑے تو میرا کام عذاب پہنچانا اور عذاب میں تڑپنا نہ ہو۔

۸۔ رفتہ رفتہ یہ خوفناک خواب ماضی کی پہنائیوں میں گم ہو گئے۔ میں ان کے متعلق سب کچھ بھول گیا۔ زندگی کی دلچسپیوں نے اُن کی یاد دل سے نکال دی، جیسے کبھی کچھ ہُوا ہی نہیں۔ اِس لئے میری خودغرضی اور ہوس پرستی نے حسب توفیق پر پُرزے نکالے۔ نفسانی خواہشات کی لگامیں ڈھیلی چھوڑ دی گئیں۔ میں نے خدا کی شریعت کا مذاق اُڑایا اور میرے شب و روز گناہ کی لذتوں سے آشنا ہونے لگے۔ جب میں سن بلوغ کو پہنچا اور شادی بیاہ کے قابل ہُوا تو میں تمام اوباش، بے دین اور ہوس پرست نوجوانوں کا سرغنہ تھا۔

۹۔ نفسانی خواہشات اور خون اور گوشت کی تمام بُری باتیں میری رُوح پر غالب تھیں، اور اگر خدا کا فضل معجزانہ طور پر میری دستگیری نہ فرماتا تو انصاف کی ایک ضرب ہی میرا کام تمام کر دیتی۔ میں احکام شریعت کے رحم و کرم پہ رہتا اور دُنیا میں میری توہین و تذلیل ہوتی۔

۱۰۔ اُس زمانہ میں مذہبی خیالات سے مجھے بڑا ہی صدمہ ہوتا تھا۔ مذہبی باتوں کو نہ میں خود برداشت کر سکتا تھا اور نہ چاہتا تھا کہ کوئی دُوسرا اُنہیں سُنے اور اُن پر عمل کرے۔ اور جب کبھی کوئی مسیحی پرہیزگاری اور راستبازی کے متعلق کوئی کتاب مطالعہ کرتا تھا تو مجھے ایسا محسوس

ہوتا کہ یہ کسی قید خانہ کی بات ہو رہی ہے اور میں خدا سے کہا کرتا تھا "میرے پاس سے چلا جا کیونکہ ہم تیری راہوں کی معرفت کے خواہاں نہیں"۔ (ایوب ۲۱ : ۱۴) نیک خیالات سے میرا دامن دل خالی تھا۔ جنت و دوزخ کا قطعاً کوئی خیال نہیں تھا۔ روح کے ابدی آرام میں داخل ہوتے یا جہنم واصل ہونے کی مجھے کوئی پروا نہ تھی۔ اے خداوند تو میری زندگی کو جانتا ہے اور میری راہیں تجھ سے پوشیدہ نہیں ہیں۔

۱۱۔ تاہم مجھے اچھی طرح سے یاد ہے کہ اگرچہ گناہ کرنے میں مجھے بڑی ہی لذت محسوس ہوتی تھی اور اپنے احباب کے کمینہ پن پر مجھے بڑا ہی ناز تھا۔ جب کبھی کسی ایسے شخص سے برائی سرزد ہوتی تھی، جو اپنی نیکی اور پرہیزگاری کا ڈھنڈورا پیٹتا تھا تو میری روح کانپ اٹھتی تھی۔ اگرچہ میری خودبینی و خودپسندی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔ لیکن اگر کوئی ایسا آدمی قسم اٹھاتا تھا جسے لوگ بڑا ہی دیندار اور مذہبی خیال کیا کرتے تھے تو میری روح کو صدمہ ہوتا تھا اور میرے دل میں بےچینی پیدا ہوتی تھی۔

۱۲۔ لیکن خدا نے مجھے بالکل ہی نہیں چھوڑ دیا تھا۔ اس کی رحمت مجھے تلاش کرتی رہی، مجھ پر کوئی فرد جرم تو عائد نہ ہوا، لیکن اس کی عدالتیں راست ہیں۔ ان تمام چیزوں میں مجھے اس کا رحم و کرم نظر آتا تھا۔ ایک دفعہ میں سمندر کی ایک کھاڑی میں گر پڑا اور بڑی مشکل سے ڈوبنے سے بچا۔ ایک اور مرتبہ میں کشتی سے دریائے بیڈفورڈ میں جا پڑا۔ خدا کے لطف و کرم سے میں ڈوبنے سے بچ گیا۔ ایک دن

BEDFORD

مَیں اپنے ایک دوست کے ساتھ کھیتوں میں سے ہو کر گزر رہا تھا کہ ایک زہریلا سانپ اُس طرف سے گزرا۔ میرے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی۔ مَیں نے اُسے مار مار کر اَدھ مُوا کر دیا۔ اپنی چھڑی سے مَیں نے اُس کا مُنہ کھولا اور اپنی اُنگلیوں سے اُس کی زہر والی تھیلی کو باہر نکال دیا اور اگر خُدا کا فضل میرے شاملِ حال نہ ہوتا تو مَیں نے اپنی اِس بیباکی کی بدولت اپنی جان کو گنوا دیا ہوتا۔

۱۳۔ مَیں اس بات پر بھی خُدا کا لاکھ لاکھ شُکر کرتا ہُوں کہ ایک مرتبہ جب مَیں فوج میں تھا تو دُوسرے سپاہیوں کے ساتھ ایک مقام کے محاصرے پر گیا۔ مَیں اپنی جگہ سنبھالنے ہی کو تھا کہ ایک دُوسرے سپاہی نے میری جگہ پہرا دینے کی خواہش ظاہر کی۔ مَیں اس بات پر رضامند ہو گیا۔ اس سپاہی نے میری جگہ سنبھال لی۔ جُونہی وُہ اپنی جگہ پہرا دینے کے لئے کھڑا ہُوا تو ایک سنسناتی ہُوئی گولی اُس کے سر میں لگی اور وہ آنِ واحد میں وُہیں ڈھیر ہو گیا۔

۱۴۔ مَیں نے خُدا کے فضل و کرم کا ذکر کیا ہے لیکن میری رُوح راستبازی کی طرف مائل نہ ہُوئی۔ میری زندگی گُناہ کی طرف ہی مائل رہی۔ خُدا کے خلاف بغاوت میرا شعار تھا اور اپنی نجات سے مَیں بالکل غافل تھا۔

۱۵۔ میری شادی ہو گئی۔ اب مُجھے ایسی بیوی سے واسطہ پڑا جو ایک خُدا پرست باپ کی بیٹی تھی۔ ہم دونوں میاں بیوی بڑے تنگ دست تھے۔ ہمارے گھر میں روزمرہ کے استعمال کی چیزیں مثلاً تھالی چمچہ تک نہ تھا۔ لیکن میری بیوی کے پاس دو کتابیں تھیں۔ ایک کتاب کا نام "سادہ آدمی کے لئے آسمان کی راہ" (The PLAIN MAN'S PATHWAY TO HEAVEN)

اور دُوسری کا نام "پاکیزگی کی مشق" (THE PRACTICE OF PIETY)
یہ کتابیں میری بیوی کو اپنے باپ کی وفات پر ترکہ میں ملی تھیں - میں یہ
کتابیں اکثر اوقات اپنی بیوی کے ساتھ پڑھا کرتا تھا - ان کتابوں کی
بعض باتیں مجھے بڑی دلچسپ معلوم ہوئیں - لیکن میں کسی چیز سے قائل نہ
ہوتا تھا - میری بیوی مجھے اکثر بتایا کرتی تھی کہ اُس کا باپ کیسا خُدا پرست
آدمی تھا اور وہ بدی کرنے والوں کو سرزنش کیا کرتا تھا خواہ وہ اپنے
کُنبے کے افراد ہوں خواہ دُوسرے ہمسایہ - اپنے اقوال و افعال میں اُس
کی زندگی بڑی ہی پاکیزہ تھی - وہ مذہبی رسُومات پر سختی سے پابند تھا -
۱۴ - اگرچہ ان کتابوں کا اثر میرے دل پر تو بہت ہی کم ہُوا لیکن مجھے
ان کی افادیّت سے انکار نہیں - میں اپنی گُناہ آلُود حالت سے واقف
نہ ہُوا - میرے گُناہ میرے دل کے دبیز پردوں میں چھُپے ہُوئے تھے -
ان کتابوں کے مطالعہ سے میرے دل میں مذہب کے لئے دلچسپی پیدا
ہُوئی اور چُونکہ میں اچھے اور بُرے مذہب میں تمیز نہ کر سکتا تھا مجھے
رائج الوقت مذہب سے بڑا اُنس ہو گیا - اب تو شوق کا یہ حال تھا کہ
میں دن میں دو مرتبہ تمام عبادت گزاروں سے پہلے گرجے جانے لگا - میں
بھی دُوسروں کی طرح بڑے ذوق و شوق سے گیت گانے اور دُعا
مانگنے میں حصّہ لیا کرتا تھا - لیکن میں نے بُری زندگی سے کنارہ کشی
نہ کی - اس کے علاوہ میں توہم پرستی کا غُلام تھا - میں مذبح، پادری
اور اُس کے نائب، گرجا کی چادروں، عبادت اور تمام چیزوں
یہاں تک کہ عبادت گاہ کی بھی پرستش کرنے لگا - جو کچھ عبادت خانہ
میں تھا میں سب کو پاک سمجھتا تھا اور خاص طور پر میں پادری اور

اُس کے نائب کی بڑی ہی قدر کرنے لگا اور میں سمجھنے لگا کہ بلاشبہ پادری اور اُس کے نائب پر خُدا کی برکت ہے، کیونکہ وُہ اُس کے خادم ہیں اور اُس کی ہیکل میں وُہی سب سے اعلیٰ کارکن ہیں۔

۱۷۔ تھوڑے ہی عرصہ میں خود بینی و زُعم باطل نے میری رُوح پر ایسا قبضہ جما لیا کہ میں کسی تنگدل سے تنگدل اور خسیس سے خسیس پادری کو دیکھتے ہی اُس کی راہ میں آنکھیں بچھاتا اور اُس کا گرویدہ بن جاتا۔ میں یہ خیال کیا کرتا تھا کہ پادری صاحبان خادمانِ دین ہیں، اور میں اپنا سب کچھ اُن کے قدموں میں نچھاور کرنے کے لئے تیار تھا۔ کوئی بھی پادری ہو میں اُس کے اسم گرامی، چغے اور وعظ سے بحد مسحُور ہُوا کرتا تھا۔

۱۸۔ اِسی حالت میں ایک مُدت گزر گئی۔ میرے دِل میں ایک نیا خیال پیدا ہُوا کہ کیا ہم بنی اسرائیل ہیں یا نہیں۔ کتاب مقدس کے مطالعہ سے مجھے معلوم ہُوا کہ بنی اسرائیل خُدا کی برگزیدہ قوم تھی اور اگر میرا حسب و نسب اُسی قوم سے ثابت ہو جائے تو میرا دل بے حد خوش ہوگا۔ اِس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے مجھ میں بڑی خواہش پیدا ہُوئی۔ لیکن اسے حل کرنے کی کوئی صُورت نظر نہ آتی تھی۔ آخر کار اپنے والد سے ایک دن میں یہ مسئلہ پُوچھ بیٹھا۔ میرے والد بزرگوار نے مجھے بتایا کہ ہم اسرائیلی نہیں ہیں۔ اس لئے میرے دِل میں اسرائیلی بننے کی تمنا رہنے لگی اور اُمیدوں کے چراغ روشن رہے۔

۱۹۔ لیکن اِس اثنا میں مجھے احساس نہ تھا کہ گُناہ کتنا خطرناک اور گھناؤنا ہوتا ہے۔ میں نے کبھی خیال تک بھی نہ کیا تھا کہ خواہ میرا

مذہب کچھ ہی کیوں نہ ہو، جب تک خُداوند یسُوع مسیح کی بخشش شامِل
حال نہ ہو میں گُناہ کی وجہ سے راندۂ درگاہ اور مردود بن جاؤں گا۔
مجھے خُداوند مسیح کے متعلق سوچنے کی کبھی سعادت نصیب نہ ہُوئی۔
مجھے تو یہ بھی معلُوم نہ تھا کہ آیا وُہ موجُود بھی ہے یا نہیں۔ پس
اندھا آدمی اِدھر اُدھر پھرتا رہتا ہے اور وُہ اُس احمق کی طرح ہے
جس کی محنت اُسے تھکاتی ہے کیونکہ وُہ شہر کو جانا بھی نہیں جانتا۔
(واعظ ۱۰: ۱۵)

۱۰۔ لیکن ایک دن کا ماجرا سُنیئے کہ ہمارے پادری صاحب نے سبّت
ماننے رکھنے اور سبّت کو توڑنے پر وعظ کیا۔ اُنہوں نے کہا کہ کام
کرنے یا کھیلنے کُودنے یا کسی اور طرح سے سبّت کو توڑنا خُدا کے حُکم کو
توڑنا ہے اور یہ گُناہ ہے۔ اب خواہ میرا مذہب کچھ ہی تھا مجھے
لہو ولعب اور بدی کرنے میں بڑا ہی لُطف آتا تھا۔ اور خاص طور پر
اُس دن تو میں نے بڑے گُلچھرے اُڑائے تھے اور طبیعت بڑی خوش
تھی اور آج کے وعظ نے گویا میرے ضمیر کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا۔ مجھے
یہ محسُوس ہونے لگا کہ اس وعظ کا اطلاق مجھ پر ہی ہوتا ہے اور
پادری صاحب نے خاص یہی مقصد مدِّنظر رکھ کر یہ درس دیا ہے
تاکہ مجھے میری بُرائیوں کا علم ہو سکے۔ اس سے پیشتر مجھے کبھی خیال نہیں
گزرا تھا کہ گناہ کیا ہے۔ اب تو میرا یہ حال تھا گویا مجھ پر ایک بہت
بڑا پہاڑ گر پڑا ہے اور میں اُس کے نیچے پِسا جا رہا ہُوں۔ جب
عبادت ختم ہُوئی تو میں اپنے گھر پہنچا لیکن میری رُوح پر ایسا بارِ گراں
تھا جسے اُٹھانا میرے لئے بے حد محال تھا۔

اس وعظ کے بعد میری خوشیوں کا چراغ گویا گُل ہونے لگا۔ مجھ پر ایک قسم کی مُردنی چھا گئی۔ میرے ایام زندگی تلخ ہو گئے۔ میری راحت، رنج میں تبدیل ہونے لگی۔ لیکن یہ کیفیت دیرپا نہ تھی۔ جذبات کا ایک ریلا تھا جو آیا اور گزر گیا، کیونکہ جب مَیں نے گھر آکر خوب سیر ہو کر کھانا کھایا تو میرے دل پر سے بوجھ ہٹنے لگا اور پھر وہی چال بے ڈھنگی جو پہلے تھی۔ مجھے اس بات کی بڑی ہی خوشی تھی کہ میری تکلیف جاتی رہی ہے اور وہ آگ جو ابھی ابھی مجھے جلا کر راکھ کر دینے کو تھی، اب سرد ہو چکی ہے اور مَیں بلا تامل گناہ کر سکتا ہوں اور جب لذیذ کھانے سے تنورِ شکم کی آگ ٹھنڈی ہو گئی تو مَیں نے پادری صاحب کے وعظ کو دل سے نکال کر باہر پھینک دیا اور حسبِ معمول مَیں دل پسند کھیلوں اور مرغوب مشغلوں میں لذت محسوس کرنے لگا۔

۲۲۔ لیکن اُسی دن کا واقعہ ہے کہ مَیں گولف[1] کھیل رہا تھا۔ مَیں نے گیند کو کھُچی میں پہنچانے کے لئے ضرب لگائی اور ابھی مَیں گیند کو دوسری مرتبہ ضرب لگانے ہی والا تھا کہ اچانک آسمان سے ایک آواز آئی جو تیر کی طرح میرے دل میں پیوست ہو گئی اور مجھے صاف طور پر یہ سنائی دیا کہ "کیا تم گناہوں کو چھوڑ کر آسمان میں جانا چاہتے ہو یا اپنے گناہوں کے ساتھ دوزخ میں جانا چاہتے ہو؟" مَیں حیران و ششدر رہ گیا کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ مَیں نے اپنا گیند وہیں رکھ دیا اور آسمان کی طرف نگاہ کی اور مَیں نے گویا اپنی عقل و خرد کی آنکھوں سے دیکھا کہ خداوند یسوع مسیح مجھے نیچے کی طرف دیکھ رہا تھا اور وہ مجھ سے بے حد خفا تھا۔ مجھے ایسا محسوس ہوا کہ اُس نے مجھے دھمکی دی کہ وہ میری اِن بُری روشوں کے لئے مجھے

---

[1] GOLF

سخت سزا دے گا۔

۲۱۔ میرے دل میں طرح طرح کے خیالات آنے لگے۔ میری آنکھوں کے سامنے میرے گذشتہ گناہوں کی تصویر تھی اور میں نے دیکھا کہ میں کتنا بڑا گنہگار ہوں اور میں نے یہ نتیجہ نکالا کہ اب آسمان کی طرف رحم کے لئے دیکھنا بالکل بیکار ہے، کیونکہ خداوند یسوع مسیح مجھے معاف نہیں کرے گا اور نہ ہی وہ میری خطاؤں کو ڈھانپے گا۔ میں اس قسم کے خیالات میں مستغرق رہنے لگا اور یہ سوچتے سوچتے کہ مبادا میرا یہی حشر ہو، نا امیدی سے میرا دل ڈوبنے لگا۔ میں نے یہ نتیجہ نکالا!! کہ اب میرے لئے بچنے کا کوئی موقع نہیں ہے۔ دیر ہو چکی ہے۔ میں نے ارادہ کر لیا کہ میں گناہ کرتا رہوں گا کیونکہ میں نے خیال کیا کہ اگر یہی ایسے حالات رہے تو میں کتنا کم بخت ہوں خواہ میں اپنے گناہوں سے کنارہ کش ہو جاؤں یا گناہ کرتا رہوں میں کم بخت رہوں گا۔ میں تو مردود ہو چکا اور جب دو چار گناہوں کی وجہ سے کم بخت ہوں تو پھر کیوں نہ زیادہ گناہ کر لوں۔

۲۲۔ میں سب کھلاڑیوں کے سامنے اُٹھ بیٹھا، لیکن میں نے اُن سے بات تک نہ کی اور میں یہ کہے دیتا ہوں کہ اگرچہ میں اس نتیجہ پہ پہنچا تھا کہ میں کھیل کود میں لگا رہوں گا، میں بادلِ نخواستہ کھیل میں مشغول ہوا اور مجھے اچھی طرح سے یاد ہے کہ مایوسی اور نا امیدی نے میری روح پہ ایسا غلبہ ڈالا اور مجھے یہ ترغیب ملنے لگی کہ جو لذت گناہ میں ہے وہ کسی اور چیز میں نہیں۔ آسمان یا بہشت سے تو میں محروم ہو چکا تھا۔ اب اس کے متعلق سوچنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا، اس لئے مجھ میں یہ خواہش بجوان ہوئی کہ میں گناہوں سے لذت حاصل کر لوں۔

گُناہ کیا ہے ؟ اس کی حقیقت کا مَیں مطالعہ کرنا چاہتا تھا لیکن ارادہ تھا کہ گُناہ کی شیرینی سے ضرور لُطف اندوز ہُوں گا۔ انواع و اقسام کے لذیذ کھانوں سے مَیں اپنا پیٹ بھرنے لگا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ابھی مَیں اپنی خواہش کو پُورا بھی نہ کر پاؤں کہ پیامِ اجل آ جائے۔ مَیں جھُوٹ نہیں کہتا اَور نہ ہی ایسی باتیں یُونہی ہیں۔ اِن باتوں میں اصلیت ہے اَور میرے دِل کی یہی خواہشات تھیں۔ اَے مہربان خُداوند تیرا رحم بے اندازہ ہے۔ میرے گُناہ معاف فرما۔

۲۵۔ مجھے پُورا یقین ہے کہ شیطان کی یہ آزمائش کمزور مخلوق پر اس سے کہیں زیادہ ہے، جتنا ہمیں علم ہے۔ وُہ بڑے سُفلہ پن اَور بیدردی سے انسانی دِلوں کو پائمال کرتا اَور اُن کے ضمیروں کو بے حس بنا دیتا ہے۔ شیطان اِن کے ضمیر کو بڑی عیّاری سے چُپکے چُپکے ایسا مایُوس بنا دیتا ہے کہ اگرچہ دِل میں زیادہ گُناہ تو نہیں ہوتا، لیکن پھر بھی انسان اپنے دِلوں میں یہی نتیجہ نکالتے رہتے ہیں کہ اُن پر اُمید کے دروازے بند ہو چکے ہیں، کیونکہ اُنہوں نے گُناہوں سے محبّت کی ہے" اَور وُہ اپنے بُرے دِل کی سختی کے مطابق عمل کریں گے"۔ (یرمیاہ ۲: ۲۵؛ ۱۸: ۱۲)

۲۶۔ دِل کی تمام کثافتوں کے ساتھ مَیں گُناہ میں اپنی حرص و ہوا پُوری کرنے کی غرض سے آگے بڑھنے لگا لیکن پھر بھی مجھے یہ خیال رہنے لگا کہ میرے ارمان پُورے نہیں ہُوئے۔ ایک ماہ سے زیادہ عرصہ تک میری یہی حالت رہی۔ یہ گومگو کا عالم سوہانِ رُوح تھا۔ لیکن ایک دن مَیں ایک ہمسایہ کی دُکان کی کھڑکی کے باہر کھڑا ہُوا یاوہ گوئی اَور بدزبانی کر رہا تھا۔ ایسا معلُوم ہوتا تھا کہ مَیں کوئی پاگل ہُوں۔ مَیں اپنے دِل کا بخار اسی طرح سے نکالنے کا عادی تھا۔ دُکان

میں اس وقت گھر کی مالکہ بیٹھی ہوئی تھی ۔ اُس نے میری خرافات کو سُنا۔ وہ عورت اگرچہ اوباش تھی اور خدا پرست نہ تھی تاہم وہ ایک آفت کی پرکالہ تھی ۔ اُس نے سخت احتجاج کیا کہ میں اس خوفناک طور پر واہی تباہی بک رہا ہوں کہ میری بدکلامی کو سُن کر اُس پر رعشہ طاری ہو گیا ہے اور اُس نے دلشگاف الفاظ میں مجھے کہا کہ میں دُنیا کے تمام انسانوں سے زیادہ بے دین ہوں کیونکہ اُس نے اپنی ساری زندگی میں اس قسم کی بکواس اور دریدہ دہنی نہیں سُنی تھی اور اگر قصبہ کے نوجوان میری صُحبت میں رہیں گے تو میری اس قسم کی مخرب الاخلاق اور ناز یبا حرکات سے اُن کا چال چلن بھی بگڑ جائے گا۔

۲۷ ۔ اس سرزنش کو سُن کر میری زبان بند ہو گئی اور شرم سے مجھ پر گویا سینکڑوں گھڑے پانی پڑ گیا۔ میں آسمان کے خدا کے حضُور بھی شرمسار تھا۔ میں بڑی دیر تک وہاں سر جھکائے کھڑا رہا اور میرے دل سے ایک آواز نکلی کہ "اے کاش میری کم سنی کا زمانہ پھر لوٹ آئے اور میرے والد بزرگوار مجھے اس قسم کی تربیت دیں کہ میں بدزبانی کے بغیر بھی کسی کے ساتھ گفتگو کر سکوں۔ میں نے سوچا کہ یہ بدزبانی فطرتِ ثانی بن چُکی ہے اور اب اصلاح کی تمام اُمیدیں ختم ہو چُکی ہیں ۔ اصلاح کی بات خیالِ خام ہے ۔ اس کے متعلق سوچ بچار کرنا فضول ہے، کیونکہ میرا سُدھرنا کارِ محال ہے ۔

۲۸ ۔ لیکن مجھے اس کا علم بھی نہ ہُوا کہ مجھ میں یہ تبدیلی کس طرح پیدا ہُوئی۔ اس کے بعد میں نے رفتہ رفتہ قسم کھانا اور ناز یبا گفتگو کرنا ترک کر دیا۔ مجھے اس بات سے بڑی حیرانی ہُوئی کہ مجھ میں یہ تبدیلی کس طرح پیدا ہُوئی ہے۔

کہاں پہلے یہ حال کہ ہر بات کرنے سے پیشتر اور بات کر چکنے کے بعد میں ضرور قسم کھایا کرتا تھا تاکہ میرے الفاظ کو سچا سمجھا جائے لیکن اب ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ مجھے بات کرنے کا سلیقہ آگیا۔ میری باتوں میں اب پہلی سی تلخی نہ تھی۔ اب اُن میں شیرینی آگئی۔ لیکن ابھی تک خُداوند یسُوع مسیح کا مجھے شخصی تجربہ نہ تھا۔ میں نے لہو و لعب کی زندگی سے کنارہ کشی نہ کی۔

۲۹۔ لیکن تھوڑی مدّت نہ گُزری تھی کہ ایک نہایت ہی غریب خُدا پرست آدمی سے میری علیک سلیک ہُوئی۔ وُہ کتابِ مقدّس اور مذہب کی باتیں مزے لے لے کر کیا کرتا تھا۔ مجھے اُس کی باتوں سے کچھ اُنس پیدا ہو گیا۔ میں نے اپنی بائبل کو اُٹھایا اور اُس کا مطالعہ کرنے لگا۔ میں نے بائبل مقدّس کے تواریخی حصّے کا خاص طور پر مطالعہ کیا، لیکن جہاں تک پولُس رسُول کے خطُوط اور دُوسرے صحائف کا تعلق ہے مجھے اُن کی گہرائیوں کا علم نہ تھا کیونکہ میں اُن سے بے بہرہ تھا۔ اس کی ایک وجہ تو یہ ہو سکتی ہے کہ میری فطرت میں کچھ خرابی تھی یا خُداوند یسُوع مسیح کی لازوال محبّت کی قدر و قیمت کا مجھے احساس ہوتا تھا جس نے مجھے گناہ اور ابلیس سے رہائی بخشی۔

۳۰۔ میرے اقوال و افعال میں کچھ ظاہری تبدیلی کے آثار نظر آنے لگے۔ میں نے آسمانی راہ کے لئے خُدا کے احکام پر نگاہ کی اور اِن احکام پر عمل کرنے کی بڑی کوشش کی۔ میں خیال کیا کرتا تھا کہ خُدا کے احکام پر میں اچھی طرح سے عمل کر رہا ہُوں اور اس بات سے مجھے کچھ تسلّی ہُوئی۔ کبھی کبھار میں شریعت کا کوئی نہ کوئی حُکم توڑ دیتا تھا، جس سے میرے ضمیر کو سخت اذیت ہوتی تھی۔ میں اس کے بعد توبہ کر لیا کرتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ مجھے اپنے

افعال پر بے حد افسوس ہوا ہے ۔ میں خُدا کے سامنے وعدہ کیا کرتا تھا کہ میں آئندہ نیکی کروں گا ۔ خُدا میری امداد کرے گا، کیونکہ میں سوچا کرتا تھا کہ میں انگلستان کے کسی دُوسرے آدمی کی طرح خُدا کو خوش کر رہا ہوں ۔

۳۱ ۔ ایک سال تک یہی حال رہا ۔ میرے ہمسائے مجھے بے حد خُدا پرست انسان سمجھتے رہے ۔ اِن کے خیال میں میں ایک نیا مخلوق اور مذہبی آدمی تھا ۔ میری زندگی اور اطوار میں ایسی تبدیلی دیکھ کر وُہ حیران ہوتے تھے اور حقیقت یہ ہے کہ اُس وقت نہ ہی میں خُداوند مسیح کو جانتا تھا اور نہ ہی اُس کے فضل، ایمان اور اُمید سے واقف تھا ۔ اگر خُداوند مسیح کے بغیر ہی مر جاتا تو میری حالت کیسی خوفناک ہوتی ۔ تقریباً ایک سال تک یہی کیفیت رہی ۔

۳۲ ۔ میرے ہمسائے میری تبدیلئ زندگی پر بے حد حیران تھے ۔ واقعی ایک بڑا بے ادب انسان خوش خلق بن چکا تھا ۔ میری تبدیلی کچھ ایسی ہی تھی جیسے کوئی کالا کلوٹا حبشی سفید فام ہو جائے ۔ اس لئے میرے ہمسائے میری تعریف میں رطب اللسان تھے ۔ وُہ مجھ پر توصیف کے ڈونگرے برسانے لگے ۔ اب ہر جگہ میرا ہی ذکر خیر ہونے لگا ۔ اب تو میری پیٹھ پیچھے بھی میری خُوبیوں کے چرچے تھے ۔ لوگ کہنے لگے کہ میں بڑا ہی خُدا پرست اور دیانتدار آدمی ہوں جب میرے کانوں نے اپنی تعریف میں لوگوں کے اس قسم کے کلمات سُنے تو میری خُوشی کی کوئی انتہا نہ تھی اور اگرچہ میں ریاکار آدمی تھا پھر بھی لوگ مجھے خُدا پرست کہتے تھے ۔ مجھے اپنی خُدا پرستی پر ناز تھا اور میری ہمیشہ یہ خواہش رہی کہ لوگ میری طرف متوجہ ہوں اور میری تعریف کرتے رہیں ۔ اسی طرح ایک سال اور گذر گیا ۔

۳۳ ۔ میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ گرجے کی گھنٹی بجانے میں مجھے بڑا ہی

لطف آیا کرتا تھا۔ لیکن چونکہ اب میرا ضمیر قدرے نازک ہو رہا تھا میں نے خیال کیا کہ یہ بات فضول ہے اور میں نے اسے چھوڑنے کا ارادہ کر دیا لیکن میرے دل سے گرجے کی گھنٹی بجانے کی خواہش ہرگز نہ مِٹ سکی۔ اس لئے میرا جی چاہا کرتا تھا کہ میں کسی عظیم الشان عمارت کے اونچے برج میں لگی ہوئی گھنٹی کو دیکھوں۔ لیکن مجھ میں گھنٹی کے بجانے کی جرأت نہ تھی۔ میں نے خیال کیا کہ گرجے کی گھنٹی کو دیکھنا یا نہ دیکھنا ہی میرا مذہب نہ بن جائے۔ اس لئے میں کسی گرجے کی گھنٹی کو ضرور دیکھا کرتا تھا۔ اچانک میرے دل میں خیال گزرا کہ اگر کوئی گھنٹی زمین پر گر پڑے تو کیا ہو۔ تب میں کسی گھنٹہ گھر کے سب سے بڑے شہتیر کے نیچے کھڑا ہو جاتا تا کہ اگر گھنٹی گر بھی پڑے تو میں محفوظ رہوں لیکن مزید سوچنے پر مجھے خیال گزرتا کہ اگر یہ گھنٹی معلق ہوئی گر پڑے تو پہلے دیوار سے ٹکرائے گی اور پھر لوٹ کر مجھ پر آن گرے گی اور اگرچہ میں شہتیر کے نیچے کھڑا ہوا ہوں، مجھے سخت چوٹ آئے گی اور میں جان سے ہاتھ دھو بیٹھوں گا۔ یہ سوچ کر میں دروازے میں کھڑا ہو جاتا اور خیال کیا کرتا کہ اب میں محفوظ ہوں کیونکہ اب گھنٹی گر بھی پڑے تو میں ان پتھر کی دیواروں کے پیچھے ہو جاؤں گا۔

۳۳۔ اس کے بعد میں گرجے کی گھنٹی کو بجتے ہوئے دیکھا کرتا تھا۔ لیکن یہ سب کچھ گرجا گھر کے دروازے پر کھڑا ہو کر ہی دیکھا کرتا تھا۔ اچانک ایک دن میرے دل میں یہ خیال گزرا کہ اگر گھنٹہ گھر ہی گر پڑے تو کیا ہو اور یہ حادثہ اس وقت پیش آئے، جب میں دروازے میں کھڑا ہو کر گھنٹی کو دیکھ رہا ہوں۔ میرے دل کو دھکا سا لگتا۔ اب تو دروازے میں کھڑا ہونے کی مجھ میں جرأت نہ تھی، اس لئے میں بھاگ جایا کرتا تھا کہ کہیں گھنٹہ گھر ہی میرے سر پر نہ گر پڑے۔

نہیں ہوا تھا۔ مجھے الٰہی مکاشفوں کو جاننے کی کوئی ضرورت نہ تھی شیطان کی آزمائشوں کو سمجھنے اور اُن کا مقابلہ کرنے سے قاصر تھا۔

۴۰۔ اِن عورتوں کی گفتگو میرے دِل میں اُتر گئی۔ مَیں اُن کے ایک ایک لفظ پر غور کرنے لگا۔ مَیں اپنے کام پر چل دیا۔ لیکن اُن کی باتیں میرے دل کی گہرائیوں میں جاگزیں ہوئیں۔ مجھ پر بے حد اثر ہُوا۔ اُن کی باتوں سے مجھے سچے خدا پرست انسان کی پہچان ہُوئی، اور اِس حقیقت کا بھی علم ہُوا کہ اس قسم کا انسان خوشی اور برکت سے معمور ہوتا ہے۔

۴۱۔ اس قسم کے غریب لوگوں سے ملنا جُلنا میری زندگی کا معمول بن گیا۔ چُونکہ اب مَیں اُن سے گریز نہیں کر سکتا تھا اور جُوں جُوں اُن سے گفتگو کا سلسلہ دراز ہُوا مَیں اپنی زندگی کا محاسبہ کرنے لگا۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ مجھے اپنے آپ میں دو چیزیں معلوم ہُوئیں اور بعض اوقات مَیں اس بات پر بڑا ہی حیران ہوتا تھا کہ مَیں کیسا بے بصیرت، جاہل حقیر اور خدا سے ناآشنا بدنصیب انسان تھا۔ مجھے دِل کی حلیمی اور محبت کا پتہ چلا، اِس لئے مَیں قائل ہو گیا کہ جو کچھ اُنہوں نے کہا ہے وہ کتاب مقدس کی تعلیم کے مطابق ہے۔ دوسری بات یہ ہُوئی کہ گیان دھیان کی طرف میرا دل متوجہ ہُوا، اور جو اچھی باتیں مَیں سُنا کرتا اور پڑھا کرتا تھا، مَیں اکثر تنہائیوں میں اِن پر سوچ بچار کیا کرتا تھا۔

۴۲۔ اب میرا دِل بالکل بیزار ہو چکا تھا۔ اب یہ اُس بڑی جونک کی طرح تھا جو بڑے مزے سے وریدکا خون چوستی ہے اور پھر بھی چلاّتی رہتی ہے "دے، دے"۔ اب میرے دِل میں ہمیشہ کی زندگی اور خُدا کی بادشاہت کا خیال رہنے لگا، لیکن خُدا جانتا ہے کہ میرا علم نہایت

ہی ناقص اور محدود تھا۔ اب دُنیا کی عیش و عشرت، نفع کی چیزیں، نفسانی خواہشات اور خوف و خطر اور دھمکیاں میرے دل پر کچھ اثر نہیں ڈال سکتی تھیں۔ میرے دل میں جو کچھ بیٹھ چکا تھا اُس کا نکلنا مشکل تھا، اور میں بڑی شرمساری سے اس امر کا اعتراف کرتا ہوں۔ در حقیقت اس وقت میرے لئے آسمانی باتوں کو چھوڑ کر زمین کی باتوں کا خیال کرنا یا زمین کی باتوں کو چھوڑ کر آسمانی باتوں کے متعلق سوچ بچار کرنا نہایت ہی مشکل تھا۔

۴۳۔ میں ایک چیز کو نظر انداز نہیں کر سکتا۔ ہمارے شہر میں ایک نوجوان شخص تھا۔ وہ میرا لنگوٹیا تھا اور ہم دونو ہم نوالہ و ہم پیالہ تھے، لیکن بدزبانی بے ہودہ گوئی اور رِندی کی وجہ سے وہ بڑا ہی بدنام تھا۔ میں نے اُس سے قطع تعلق کر لیا اور اُس کی صحبت کو خیرباد کہہ دیا۔ تین مہینے گذرے تھے کہ وہ مجھے ایک گلی میں ملا۔ میں نے اُس کی خیریت پوچھی۔ اُس نے حسب معمول قسم کھا کر بڑے دلوانہ پن سے جواب دیا کہ اچھی گذر رہی ہے لیکن میں نے اُس سے کہا کہ "ہیری تم اس طرح سے کیوں قسم اُٹھاتے ہو اور لعن طعن سے کیوں باز نہیں آتے۔ اگر تم اسی طرح سے مر گئے تو تمہارا کیا حشر ہوگا؟" اس نے پیچ و تاب کھا کر جواب دیا کہ جب کوئی دوست آشنا نہ ہو تو کوئی کیا کرے؟ کسی طرح زندگی کے دن گذارنے تو ہوئے۔

۴۴۔ اسی اثنا میں رینٹرز کی کتابیں میرے ہاتھ لگیں۔ ہمارے مُلک کے چند آدمیوں نے ان کتابوں کی نشر و اشاعت کا اہتمام کیا تھا۔ بڑے بڑے بوڑھے جغادری پروفیسر ان کتابوں کو بڑی وُقعت سے دیکھتے

HARRY RANTER'S BOOKS

تھے۔ میں نے اِن کتابوں میں سے چند ایک کا مطالعہ کیا۔ لیکن اِن کے متعلق کوئی رائے قائم نہ کر سکا۔ میں نے بڑی دلسوزی سے خُدا سے یُوں دُعا کی۔ "اے خُداوند میں بیوقوف ہُوں اور بھلائی اور بُرائی میں تمیز نہیں کر سکتا۔ خُداوند مجھے بصیرت دے تاکہ یا تو میں اِن کتابوں کے اصولات کو دُرست سمجھوں یا اُنہیں رد کر دُوں اور اگر یہ خُدا کی طرف سے ہیں تو اُنہیں حقیر نہ سمجھوں اور اگر یہ شیطان کی طرف سے ہیں تو میں اُنہیں دِل میں نہ بٹھاؤں۔ اے خُداوند میں اس معاملہ میں اپنی رُوح تیرے قدموں میں ڈالتا ہُوں۔ میں تیری منت کرتا ہُوں کہ تُو مُجھے فریب سے بچا"۔ میرا ایک دوست تھا جسے مذہب کا بڑا ہی شوق تھا۔ اُس آدمی کا ذکر میں پہلے بھی کر چُکا ہُوں، لیکن اب وہ رینٹرز کے سے شیطانی خیالات میں رنگا جا چُکا تھا۔ وہ قسم قسم کی بُرائیوں کا شکار ہو چُکا تھا۔ وہ ناپاکی کے بند میں بندھا ہُوا تھا۔ وہ خُدا کی ہستی کا مُنکر تھا یعنی پکا مُلحد تھا۔ فرشتگان اور رُوحِ انسانی کا قائل نہ تھا۔ وہ متانت اور سنجیدگی کے متعلق پند و نصائح کا مضحکہ اُڑایا کرتا تھا۔ جب میں نے اُس کی بُری روش کی ملامت کی تو وہ اور بھی ٹھٹھا اُڑانے لگا۔ وہ ایسا ظاہر کرتا تھا کہ وہ تمام مذاہب کا مطالعہ کر چُکا ہے اور ابھی تک اُسے کوئی مذہب سچا دکھائی نہیں دیا۔ اُس نے مجھے کہا کہ تھوڑے ہی عرصہ کے بعد تمام پروفیسر رینٹرز کی پیروی کریں گے۔ میں نے رینٹرز کے قابلِ نفرت اصولات کی مذمت کی اور اس کی دوستی سے کنارہ کش ہو گیا۔ اب کہاں یہ بات کہ ہم دونو یک جان دو قالب تھے، اور اب نوبت یہاں تک پہنچی کہ دونو اجنبی ہو گئے۔

۴۵ - نہ صرف مذکورہ بالا آدمی میرے لئے آزمائش کا باعث تھا بلکہ جن لوگوں کے ساتھ مجھے آشنائی کا موقع ملا، وہ بھی آزمائش کا باعث ہوئے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مَیں اکثر دیہاتوں میں جا کر خوشخبری کی منادی کیا کرتا تھا۔ یہ آدمی اگرچہ بڑے ہی راسخ الاعتقاد تھے لیکن رینٹرز (RANTER'S) کی نئی مذہبی تعلیم کے سیلاب میں بہ چکے تھے۔ وہ میرے ساتھ بحث مباحثہ کیا کرتے تھے۔ وہ کہا کرتے تھے کہ میں قانونی موشگافیوں کا عادی ہوں اور ابھی تک اندھیرے میں ہی ہوں۔ اپنے مذہبی شعائر کا وہ بڑے طمطراق سے ذکر کیا کرتے لیکن میری توہین و تذلیل میں پیش پیش تھے۔ وہ یوں ظاہر کرتے گویا کامل ہیں اور کاملیت ہی حاصل کرنے کی چیز تھی۔ اس لئے اب وہ گناہ نہیں کر سکتے۔ اس قسم کی آزمائشیں میرے لئے نہایت موزوں تھیں، کیونکہ عنفوان شباب تھا اور مَیں جوانی کے نشے میں سرشار تھا۔ لیکن مجھے اُمید ہے کہ خُدا نے مجھے ایک خاص اور بہتر مقصد کے لئے مقرر کر رکھا تھا۔ مجھے اُس کے مُہیب اور جلالی نام کا خوف تھا۔ اُس نے مجھے اپنے نام کی خاطر اِس قسم کے اصُولات کو قبُول نہ کرنے میں میری رہنمائی فرمائی۔ خُدا کی تمجید ہو جس سے مَیں چلا چلا کر کہا کرتا تھا کہ وُہ مجھے محفُوظ رکھے اور میری رہنمائی فرمائے۔ مجھے اپنی عقل و دانش پر بھروسہ نہ تھا۔ اُس وقت سے لے کر آج تک مَیں نے دُعا کا اثر دیکھا ہے۔ مَیں گلا پھاڑ پھاڑ کر وعظ کرنے کا عادی تھا۔ اب مَیں نے یہ غلطی کبھی نہیں کی اور خُدا نے مجھے دیگر بُرائیوں سے بھی محفُوظ رکھا ہے۔ اُس زمانے میں میرے لئے سب سے زیادہ قیمتی کتاب بائبل مقدس تھی۔

۴۶- مَیں نے دِل کی آنکھوں سے بائبل مقدّس کی تلاوت کرنی شروع کی ۔ اِس سے پیشتر مَیں نے کبھی بھی بائبل مقدّس کی اس طرح تلاوت نہ کی تھی ۔ مجھے پولوس رسول کے خطوط میں بڑا ہی لُطف آتا تھا ۔ اب تو آٹھوں پہر مَیں بائبل مقدّس کے ہی دھیان میں رہتا تھا ۔ مَیں بائبل مقدّس کی تلاوت بھی کرتا اور اس پر غور و فکر بھی کیا کرتا تھا ۔ مَیں گڑگڑا کر خُدا سے التجا کیا کرتا تھا کہ وُہ مجھ پہ سچائی ظاہر کرے تاکہ مَیں آسمان اور اُس کے جلال کا راستہ معلوم کر سکوں ۔

۴۷- بائبل مقدّس کی تلاوت کرتے کرتے میری توجہ اس آیت پہ جم کر رہ گئی "کسی کو اُسی رُوح سے ایمان اور کسی کو اُسی ایک رُوح سے شفا دینے کی توفیق ، کسی کو معجزوں کی قدرت ، کسی کو نبوّت ، کسی کو رُوحوں کا امتیاز ، کسی کو طرح طرح کی زبانیں ، کسی کو زبانوں کا ترجمہ کرنا ، لیکن یہ سب تاثیریں وُہی ایک رُوح کرتا ہے اور جس کو جو چاہتا ہے بانٹتا ہے"۔ (۱۔ کرنتھیوں ۱۲ : ۹ - ۱۱) اور اگرچہ جیسا کہ مَیں نے اُس وقت سے لے کر آج تک دیکھا ہے اس کلام کی رُو سے رُوح القدس خاص طور پر غیر معمولی چیزیں تفویض کرتا ہے ۔ لیکن مَیں اس بات کا قائل ہو چلا تھا کہ مجھے معمولی چیزوں کی ضرورت تھی ۔ یعنی مجھے وُہی سمجھ اور عقل درکار تھی جو ایک عام مسیحی میں ہوتی ہے ۔ خُدا کے اس کلام پر مَیں سوچنے لگا اور مجھے سمجھ نہیں آتی تھی کہ مَیں کیا کروں یا کیا نہ کروں ۔ میری توجہ خاص طور پہ لفظ "ایمان" کی طرف مبذول ہوئی ۔ کبھی کبھی مَیں سوچا کرتا تھا کہ آیا مجھ میں ایمان ہے یا نہیں کیونکہ مجھے ڈر تھا کہ ایمان کے نہ ہونے سے مَیں اِن نعمتوں سے محروم

ہو جائیں گا، جو خُدا نے اپنے نیک بندوں کو دے رکھی ہیں لیکن مجھے ایسا نتیجہ نکالنے میں نفرت تھی کہ میرے دِل میں ایمان نہیں کیونکہ اگر میں نے ایسا خیال کیا تو میں سمجھوں گا کہ میں مردُود اور راندۂ درگاہ ہُوں۔

۴۸۔ میں نے اپنے دِل میں کہا کہ میں خُدا کی رحمت سے دُور نہیں ہُوں اگرچہ مُجھے معلوم ہے کہ میں جاہل مطلق ہُوں اور میں علم و دانش کی وُہی نعمتیں حاصل کرنا چاہتا ہُوں جو نیک آدمیوں کو ملتی ہیں۔ پھر بھی میں بے سوچے سمجھے کہے دیتا ہُوں کہ میں ایمان سے خالی تو نہیں ہُوں اور اگرچہ مُجھے ٹھیک طور سے ایمان کی ماہیت کا علم نہیں ہے کیونکہ شیطان نے مجھ پر ظاہر کر دیا ہے کہ جو لوگ ایماندار نہیں ہیں، اُن کی رُوحیں بے چین رہتی ہیں، اس لئے میں بالکل مایُوس ہونے سے نفرت کرتا تھا۔

۴۹۔ جب مُجھے اِس قسم کا خیال ہُوا تو تھوڑی دیر کے لئے مُجھے اپنے ایمان کی کمی کی وجہ سے ڈر لگنے لگا۔ لیکن خُدا کو یہ منظُور نہ تھا کہ وُہ میری رُوح کو تباہ ہونے دے۔ میرا اِس قسم کا نتیجہ نکالنا میری بے بصری کی وجہ سے تھا۔ میرے دِل میں اِس قسم کے خیال آنے لگے کہ میں اس طرح سے اپنے آپ کو دھوکا دے رہا ہُوں۔ اور میں اُس وقت تک آرام سے نہیں بیٹھوں گا، جب تک مُجھے یہ علم نہ ہو جائے کہ آیا مُجھ میں ایمان ہے یا نہیں۔ میرا دِل اِسی قسم کے خیالات کی آماجگاہ بنا رہتا تھا۔ لیکن سوال یہ تھا کہ وُہ ایمان کس طرح سے حاصل کیا جا سکتا ہے؟ اور تُم کس طرح اپنا ایمان بتا سکتے ہو؟ اور اس کے علاوہ مُجھے پختہ یقین ہو گیا تھا کہ اگر مُجھ میں ایمان نہیں ہے تو یقیناً میں ہلاک ہو جاؤں گا۔

۵۰۔ میں اکثر اپنے ایمان کے بارے میں سوچا کرتا تھا اور تھوڑے ہی عرصہ

کے بعد میں غور و فکر سے اپنے ایمان کی آزمائش کرنے پر آمادہ ہو گیا۔ لیکن افسوس کہ میں بدبخت اتنا جاہل اور بہیمانہ صفات کا مجسمہ تھا کہ مجھے تو معلوم ہی نہ تھا کہ میں اپنے ایمان کی کس طرح سے آزمائش کر سکتا ہوں اپنے ایمان کی آزمائش بڑا ہی نازک مسئلہ ہے اور چونکہ میں نے اس سے بیشتر نہ ہی کبھی اس کے متعلق سوچا تھا اور نہ ہی کبھی مجھے اس کا شخصی تجربہ تھا۔ مجھے کیا خبر کہ یہ کام کس طرح سے شروع کیا جا سکتا ہے؟

۵۱۔ اس مسئلہ کے متعلق میں پہروں سوچا کرتا تھا اور میں بڑی اُلجھن میں پھنسا ہوا تھا۔ ابھی تک میں نے اپنے دل کی بات کسی پر ظاہر نہ کی تھی یعنی اپنے ایمان کی آزمائش کی بات۔ یہ ایک رازِ سربستہ تھا جو مجھ تک ہی محدود تھا۔ ابلیس یعنی آزمائش کرنے والا میرے دل میں وسوسے ڈالا کرتا تھا مگر میں کسی طریقہ سے بھی معلوم نہیں کر سکتا تھا کہ آیا مجھ میں ایمان ہے یا نہیں اور اگر کوئی معجزہ سرزد ہو تو کس طرح جانوں کہ وہ خدا کی طرف سے ہے یا شیطان کی طرف سے۔ شیطان کتابِ مقدس میں لکھی ہوئی اِن باتوں کو مجھے بتایا کرتا تھا جن میں ایمان کی قوت سے معجزات کرنے کا ذکر ہے۔ اس طرح سے شیطان اپنی آزمائش کی طاقت میں اضافہ کیا کرتا تھا۔ ایک دن میں ایلسٹو (ELSTOW) اور بیڈفورڈ کے درمیان سفر کر رہا تھا۔ میرے دل میں بڑی زبردست آزمائش پیدا ہوئی کہ میں کوئی معجزہ کر کے یہ معلوم کر سکوں کہ آیا مجھ میں ایمان ہے کہ نہیں۔ میرے راستے میں گھوڑوں کے قدموں کے کچھ نشان تھے۔ میں نے یہ معجزہ کرنا چاہا کہ وہ ننھے ننھے گڑھے جو گھوڑے کے سُموں کی وجہ سے زمین پر پڑ گئے تھے اور اُن میں پانی کھڑا ہو گیا تھا، خشک ہو جائیں۔ چنانچہ میں نے گڑھوں سے کہنا چاہا "تم خشک ہو جاؤ" اور خشک جگہوں کو کہنے والا تھا کہ "تم

پانی کے گڑھے بن جاؤ۔" اور سچی بات تو یہ ہے کہ یہ الفاظ میں منہ سے نکالنے ہی والا تھا کہ میرے دل میں خیال آیا کہ جاؤ پہلے اس جھاڑی کے نیچے جاکر دعا کرو اور خدا سے ایسا معجزہ کرنے کی قوت حاصل کرو۔ جب میں نے دعا کرنے کی ٹھان لی تو میرے دل میں پھر خیال گذرا کہ اگر میں نے دعا بھی کی اور کچھ بھی واقع نہ ہوا تو یقیناً مجھ میں ایمان نہیں ہے اور میں رد کیا ہوا ہوں۔ ایسی صورت میں میرے بچنے کی کوئی اُمید نہیں ہے۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ میں ابھی اپنے ایمان کی آزمائش نہیں کروں گا، بلکہ تھوڑی دیر اور انتظار کروں گا۔

۵۲۔ میں یہ اندازہ لگا کہ بڑی کشمکش و پیچ میں پڑ جایا کرتا تھا کہ "اگر زمانۂ سابقہ میں ایمان کی بدولت دوسروں نے معجزے دکھائے ہیں اور اگر میں اس قسم کے معجزے نہیں کر سکتا تو نہ ہی مجھ میں ایمان ہے اور نہ ہی مستقبل قریب میں ایمان کی نعمت سے سرفراز ہونے کی اُمید ہے"۔ پس شیطان اور لاعلمی کے درمیان پیچ و تاب کھانے لگا اور بعض اوقات تو میں اتنا پریشان ہوتا کہ مجھے کچھ سجھائی نہیں دیتا تھا۔

۵۳۔ تقریباً اسی زمانہ میں میں نے بیڈفورڈ کے لوگوں کی خوشی کی رویا دیکھی۔ "وہ کسی اونچے پہاڑ کی ایک طرف بیٹھے ہیں، جہاں سورج کی سنہری دھوپ بڑی خوشگوار ہے۔ وہ دھوپ میں بیٹھے بڑا لطف اُٹھا رہے ہیں، اور میں سردی سے ٹھٹھر رہا ہوں۔ پالے اور برف سے میرا برا حال ہے۔ میں کالے کالے بادلوں میں گھرا ہوا ہوں۔ میں نے دیکھا کہ میرے اور اُن کے درمیان ایک بڑی دیوار ہے جو اس پہاڑ کو گھیرے ہوئے ہے۔ میری روح بھی اس دیوار کو پار کر کے اِن تک پہنچنا چاہتی تھی، تاکہ میں بھی اِن میں

جا بیٹھوں اور سورج کی خوش گوار دھوپ سے لطف اُٹھا سکوں"۔

۵۴۔ میں نے اس دیوار کے متعلق بار بار سوچا۔ میں اس کے نزدیک جاکر تانک جھانک کرنے لگا تاکہ کوئی راستہ تلاش کروں، جس کے ذریعہ میں اُن تک پہنچ جاؤں، لیکن مجھے کوئی راستہ نہ ملا۔ آخرکار میں نے ایک تنگ سوراخ دیکھا جو ایک چھوٹے دروازے کی طرح تھا۔ میں نے اس میں سے گزرنے کی کوشش کی، لیکن وہ راستہ نہایت ہی تنگ تھا، اس لئے اُس میں سے گزرنے کی تمام کوششیں رائگاں گئیں۔ مجبوراً میں نے ہمت ہار دی۔ لیکن آخرکار کوشش کرتے کرتے میں نے خیال کیا کہ میں پہلے اپنا سر اندر داخل کروں اور پھر ترچھا ہوکر اپنے کندھے اور پھر اس کے بعد اپنا سارا جسم اندر داخل کروں۔ چنانچہ میں اندر داخل ہوگیا۔ میں خوشی سے پھولا نہ سماتا تھا۔ میں ان لوگوں کے درمیان جا بیٹھا اور سورج کی گرمی اور روشنی سے مجھے بڑا ہی چین ملا۔

۵۵۔ مجھے پہاڑ اور دیوار کا مکاشفہ ہوا کہ پہاڑ زندہ خدا کی کلیسیا ہے اور وہ سورج جو وہاں ضوفگن ہے وہ خدا کے چہرے کی محبت سے بھری ہوئی روشنی ہے، جس سے اُس جگہ کے بسنے والے ہمیشہ نور میں رہتے ہیں۔ میں نے خیال کیا کہ دیوار خدا کا کلام ہے جو مسیحیوں اور دنیا کو ایک دوسرے سے جدا کرتا ہے اور اس دیوار میں جو تنگ راستہ ہے وہ خداوند یسوع مسیح ہے جو خدا باپ تک جانے کا وسیلہ ہے" (یوحنا ۱۴: ۶ و متی ۷: ۱۴) اور اگرچہ وہ راستہ اتنا تنگ تھا کہ میرا اُس میں داخل ہونا محال تھا۔ تاہم مجھے معلوم ہوا کہ جب تک کسی شخص میں داخل ہونے کا بے پناہ شوق نہ ہو، وہ زندگی میں داخل نہیں ہوسکتا۔ دنیا اور اُس کی تمام بُری خواہشات

کو یکسر چھوڑنا پڑتا ہے کیونکہ اس جگہ جسم اور رُوح کے لئے جگہ تو مل سکتی ہے مگر جسم، رُوح اور گُناہ کے لئے کوئی جگہ نہیں"۔

۵۶ ۔ میری رُوح پر اس تمثیلی رویا کا کئی دِن تک اثر رہا۔ مَیں بڑا ہی غمگین اور اُداس تھا، لیکن مجھ میں یہ تمنا بدرجہ اُتم تھی کہ میرا شمار بھی اُن آدمیوں میں ہو جو دھوپ میں بیٹھے ہُوئے مزے کی زندگی بسر کر رہے تھے ۔ اب مَیں ہر جگہ اور ہر وقت دُعا کیا کرتا تھا، خواہ مَیں اپنے گھر میں ہوتا یا سفر میں یا کھیت میں، مَیں اپنے دِل سے زبُور اکیاونؔ کے یہ الفاظ گایا کرتا تھا کہ "اَے خُدا اپنی شفقت کے مطابق مجھ پر رحم کر۔ اپنی رحمت کی کثرت کے مطابق میری خطائیں مِٹا دے۔ میری بدی کو مجھ سے دھو ڈال اور میرے گُناہوں سے مجھے پاک کر"۔

۵۷ ۔ ابھی تک مجھے اطمینان نہیں تھا کہ خُداوند یسُوع مسیح پر میرا ایمان ہے۔ تسلی و تشفی کی بجائے میری رُوح پر آئندہ کی خوشی کے بارے میں نئے سرے سے شکوک پیدا ہونے لگے ۔ اِن شکوک نے میری رُوح پر پے در پے حملے شرُوع کئے۔ میرے دِل میں شک گزرا کہ کیا مَیں برگزیدہ ہُوں؟ اُس کا رحم و کرم میرے لئے بھی ہے یا اب وقت گزر چکا ہے"۔

۵۸ ۔ اِن دونوں آزمائشوں نے مجھے بڑے عذاب میں ڈال دیا کبھی ایک آزمائش مجھے پریشان کرتی اور کبھی دُوسری مجھے تذبذب میں ڈال دیتی ۔ میری پہلی آزمائش یہ تھی کہ آیا مَیں برگزیدہ ہُوں؟ مَیں نے اُس وقت معلوم کیا کہ ـــــ مَیں آسمان اور اُس کے جلال کا راستہ تلاش کرنا چاہتا ہُوں اور کوئی چیز میرے راستے میں حائل ہو کر میرے ارادے کو متزلزل نہیں کر سکتی۔ لیکن اس سوال سے مَیں اتنا آزردہ خاطر ہوتا کہ میری ہمت جواب دے دیتی۔

بعض اوقات میرے جسم کی تمام طاقت سلب ہو جاتی اور خُدا کا یہ کلام میری تمام آرزوؤں کا خُون کر دیتا "پس یہ نہ ارادہ کرنے والے پر منحصر ہے نہ دوڑ دھوپ کرنے والے پر بلکہ رحم کرنے والے خُدا پر" (رومیوں ۹: ۱۶)

۵۹۔ خُدا کے اِس کلام کے بارے میں مَیں اپنی رائے کا اظہار نہیں کر سکتا تھا۔ مجھے یہ چیز صاف صاف دکھائی دینے لگی کہ جب تک خُدائے قادرِ مطلق اپنے رحم و کرم سے میری خواہش کے مطابق مجھے خُود بخود رحم کا برتن ہونے کے لئے نہ چُنے، میری جانفشانی اور دَوڑ دھوپ بیکار ہے۔ اس لئے میرے دِل میں یہ خیال جاگزیں رہنے لگا کہ تُم کس طرح سے بتا سکتے ہو کہ تُم چُنے ہُوئے ہو؟ اگر تُم چُنے ہُوئے نہیں ہو تو پھر کیا؟ اس کا کیا حشر ہو گا؟

۶۰۔ مَیں نے اپنے دِل میں سوچا کہ "اَے خُداوند کیا یہ حقیقت ہے کہ تُو نے مجھے نہیں چُنا"؟ آزمائش کرنے والے نے کہا کہ "ہو سکتا ہے کہ تُم چُنے ہُوئے نہیں ہو"۔ مَیں نے سمجھا ممکن ہے کہ یہ بات درست ہو۔ تب شیطان نے کہا کہ تمہارے لئے بہتر ہے کہ تُم اپنی تگ و دو کو چھوڑ دو، کیونکہ اگر تُم چُنے ہُوئے نہیں ہو تو تمہاری نجات کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، کیونکہ یہ نہ ارادہ کرنے والے پر منحصر ہے اور نہ دَوڑ دھوپ کرنے والے پر، بلکہ رحم کرنے والے خُدا پر"۔ (رومیوں ۹: ۱۶)

۶۱۔ اِن باتوں سے مَیں سخت چکر میں تھا، مجھے اِن آزمائشوں سے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں مِلا۔ نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن۔ مجھے وہم و گمان بھی نہ تھا کہ ابلیس نے مجھ پر اس طرح سے حملہ کیا ہے بلکہ میری زیرکی اور مصلحت اندیشی آڑے آئی ہے کہ مَیں نے اس قسم کے سوالات کا آغاز کیا

ہے، کیونکہ اگر صرف چند ایک چُنے ہُوئے لوگ ہی ہمیشہ کی زندگی کے وارث ہیں تو مَیں بھی بلا تامّل اُن کے زُمرے میں شامل ہُوں اَور اصل سوال بھی یہی تھا۔

۶۲۔ پس کئی دِن تک مَیں بڑا پریشان رہا اَور بعض اوقات چلتے چلتے میرا دِل ڈوب جاتا اَور ایسا محسُوس ہونے لگتا کہ مجھ پر اختلاجِ قلب کے دَورے پڑ رہے ہیں۔ کئی دِن اسی فکرمندی اَور ذہنی کوفت میں گُزر گئے۔ میرے دِل میں رتّی بھر بھی اُمید نہ تھی کہ مَیں ہمیشہ کی زندگی حاصل کر سکتا ہُوں۔ لیکن ایک دِن میری نظروں سے یہ جُملہ گُزرا اَور اُس نے میرے دِل پر خاطرخواہ اثر کیا۔ "زمانۂ قدیم کی پُشتوں کی طرف غور کرو، کیا کبھی کسی نے خُداوند پر توکّل کیا اَور شرمندہ ہُوا؟"

۶۳۔ اس جُملے سے میرا دِل ذرا ہلکا ہُوا اَور میری رُوح کو تقوّیت ملی۔ اُسی وقت مجھ پر یہ ظاہر ہُوا کہ پیدائش کی کتاب سے شرُوع کر کے مکاشفہ کے آخر تک پڑھو اَور دیکھو کہ کیا کوئی قوم ایسی تھی، جس نے خُدا پر توکّل کیا اَور شرمندہ ہُوئی؟ مَیں گھر آیا اَور بائبل اُٹھائی تاکہ مَیں اس آیت کو بائبل مقدّس میں سے تلاش کرُوں۔ مجھے اُمید تھی کہ مَیں یہ حوالہ ضرُور نکال سکوں گا۔ میری رُوح خُوش اَور میرا دِل شادمان تھا۔ وہ جُملہ میرے لئے ایک نیا پیغام لایا تھا۔

۶۴۔ مَیں نے اِس حوالہ کو ڈھونڈا لیکن وُہ نہ ملنا تھا نہ ملا۔ میرے دِل میں اس حوالے کو تلاش کرنے کی کرید رہی۔ ایک کے بعد دُوسرے نیک آدمی کے پاس پہنچا، لیکن وُہ بھی اس حوالے کا مقام نہ بتا سکا۔ مَیں سوچنے لگا کہ یہ جُملہ اچانک میری توجہ کا مرکز بن گیا ہے اَور دِل کی گہرائیوں میں اُتر

چُکا ہے، لیکن کسی کو اس کا علم نہیں ہے۔ مجھے پُورا یقین تھا کہ بائبل مقدّس میں یہ جُملہ موجُود ہے۔

۶۵۔ مَیں متواتر ایک سال تک اِس حوالے کی تلاش میں سرگرداں رہا۔ آخرکار مَیں نے اپاکریفا کا مُطالعہ کیا۔ یشُوع بن سیرخ کے دُوسرے باب کی دسویں آیت میں یہ حوالہ مجھے مِل گیا۔ پہلے پہل تو اسے پڑھ کر مجھے بڑا ہی ڈر لگا لیکن چُونکہ اس وقت تک مجھے خُدا کی مہربانی اور محبّت کا کافی تجربہ ہو چُکا تھا میری طبیعت ذرا سنبھل گئی مَیں نے سوچا کہ اگرچہ اپاکریفا مُستند کلام نہیں ہے پھر بھی اس آیت میں مُجھے خُدا کے تمام وعدے نظر آنے لگے۔ مجھے قدرے اطمینان حاصل ہُوا۔ مَیں اس کلام کے لئے خُدا کی تمجید کرنے لگا کیونکہ اس سے اُس نے مُجھے روشنی بخشی۔

۶۶۔ اِس کے بعد کچھ دُوسرے شکوک میرے دِل میں پیدا ہُوئے۔ یعنی اگر فضل اور بخشش کا دِن گزر جائے تو کیا ہوگا؟ کیا اُس کے رحم و کرم کا زمانہ گزر گیا ہے؟ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ مَیں نواحی علاقے میں سفر کر رہا تھا۔ میرے دِل میں اس قسم کے خیالات تھے کہ اگر بخشش کا دِن گُزر جائے تو کیا ہوگا؟ میرے مصائب میں اضافہ کرنے کے لئے آزمائش کرنے والے نے میرے دِل میں یہ خیال ڈال دیا کہ بیڈفورڈ کے نیک نفس انسان جو نئے مخلُوق بن چکے ہیں، نجات یافتہ ہیں اور اس علاقے میں اور کسی دُوسرے کو یہ چیز نہیں مِل سکے گی، کیونکہ تمہارے آنے سے بہت عرصہ پہلے اِن لوگوں کو خُدا کی بخشش مِل چکی ہے اور اب تُم محرُوم رہو گے۔

۶۷۔ مَیں بڑی مصیبت میں گرفتار تھا اور سوچا کرتا تھا کہ شاید یہ بات اسی طرح سے ہو، اس لئے مَیں اپنی ناگفتہ بہ حالت پر آہیں بھرنے لگا۔ مَیں اپنے

آپ کو ہزار ہا احمقوں سے بدتر سمجھتا تھا۔ مَیں نے کئی برس گناہوں میں زندگی بسر کی تھی۔ مَیں چلّایا کرتا تھا کہ کاش! مجھے بھی جلد یہ نئی زندگی نصیب ہو جائے۔ مجھے اپنے آپ پر سخت غصّہ آتا تھا کہ مَیں عقل و دانش سے خالی ہُوں اور اپنا وقت ضائع کر رہا ہُوں۔ میری رُوح تباہ ہو جائے گی اور مَیں آسمان کی بادشاہت سے محرُوم ہو جاؤں گا۔

۶۸۔ لیکن جب مَیں اس خوف سے بیحد پریشان تھا اور میرا ایک قدم بھی آگے نہیں اُٹھ سکتا تھا تو عین اُسی جگہ جہاں مَیں پہلی مرتبہ دلیری کے کلام سے آشنا ہُوا تھا، میرے دِل میں اس آیت سے تسلّی ہُوئی "اے خُداوند جیسا تُو نے فرمایا تھا ویسا ہی ہُوا اور اب بھی جگہ ہے۔" (لُوقا ۱۴: ۲۲-۲۳)
یہ الفاظ کہ "اب بھی جگہ ہے" میرے لئے آبِ حیات تھے کیونکہ سچ تو یہ ہے کہ مجھے ایسا معلُوم ہوتا تھا جیسے آسمان پر میرے لئے کافی جگہ موجُود ہے اور علاوہ ازیں جب خُداوند یسُوع مسیح نے یہ الفاظ کہے تو اُس وقت اُسے میرا بھی خیال تھا اور اُسے معلُوم تھا کہ میرے دِل میں خوف کی وجہ سے بڑی بے چینی ہو گی۔ اُس نے مجھ پر رحم کی نظر سے دیکھا اور یہ الفاظ اپنی زبان مُبارک سے ارشاد فرمائے ــــــــ
ــــــــ جواب انجیل مقدّس میں موجُود ہیں۔ اِس قسم کی حقیر آزمائش پر قابُو پانے کے لئے وہ میری مدد کرتا ہے۔ مَیں سچ سچ کہتا ہُوں کہ اب میرا ایمان خُداوند یسُوع مسیح پر تھا۔

۶۹۔ خُدا کے کلام نے مجھے دلیری دی اور مَیں ایک عرصہ تک اُس کی روشنی میں چلتا رہا۔ جب مجھے خیال آتا کہ خُداوند یسُوع مسیح نے کئی صدیاں پیشتر جب یہ الفاظ اپنی زبانِ مُبارک سے فرمائے تو اُسے میرا خیال تھا اور

جب اُس نے اُس زمانہ کے لوگوں سے یہ الفاظ کہے تھے تو اُس کا مقصد یہ تھا کہ مَیں بھی اُن میں شامل ہُوں۔ مُجھے یقین ہوگیا کہ سچ مُچ اُسے میرا خیال تھا۔

۷۰۔ لیکن آزمائشیں میرا پیچھا نہیں چھوڑتی تھیں۔ وُہ مُجھے راہِ راست سے ہٹانا چاہتی تھیں۔ کچھ آزمائشیں شیطان کی طرف سے تھیں اور کچھ میرے دِل سے اُٹھتی تھیں، اور کچھ نفسانی خواہشات کی وجہ سے پیدا ہوتی تھیں لیکن خُدا کا شُکر ہے کہ موت اور عدالت کے دن کے خیال کے مقابلہ میں اِن آزمائشوں کی کوئی وقعت نہ تھی۔ مَیں اکثر اوقات بنوکدنضر کے متعلق سوچا کرتا تھا کہ خُدا نے اُسے سلطنت اور حشمت اور شوکت اور عزّت بخشی۔ مَیں نے اپنے دِل میں سوچا کہ اُس عظیم الشان آدمی کے پاس سب کچھ تھا، لیکن وُہ دوزخ کی آگ کے ایک لمحے سے بلبلا اُٹھے گا اور اُسے اپنی ساری شان و شوکت بھُول جائے گی۔ اس قسم کی باتوں سے مجھے بڑی تسلّی ہُوئی۔

۷۱۔ اس وقت مَیں اُن حیوانوں کے متعلّق سوچنے لگا جنہیں مُوسیٰ نے پاک ٹھہرایا تھا۔ مَیں نے خیال کیا کہ وُہ حیوان بھی انسان کی طرح تھے۔ وُہ جو پاک ہیں، خُدا کے لوگ ہیں۔ لیکن ناپاک شیطان کے فرزند ہیں۔ اب مَیں نے پڑھا کہ پاک حیوان جُگالی کرنے والے ہیں یعنی اس کا یہ مطلب ہے کہ ہمیں خُدا کے کلام کی خوراک کی ضرورت ہے۔ "اُن کے پاؤں چرے ہُوئے ہوں"۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر ہم نجات حاصل کرنا چاہتے ہیں تو شیطان کے لوگوں کے ساتھ ہمیں کوئی سروکار نہیں ہونا چاہیئے اور مزید مطالعہ سے مجھے معلوم ہُوا کہ اگر ہم خرگوش کی طرح جگالی کرتے

ہیں اور کُتّے کی طرح اپنے پنجوں کے بل چلتے ہیں اور اگر ہمارے پاؤں سؤر کی طرح چرے ہوئے ہوں اور ہم بکری کی طرح جگالی نہ کریں تو ہم ناپاک ہی ہیں، کیونکہ میں نے خیال کیا کہ خرگوش ایسے آدمیوں کی مثال ہے، جو خدا کے کلام کی باتیں تو کرتے ہیں لیکن اپنی روش میں وہ گنہگار ہیں۔ اور سؤر ایسے آدمیوں کی مثال ہے جو اپنی ظاہری گندگی کو تو دُور کرتا ہے مگر اُس میں ایمان نہیں ہے۔ انسان کو اس قسم کا دبنداربیں ہونا چاہیئے۔ خُدا کے کلام کے مطالعہ سے مجھے معلوم ہُوا کہ صرف وُہی لوگ اُس کے جلال میں شامل ہو سکتے ہیں، جنہیں وہ دُنیا میں چُن لیتا ہے۔ وہ لوگ اُس کے کلام اور راستبازی اور رُوح کے چین میں شریک ہیں اور وہ آسمانی چیزوں میں حصّہ دار بن جاتے ہیں جو رُوح کو اطمینان بخشتی ہیں اور یہ اطمینان آسمانی یعنی اُوپر سے ہے۔

۷۲۔ اَب مجھے سکُون تو تھا مگر مجھے معلُوم نہیں تھا کہ مَیں کیا کرُوں۔ مجھے ڈر تھا کہ میری بلاہٹ نہیں ہُوئی۔ مَیں نے سوچا کہ اگر مَیں بُلایا نہیں گیا تو کس چیز سے مجھے فائدہ پہنچ سکتا ہے ؟ صرف وُہی لوگ آسمان کی بادشاہت کے وارث ہیں جو حقیقی طور پر بلائے گئے ہیں۔ مجھے اِن الفاظ سے بڑی محبّت تھی جن میں سچی بُلاہٹ کا ذِکر ہے۔ خُداوند یسُوع مسیح نے ایک مرتبہ ایک آدمی سے کہا "میرے پیچھے ہو لے" اور دُوسرے سے کہا "میرے پیچھے آ" اور مَیں نے کہا کہ اگر وہ مجھے بھی یہی کہے تو مَیں بڑی خُوشی سے اُس کے پیچھے ہو لوُں گا۔

۷۳۔ الفاظ میں یہ بیان نہیں کیا جا سکتا کہ میرے دِل میں کیسی آرزو تھی اور مَیں نے کس دِلسوزی سے خُداوند یسُوع مسیح سے اِلتجا کی کہ وہ مجھے بھی بُلائے۔

کچھ عرصہ تک میری یہی حالت رہی۔ میرے دل میں تمنا کی آگ تھی کہ خداوند یسوع مسیح مجھے نیا مخلوق بنا دے۔ اُس دن میں نے نئے مخلوق ہونے کی شان کو دیکھا کہ جب تک مجھے آسمان میں حصہ نہ مل جائے، میرے دل کو تسلی نہ ہوگی۔ کیا سونے سے اُسے خریدا جا سکتا ہے؟ میں اس کے لئے کیا دوں۔ اگر میرے پاس ساری دُنیا ہوتی تو میں اپنی رُوح کی تبدیلی کی خاطر ایسی دس ہزار دُنیائیں دے دیتا۔

۷۴۔ وہ مرد اور عورتیں جو نئے مخلوق بن چکے تھے، مجھے بڑے ہی پیارے لگتے تھے۔ وہ درخشاں ستاروں کی طرح تھے۔ اُن کے ماتھوں پر گویا مُہر لگی ہوئی تھی اور میں نے دیکھا کہ "جریب اُن کے لئے دل پسند جگہوں میں پڑی بلکہ اُن کی میراث خُوب ہے" (زبور ۱۶: ۶)، لیکن مرقس رسول کی معرفت لکھی ہوئی انجیل کی اس آیت نے مجھے بڑا ہی آزردہ کر دیا، جس میں لکھا ہے کہ خداوند یسوع مسیح پہاڑ پر چڑھ گیا اور جن کو وہ آپ چاہتا تھا اُن کو پاس بُلایا اور وہ اُس کے پاس چلے آئے۔ (مرقس ۳: ۱۳)

۷۵۔ اس کلام نے مجھے خوف زدہ کر دیا اور میں بے ہوش سا ہو گیا۔ میری رُوح میں آگ سی بھڑک اُٹھی۔ میرے دل میں خداوند یسوع مسیح کے ان الفاظ کی وجہ سے خوف پیدا ہوا کہ مبادا خداوند مسیح مجھے پسند نہ کرے کیونکہ پہاڑ پر اُس نے صرف اُن لوگوں کو اپنے پاس بُلایا تھا جن کو وہ آپ چاہتا تھا۔ لیکن وہ شان و شوکت جس کا میں نظارہ کر چکا تھا اُس کا نقش میرے دل پر اثر انداز تھا۔ میں نے کبھی کسی دُوسری جگہ پڑھنے کی کوشش ہی نہ کی کہ خداوند مسیح مجھے کبھی بُلاتا ہے۔ لیکن میری آرزو

تھی کہ وہ مجھے بھی بُلا لے ۔ اَے کاش میری پوشاک بھی اُن لوگوں جیسی ہو جنہیں اُس نے اپنے پاس بُلایا ہے ۔ اَے کاش میں شمعُون پطرس یا یُوحنّا ہوتا ۔ اَے کاش مَیں اُس وقت وہاں موجُود ہوتا جب اُس نے اِن دونوں شاگردوں کو اپنے پاس بُلایا تھا میں اُس وقت کہہ دیتا کہ اَے خُداوند مجھے بھی اپنے پاس بُلا لے ۔ لیکن ہائے مجھے یہ ڈر لگا رہا کہ اگر اُس نے مجھے اپنے پاس نہ بُلایا تو میرا کیا حشر ہوگا ۔

۷۶ ۔ یہ بات سچ ہے کہ کئی مہینوں تک خُداوند نے مجھے اسی حالت میں رہنے دیا ۔ اُس نے مجھ پر اپنا کوئی نشان ظاہر نہ کیا ، جس سے معلُوم ہو کہ وہ مجھے بُلا چکا ہے یا اس کے بعد مجھے بُلائے گا ۔ مَیں کئی دِن آہ و زاری کرتا رہا کہ خُداوند تُو مجھے بھی اپنے آسمانی بُلاوے میں اپنے برگزیدہ لوگوں میں شامل کرلے ۔ آخرکار خُدا کا کلام مجھ پر ظاہر ہُوا "کیونکہ میں اُن کا خُون پاک قرار دُوں گا ، جو میں نے اب تک پاک قرار نہ دیا تھا کیونکہ خُداوند صِیّون میں سکُونت پذیر ہے" (یُوایل ۳ : ۲۱) مَیں نے یہ خیال کیا کہ خُداوند کا یہ کلام میرے لئے ہے تاکہ مَیں اُس پر آس رکھوں ۔ اس کلام سے مجھے دلیری حاصل ہُوئی اور مَیں نے سمجھا کہ اس کلام کا مطلب یہ ہے کہ اگرچہ مَیں ابھی تک بُلائے ہُوئے لوگوں میں شریک نہیں ہُوں پھر بھی وہ وقت ضرُور آئے گا جب مَیں خُداوند مسیح یسُوع میں نیا مخلُوق بن جاؤں گا ۔

۷۷ ۔ اِس زمانہ میں مَیں بیڈفورڈ کے غریب لوگوں کے ساتھ اپنے دِل کی باتوں کا ذکر کیا کرتا تھا اور اُنہیں اپنی حالتِ زار سُنایا کرتا تھا ۔ اُنہوں نے میری باتوں کو سُنا اور من وعن مسٹر گفرڈ کے ساتھ اس کا ذِکر کیا ۔ مسٹر گفرڈ نے موقع پاکر میرے ساتھ اس موضوع پر بات چیت کی ۔ اُن

پر میری باتوں کا اثر ہُوا اگرچہ میرا خیال ہے کہ میرے دلائل کوئی خاص وزنی نہ تھے ۔ اُنہوں نے مُجھے اپنے گھر آنے کی دعوت دی ۔ وہاں مجھے دُوسرے لوگوں کے ساتھ شخصی گفتگو کا موقع مِلا کہ خُدا اور رُوح میں کیا تعلق ہے ۔ اِن باتوں سے مَیں اَور بھی قائل ہو گیا اَور مَیں نے سمجھ لیا کہ میرے بُرے دِل میں کیسے کیسے باطل خیالات ہیں اَور مَیں بدی میں گھِرا ہُوا ہُوں ۔ اب مُجھ پر یہ حقیقت کھُلنے لگی کہ میرا دِل کس قدر بدی کی طرف مائل ہے ۔ مُجھے صاف طَور پر نظر آنے لگا کہ میرے دِل میں بُری خواہشات ہیں اَور وُہ بدی سے بھرا ہُوا ہے اور اسی کی وجہ سے میرے خیالات بُرے ہیں اَور بُری خواہشات پیدا ہوتی ہیں ۔ وُہ نفسانی خواہشات اَور خیالات ایسے ہیں جن کے متعلق مَیں نے کبھی سوچا تک نہیں ۔ میرے دِل میں آسمان اَور زندگی حاصل کرنے کی جو آرزو تھی وُہ ختم ہونے لگی ۔ مَیں نے یہ دیکھا کہ جہاں اس سے پیشتر میرا دل خُدا کی طرف مائل تھا اب وُہ باطل خیالات میں مستغرق ہے ۔ چنانچہ نیکی کی طرف راغب ہونا کارِ محال ہے ۔ مُجھے اپنی رُوح اَور آسمان کی کچھ فکر نہ تھی ۔ ہر فرض کی بجا آوری میں کوتاہی ہونے لگی اَور مَیں لکڑی کی اُس تختی کی طرح تھا جو پرندے کے پاؤں میں اس لئے ڈال دی جاتی ہے تاکہ وُہ اُڑ نہ سکے ۔

۷۸ ۔ مَیں نے محسوس کیا کہ میری حالت روز بروز بد سے بدتر ہو رہی ہے ۔ اب تو نیا مخلوق بننے کی تمام اُمیدیں ختم ہو گئیں ۔ میری رُوح بجد مغموم ہُوئی اَور مایُوسی سے یہ حال ہُوا کہ مَیں آتشِ جہنّم میں جلنے لگا ۔ میری زندگی اجیرن ہو گئی اَور نوبت یہاں تک پہنچی کہ خواہ مجھے کسی ستُون کے ساتھ باندھ کر جلا بھی دیا جاتا تو مَیں کبھی ماننے کے لئے تیار نہ ہوتا ،

کہ خداوند مسیح مجھے پیار کرتا ہے۔ افسوس! مَیں نہ ہی اُس کی آواز سُن سکتا ہُوں اور نہ ہی اُسے دیکھ سکتا ہُوں۔ مَیں گویا ایک بڑے طُوفان میں اُڑا جا رہا تھا۔ میرا دل صاف نہیں تھا آہ'' اِس سرزمین میں اب کتنا اَور رہیں گے۔''

۷۹۔ کبھی کبھی خُدا کے بندوں سے مَیں اپنی حالتِ زار کا ذِکر کیا کرتا تھا اور وُہ میری بات سُن کر بڑا افسوس کیا کرتے تھے۔ اُن کے دِل رحم سے بھر جاتے۔ وُہ مجھے خُدا کے وعدے یاد دلاتے۔ اگر وُہ یہ کہتے کہ مَیں اپنی انگلی سے سُورج کو چھُو سکتا ہُوں تو میرے لئے ایسا ہی تھا جیسے وُہ مجھے خُدا کے وعدوں پر یقین رکھنے کو کہتے۔ اگر مَیں اُن کی بات مان لیتا تو میری تمام قوّتیں میرے خلاف صف آرا ہو جاتیں۔ مَیں نے دیکھا کہ میرا ایک اَور دِل بھی ہے جو گُناہ کرتا رہتا ہے اور وُہ اس شریعت کے ماتحت ہے جو اُس پر سزا کا حُکم رکھتی ہے۔

۸۰۔ اِن باتوں سے مجھے اُس باپ کی کہانی یاد آئی جو اپنے بیٹے کو خُداوند یسُوع مسیح کے پاس لایا ـــ ابھی وُہ راستہ ہی میں تھے کہ بدرُوح نے اُسے زمین پر پٹک کر مروڑا۔ بدرُوح اُس کو ایسا مروڑتی تھی کہ وُہ کف بھر لاتا تھا۔ وُہ اُس کو کُچل کر مُشکل سے چھوڑتی تھی۔ (لُوقا ۹: ۴۲ مرقس ۹: ۲۵)

۸۱۔ اِن ہی ایّام میں مَیں نے اپنا دِل خُداوند اور اُس کے کلام کی طرف سے بالکل بند کر لیا۔ مجھ میں بے اعتقادی تھی۔ مَیں نے اپنے دِل کا دروازہ بند کر رکھا تھا تاکہ اُسے اندر آنے سے باز رکھوں ـــ مَیں نے بڑی آہ و زاری سے خُدا سے فریاد کی کہ وُہ میرے دِل کو کھولے۔ مَیں یہ کہا کرتا تھا کہ اے خُداوند تُو پیتل کے پھاٹکوں کو توڑ دے اور لوہے کے

بندھنوں کو کاٹ ڈال۔ (زبور ۱۰۷ : ۱۶)

خُدا کے اس کلام سے میرے دل میں بڑا ہی اطمینان ہوتا تھا "میں ہی خُدا ہُوں اور کوئی نہیں ۔ میرے سوا کوئی خُدا نہیں ۔ میں نے تیری کمر باندھی اگرچہ تُو نے مجُھے نہ پہچانا" ۔ (یسعیاہ ۴۵ : ۵)

۸۲ ۔ گناہ کرنے کی بابت یہ ہے کہ میرا دل بڑا ہی نازک ہو چلا تھا۔ میں کسی کی سُوئی یا ننھی سی لکڑی تک بھی نہیں اُٹھایا کرتا تھا، یہاں تک کہ تنکا اُٹھانے سے بھی گریز کیا کرتا تھا، کیونکہ میرا ضمیر مجُھے ملامت کرتا اور تھوڑے سے احساس سے بھی اُسے ٹھیس لگتی تھی ۔ اب تو میں کسی سے بات کرتے ہُوئے بھی ڈرتا تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں اپنی بات کے اظہار میں کوئی غیر کلمہ استعمال کر بیٹھوں ۔ میں بڑا ہی محتاط رہنے لگا۔ میں نے ایسا محسُوس کیا کہ گویا میں کیچڑ کی دلدل پر بیٹھا ہُوا ہُوں اور اگر میں نے ذرا بھی حرکت کی تو وُہ دلدل میرے نیچے سے سرک جائے گی ۔ پھر میں تصوّر کرتا کہ کیا خُدا، خُداوند یسُوع مسیح اور پاک رُوح اور تمام اچھی چیزوں کے سوا باقی کوئی اور چیز وہاں باقی رہے گی ؟

۸۳ ۔ اگرچہ میں بڑا ہی گنہگار تھا تاہم خُداوند نے میری بے علمی کے گناہوں کو مجُھ سے منسُوب نہ کیا۔ اُس نے مجُھ پر ظاہر کیا کہ اگر میرے پاس خُداوند یسُوع مسیح نہیں ہے تو میں تباہ ہو چکا ہُوں، کیونکہ میں گنہگار ہُوں ۔ میں نے دیکھا کہ خُدا کے حضُور بے عیب حاضر ہونے کے لئے مجُھے مکمل راستبازی کی ضرورت ہے اور یہ راستبازی خُداوند یسُوع مسیح کی ذات کے سوا کسی اور جگہ سے نہیں مل سکتی ۔

۸۴ ۔ لیکن میری طبعی آلودگی اور پراگندگی میرے لئے سوہانِ رُوح تھی

اور میں بلاشک وشبہ کہے دیتا ہوں کہ وہ بڑی تیزی سے اپنا اثر دکھا رہی تھیں۔ مجھے معلوم ہوتا تھا کہ میں گنہگار ہوں۔ میں اپنی ہی نگاہوں میں ایک حقیر مینڈک سے بھی زیادہ رذیل تھا۔ میں نے خیال کیا کہ خدا کی نگاہوں میں بھی میں حقیر ہی ہوں۔ میں نے کہا کہ میرے دل سے بدی اور گناہ کے چشمے اسی طرح سے اُبل رہے ہیں جیسے پہاڑوں سے پانی کے چشمے پھوٹتے ہیں۔ میں نے سوچا کہ دوسرے لوگوں کا دل مجھ سے بہتر ہے۔ میں اپنے دل کو کسی دوسرے کے دل کے ساتھ تبدیل نہیں کر سکتا۔ میں نے سوچا کہ دل کی بُرائی اور پراگندگی میں صرف ابلیس ہی میری برابری کر سکتا ہے۔ جب میں نے اپنی بدی کو دیکھا تو میں بے حد مایوس ہوا کیونکہ اس سے میں نے یہ نتیجہ نکالا کہ میری اس حالت کا فضل کے ساتھ کوئی تعلّق نہیں ہے۔ میں نے خیال کیا کہ یقیناً خُدا نے مجھے چھوڑ دیا ہے۔ یقیناً مجھے ابلیس اور ملعون دل کے حوالے کر دیا گیا ہے اور کئی سالوں تک میں اسی حال میں رہا۔

۸۵۔ میں سمجھتا تھا کہ میں مردود ہوں۔ اس خیال سے مجھے بڑا ہی صدمہ ہوتا تھا، لیکن دو باتوں پر میں بڑا ہی حیران تھا۔ اوّل یہ کہ بڑے عمر رسیدہ لوگ بھی اس دُنیا کی چیزوں کو حاصل کرنے کے لئے ایسی تگ و دو کرتے تھے گویا وہ ہمیشہ تک زندہ رہیں گے۔ دوم یہ کہ جب بڑے بڑے رُوحانی لوگوں کو دُنیاوی نقصان پہنچتا ہے، یعنی اگر کوئی خاوند یا بیوی اپنے بچّوں سے محرُوم ہو جائے، تو وہ رنج و غم سے بلبلا اُٹھتے ہیں۔ اُن پر مایوسی چھا جاتی ہے۔ میں نے کہا کہ خُداوند ایسی چھوٹی چھوٹی چیزوں کے متعلّق اتنی بڑی دردسری

کیوں ہے؟ کچھ لوگ تو جسمانی خواہشات کو پُورا کرنے میں لگے ہوئے ہیں اور کچھ اس وجہ سے مغمُوم ہیں کہ اُنہیں دُنیاوی چیزوں کا نقصان برداشت کرنا پڑا ہے۔ اگر وُہ اس زندگی کی چیزوں کی خاطر اتنی تگ و دو کرتے اور اِن کے اتلاف پر اشک فشانی کرتے ہیں تو مَیں کیسے دُعا اور گریہ زاری کروں۔ میری رُوح سسک رہی ہے۔ وُہ تباہ ہو رہی ہے۔ لیکن اگر میرے پاس پانی کا ایک ٹھنڈا پیالہ اور روٹی کا ایک ٹکڑا ہوتا اور مجھے یقین ہوتا کہ میری حالت بڑی اچھّی ہے تو مَیں اپنے آپ کو کیسا دولت مند خیال کرتا۔ دُنیاوی چیزیں میری نگاہوں میں ہیچ ہوتیں اور مصائب کو مَیں بارِ گراں نہ سمجھتا "زخمی رُوح کی کون تاب لاسکتا ہے"؟

۸۹۔ اگرچہ مَیں اپنی بدی کے خوف اور احساس سے بہت تکلیف میں تھا اور عذاب میں تڑپتا تھا تاہم مَیں ایسی باتوں کو اپنے دِل سے نکالنے سے ڈرتا تھا، کیونکہ مَیں نے معلُوم کیا تھا کہ جب تک خُداوند مسیح کے خُون سے ضمیر کے گُناہ صحیح طریقہ سے نہ دھوئے جائیں گے خواہ اُس کی مُصیبتیں کم ہی کیوں نہ ہوجائیں، اس کی حالت کسی صُورت میں بہتر نہیں ہوسکتی۔ اس لئے اگر گُناہ کا بوجھ میرے دل پر ہے تو مُجھے خُداوند مسیح سے اِلتجا کرنی چاہیئے تاکہ اُس کا خُون اُسے دُور کر دے اور اگر ضمیر اسی حالت میں رہے کیونکہ بعض اوقات گُناہ کا احساس مرجاتا ہے تو مَیں اپنی رُوح کو گُناہ کی سزا یعنی دوزخ کی آگ کا عذاب یاد دلاؤں گا اور اس طرح سے اُس پر گُناہ کا احساس طاری ہوجائے گا۔ مَیں خُداوند سے کہوں گا کہ گُناہ کا احساس

میرے دل میں رہتے۔
اگر یہ سب کچھ صحیح طریقہ سے ہو تو خداوند یسوع مسیح کے خون اور رحم کے وسیلہ سے میری رُوح بچ جائیگی۔ میرے دل میں انجیل مقدس کی یہ آیت رہتی کہ "بغیر خون بہائے معافی نہیں ہوتی" (عبرانیوں ۹ : ۲۲) اور جس چیز نے مجھے سب سے زیادہ خوفزدہ کیا وہ یہ تھی کہ میں نے اُن آدمیوں کو دیکھا تھا جو صرف اُسی وقت دُعا کرتے ہیں جب اُن کی رُوح زخمی ہوتی ہے، لیکن جب اُن کے مصائب میں قدرے کمی ہوتی ہے اور وہ امن اور چین کا سانس لینے لگتے ہیں تو وہ بھُول جاتے ہیں کہ اُنہیں اپنے گناہ سے کس طرح سے چھٹکارا ہوُا۔ پس وہ گناہ اور گناہ کے احساس کو دل سے نکال دیتے ہیں، اور چونکہ گناہ سے چھٹکارا پانے کا اُن کا یہ طریقہ ٹھیک نہیں ہوتا اُن کا دل مخصوص نہیں ہوتا اور نہ ہی پاک ٹھہرایا جاتا ہے اس لئے اُن کا دل سخت ہو جاتا ہے — وہ اندھے ہو جاتے ہیں اور اپنی مصیبت کے بعد پہلے سے زیادہ بُرے بن جاتے ہیں۔ جب میں نے یہ بات سوچی تو مجھے بے حد ڈر لگا اور میں نے گڑگڑا کر خدا سے اِلتجا کی کہ میرا حشر ان لوگوں کا سا نہ ہو۔

۸۷۔ مجھے اس بات سے بڑا ہی افسوس ہوُا کہ خدا نے مجھے انسان پیدا کیا ہے کیونکہ میں تو قابلِ نفرت ہوں۔ مجھے معلوم ہوُا کہ انسان تمام مخلوقات سے زیادہ رنج و غم میں مُبتلا ہے اور یہ نیا مخلوق نہیں ہے۔ میں اپنی حالتِ زار پر بڑا ہی پیچ و تاب میں تھا۔ میں اپنے آپ کو اکیلا خیال کیا کرتا تھا اور سمجھتا تھا کہ میں سب لوگوں سے زیادہ برکت سے محرُوم ہوں۔

۸۸- میں نے خیال کیا کہ یہ ناممکن ہے کہ میرا دل اتنا پاک ہو کہ میں خُدا کا شکر ادا کروں۔ اُس نے مجھے انسان پیدا کیا ہے حقیقت میں انسان اشرف المخلوقات ہے لیکن گناہ کی وجہ سے وہ رذیل بن گیا ہے۔ میں حیوانوں، پرندوں اور مچھلیوں وغیرہ کی حالت کو مبارک کہتا ہوں کیونکہ اُن کی فطرت میں گناہ نہیں ہے اور اُن پر خُدا کا قہر نہیں ہے۔ وہ رذیل نہیں ہیں۔ موت کے بعد وہ آتشِ جہنم میں نہیں ڈالے جائیں گے۔ اگر میں انسان نہ ہوتا اور اِن خشکی یا تری کے جانوروں کی طرح ہوتا تو میں بڑا ہی خوش ہوتا۔

۸۹- تھوڑے عرصہ تک میری یہی حالت رہی۔ لیکن جب میری تسلّی کا وقت آیا تو ایک دن غزل الغزلات کی اِس آیت پر میں نے وعظ سُنا "دیکھ تو خوبرو ہے اے میری پیاری! دیکھ تو خوبصورت ہے۔ تیری آنکھیں تیرے نقاب کے نیچے دو کبوتر ہیں۔ تیرے بال بکریوں کے گلہ کی مانند ہیں جو کوہِ جلعاد پر بیٹھی ہوں"۔ واعظ نے صرف دو لفظوں کو اپنی نگاہوں کے سامنے رکھا اور یہی اُس کا مضمون تھا۔ "میری پیاری"۔ آہستہ آہستہ اُس نے نفسِ مضمون کی تشریح فرمائی اور یہ نتیجہ نکالا کہ :-

۱- کلیسیا اور تمام نجات یافتہ رُوحیں خُداوند کی "پیاری" ہیں۔

۲- خُداوند مسیح کی محبّت بے تُوٹ ہے۔

۳- خُداوند یسوع مسیح کے لوگ اُس کے پیارے ہیں، اگرچہ دُنیا اُنہیں نفرت سے دیکھتی ہے۔

۴- جب اُن پر آزمائش آتی اور اُنہیں چھوڑ دیا جاتا ہے تو پھر

بھی خُدا اُنہیں پیار کرتا ہے اور وہ خُدا کے پیارے ہیں۔

۵۔ خُداوند یسُوع کی محبّت تا ابد رہے گی۔

۹۰۔ جو کچھ واعظ نے کہا مجھے اُس کی تمام سمجھ نہ آئی۔ لیکن جب اُس نے پولُس رسول کے اطلاق مثال سے واضح کرنا شروع کیا تو کہا "اگر یہ سچ ہے کہ وہ رُوح جو نجات یافتہ ہے جب آزمائش میں مبتلا ہوتی ہے تو وہ مسیح کی پیاری ہے۔ تو پھر اے رُوح تُو جو آزمائش کی بھٹی میں پڑی ہوئی ہے اور بڑے عذاب میں مُبتلا ہے کہ خُدا نے اپنا چہرہ تجھ سے چھپایا ہے تو ان الفاظ پر غور کر کہ "تُو اُس کی پیاری" ہے۔

۹۱۔ پس جب میں اپنے گھر کی طرف روانہ ہُوا تو اُس واعظ کی باتیں میرے دل میں تھیں اور مجھے اچھی طرح سے یاد ہے کہ جب یہ باتیں میرے دل میں آئیں تو میں نے اپنے آپ سے کہا "ان الفاظ پر غور و فکر کر کے مجھے کیا حاصل ہوگا؟"

ابھی میرے دل میں یہ خیال گذرا ہی تھا کہ میرے دل میں ان الفاظ سے روشنی پیدا ہوئی "تُو میرا پیارا ہے" اور بیس مرتبہ یہ بات میرے دل میں آئی اور جب میرا دل اس قسم کے خیالات کی جولانگاہ بنا ہُوا تھا تو جگمگا اُٹھا۔ میں نے اُوپر نگاہ کی اور چونکہ میں ابھی اُمید و بیم میں مُبتلا تھا میں نے اپنے دل ہی دل میں سوچا کہ "کیا یہ سچ ہے؟ ہاں کیا یہ سچ ہے؟" جونہی میں نے یہ کہا تو کلام مقدّس کی یہ آیت میرے سامنے آگئی کہ اُس نے "نہ جانا کہ جو کچھ فرشتہ کی طرف سے ہو رہا ہے وہ واقعی ہے بلکہ یہ سمجھا کہ رویا دیکھ رہا ہُوں" (اعمال ۱۲: ۹)

۹۲۔ تب میں نے خُدا کے کلام کو اپنے دل میں جگہ دینی شروع کی۔ ایک

سے میرے دل کو بڑی خوشی ہوئی کہ میری رُوح شادمان ہے۔ جب خُداوند مسیح نے بار بار مجھے کہا کہ "تو میرا پیارا ہے، تو میرا پیارا ہے اور کوئی چیز تجھے میری محبت سے دُور نہیں کر سکتی" تو میرا دل بلیوں اُچھلنے لگا۔

اس کے ساتھ ہی رومیوں ۸: ۳۹ آیت بھی میرے سامنے آئی۔ اب تو میرے دل میں اطمینان تھا اور اُمید کا چراغ روشن ہو گیا۔ مجھے یقین ہونے لگا کہ میرے گُناہ معاف ہو گئے ہیں۔ خُدا کی محبت اور رحم و کرم میں مَیں ایسا کھو گیا کہ مجھے اچھی طرح سے یاد ہے کہ مَیں اپنے جذبات کا اظہار نہیں کر سکتا تھا۔ مَیں اپنے گھر آیا اور مَیں نے کہا کہ مجھے خُدا کی محبت اور اس کی مہربانیوں کے متعلق اُن کوؤں تک سے بات کرنی چاہئیے تھی جو کھیتوں میں بیٹھے ہوئے تھے۔ شاید وُہ میری باتوں کو سُننے کے قابل ہو جاتے۔

مَیں نے اپنے دل میں بڑی خُوشی سے کہا کہ اگر میرے پاس قلم و دوات ہو تو مَیں اپنی سرگذشت کو صفحۂ قرطاس پر لکھ دُوں کیونکہ یقیناً گذرے چالیس سالوں کے واقعات کو بھلایا نہیں جا سکتا۔ لیکن افسوس! پھر وُہی تشکیک کا سلسلہ شرُوع ہُوا اور میرے دل میں پُرانے سوالات اُبھرنے لگے۔

۹۳۔ پھر بھی بعض اوقات مجھے یقین ہونے لگتا کہ میری رُوح پر اُس کے فضل کی نظر ہے اگرچہ مَیں نے اس زندگی کے لُطف کو کھو دیا ہے۔ اس کے تقریباً ایک ہفتہ یا پندرہ دن تک کلامِ مُقدس کی یہ آیت میرے سامنے رہی:۔

"شمعُون! شمعُون! دیکھ شیطان نے تُم لوگوں کو مانگ لیا تاکہ گیہوں کی طرح پھٹکے"۔ (لُوقا ۲۲: ۳۱)

اِس آیت نے مجھ پر ایسا قبضہ جما لیا کہ جب مَیں چلتا تھا تو ایسا معلُوم ہوتا تھا کہ کوئی مجھے پیچھے سے بُلا رہا ہے۔ ایک مرتبہ تو مَیں

نے پیچھے مڑکر دیکھا بھی کیونکہ میں نے خیال کیا کہ کوئی آدمی مجھے بُلا رہا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کوئی دُور کھڑا ہے اور مجھے اُونچی آواز سے بُلا رہا ہے۔ اس سے میرے دل میں دُعا مانگنے اور جاگتے رہنے کی تحریک پیدا ہوئی۔ وہ آواز مجھے یہ بتانے آتی تھی کہ میں ایک بادل اور طوفان میں گھِر جانے کو ہوں لیکن مجھے اُس کی کچھ سمجھ نہ آتی۔

۹۴:۔ مجھے یہ یاد ہے کہ یہ وُہ آخری موقع تھا جب اِس آواز نے مجھے پُکارا۔ میں محسوس کرتا ہُوں کہ اب بھی "شمعُون! شمعُون!" کی آواز میرے کانوں میں آ رہی ہے۔ میں نے اپنے آپ سے کہا کہ کوئی مجھے آدھے میل کے فاصلے پر کھڑا پُکار رہا ہے۔ اگرچہ میرا نام شمعُون نہیں تھا، پھر بھی میں نے خیال کیا کہ وُہ جو اتنی اُونچی آواز سے پُکار رہا ہے وُہ کسی دُوسرے کو نہیں بلکہ مجھے ہی پُکار رہا ہے۔

۹۵۔ میں اتنا بیوقُوف اور جاہل تھا کہ میں اس آواز کی وجہ نہیں جانتا تھا۔ مجھے اس کے بعد معلُوم ہُوا کہ یہ آواز آسمان سے آ رہی تھی اور مجھے خطرے سے خبردار کر رہی تھی تاکہ میں ہونے والے واقعات سے ہوشیار رہُوں اور اپنے بچاؤ کی کوئی صُورت نکال لُوں۔ میں ہر وقت کلامِ مُقدّس کی اس آیت پر سوچنے لگتا کہ کیوں یہ اتنی مرتبہ اتنی اُونچی آواز میرے کانوں میں گُونج رہی تھی اور اس کے بعد جلدی ہی میں نے محسُوس کیا کہ خُدا مجھ سے جُدا ہو چُکا تھا۔

۹۶۔ ایک مہینہ کے بعد ایک بہت بڑے طوفان نے مجھے آلیا۔ اس نے مجھے پہلے کی نسبت بیس گُنا زیادہ مُصیبتوں میں ڈال دیا۔ یہ طوفان وقفوں کے بعد چوری چوری مجھ پر حملہ آور ہوتا تھا۔ پہلے تو مجھ سے

میری تمام خوشی چھین لی گئی۔ پھر میں تاریکیوں میں گھِر گیا۔ اس کے بعد
خداوند یسوع مسیح اور کلام مُقدس کے خلاف تکفیر کے سیلاب نے میری رُوح
کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ جس سے میں بڑا ہی حیران اور سراسیمہ ہُوا۔ یہ
کُفر سے کلمے خُدا اور اُس کے اکلوتے بیٹے کی ہستی کے خلاف تھے۔ میں
یہ سوال کرنے لگا کہ کیا حقیقت میں خُدا اور اُس کا مسیح ہیں یا نہیں؟ اور
یہ سوال بھی کرنے لگا کہ کیا پاک نوشتے بھی ہیں یا محض یہ افسانے اور ہوشیاری
یا چالاکی کی من گھڑت کہانیاں ہیں؟

میرے دل میں یہ بھی خیال پیدا ہُوا کہ ترکوں کے پاس ہمارے صحیفوں
کی طرح مُقدس آسمانی صحیفے ہیں۔ جن سے ثابت کیا جا سکتا ہے کہ حضرت
محمد صاحب نجات دے سکتے ہیں۔ جس طرح ہم یسوع مسیح کو نجات دہندہ
ثابت کرتے ہیں۔ کیا میں کبھی یہ تصور کر سکتا ہُوں کہ دُنیا کے مختلف
مُلکوں اور بادشاہتوں میں رہنے والے لاکھوں انسانوں کو اُس صراطِ
مُستقیم کا علم نہیں ہے جو آسمان کو جاتا ہے؟ اگر یہ شک ہے تو کیا ہم لوگ
ہی جو دُنیا کے ایک کونے میں رہتے ہیں اُس آسمانی میراث کے حقدار ہوں گے؟
ہر ایک شخص خیال کرتا ہے کہ اُس کا مذہب سچا ہے مثلاً یہودی، مسلمان اور
بُت پرست بھی اپنے مذہب کو سچا سمجھتے ہیں۔ کیا ہمارا ایمان، مسیح اور
کلامِ مُقدس سب کچھ خیالی چیزیں نہیں ہیں؟

۵۸۔ بعض اوقات میں نے لُوتھر رسُول کے خطوط سے اپنے خیالات کے
خلاف دلیلیں پیش کیں لیکن افسوس ہے کہ جلدی ہی مجھے محسوس ہُوا
کہ یہ دلیلیں مجھ پر ہی وارد ہو رہی ہیں۔ تب میرے دل نے کہا کہ ہم
پولوس رسُول کی باتوں کو اتنی اہمیت کیوں دیتے ہیں۔ میں وثوق سے

کہہ سکتا ہوں کہ چونکہ وہ بڑا ہوشیار اور عیار آدمی تھا ممکن ہے وہ خود غرضی میں ہی مبتلا ہو۔ کیونکہ اُسے جھکنے کے سبب درد لگے اور اُس نے بڑا ہی دُکھ اُٹھایا تاکہ اپنے ہم جنس انسانوں کو صفحۂ ہستی سے ہٹا دے۔

۹۹۔ میرے دل میں طرح طرح کے خیال آتے تھے۔ ان خیالات کو بتانے، تحریر میں لانے یا عملی طور پر ظاہر کرنے کی مجھ میں جرأت نہیں تھی۔ میرے دل پر ان خیالات کا بڑا ہی بوجھ تھا اور میری رُوح کچلی جا رہی تھی۔ یہ خیالات فوج در فوج شب و روز میرے دل کا محاصرہ کر رہے تھے اور مجھے ایسا محسوس ہوتا تھا کہ ان کے سوا کوئی اور چیز ہے ہی نہیں۔ میں نے اس سے یہ نتیجہ نکالا کہ خدا نے اپنے قہر شدید کی وجہ سے مجھے ان خیالات کے حوالے کر دیا تھا تاکہ جس طرح ایک زبردست بگولا چیزوں کو اُڑا کر لے جاتا ہے اُسی طرح یہ خیالات مجھے بھی اپنے ساتھ لے جائیں۔

۱۰۰۔ میرا دل بڑا ہی ملول رہتا تھا۔ میں نے محسوس کیا کہ مجھ میں کوئی چیز ضرور ایسی ہے جو ان خیالات کو اپنانے سے انکار کر رہی ہے۔ ایسا خیال مجھے صرف اُسی وقت آیا جب میں اپنی تھوک کو چاٹنے لگا، ورنہ ان آزمائشوں کے شور و شغب اور طاقت کے سامنے میں بے بس تھا گویا کہ ڈوب رہا تھا۔ میں تمام خیالات اور ان کی یادوں کو بھلا دینا چاہتا تھا۔ جب میں اس آزمائش میں گرفتار تھا تو میں خدا کے خلاف کفر بکتا اور نازیبا کلمات استعمال کرنے کا عادی ہو گیا۔ میں خدا کے بیٹے، خداوند یسوع مسیح کے خلاف بھی بدکلامی کیا کرتا تھا۔

۱۰۱۔ میں نے اب خیال کیا کہ مجھ میں بدرُوح ہے۔ میں نے یہ بھی خیال

کیا کہ میری عقل کی تمام قوّتیں سلب ہو گئیں کیونکہ دُوسرے لوگوں کے ساتھ مل کر خُدا کی حمد و ستائش کرنے کی بجائے میرے دل سے کُفر کے کلمے نکلتے تھے۔ اس لئے جب کبھی میں سوچا کرتا تھا کہ خُدا کی ہستی ہے یا نہیں تو محبّت اور اطمینان سے محرُوم ہو جایا کرتا تھا۔

١٠٣۔ ایسی باتوں سے مُجھ پر مایُوسیوں کی گھٹائیں چھا گئیں۔ میں نے یہ نتیجہ نکالا کہ وہ لوگ جو خُدا سے محبّت رکھتے ہیں اُن میں اس قسم کی باتیں نہیں ہوتیں۔ اکثر اوقات جب یہ آزمائشیں پُوری قوت سے مُجھ پر غلبہ پاتی تھیں تو میں اپنے آپ کو یعنی بچّے کی طرح خیال کرتا تھا جسے کوئی خانہ بدوش زبردستی کپڑوں میں لپیٹ کرلے جائے اور اُسے اپنے خویش و اقارب اور گھر سے جُدا کر دے۔ بعض اوقات میں ستپٹا اُٹھتا اور چلّانے لگتا۔ گویا میری آزمائشوں کے پر لگے ہُوئے تھے اور میں دوشِ ہوا پر اُڑا جا رہا تھا۔ مجھے ساؤل کا خیال آیا جب بُری رُوح اُسے ستایا کرتی تھی۔ مجھے خوف تھا کہ میری حالت بھی ساؤل جیسی ہی نہ ہو جائے۔

(١۔ سیموایل ١٦ : ١٤)

١٠٤۔ اِن ہی ایام میں میں نے لوگوں کو رُوح القُدّس کے خلاف کُفر بکنے کے بارے میں گفتگو کرتے سُنا۔ آزمائش کرنے والا ابلیس چاہتا تھا کہ میں بھی یہ گُناہ کروں۔ لیکن میں ایسا نہیں کر سکتا تھا۔ رُوح القُدس کے خلاف کُفر بکنا ہی سب سے بڑا گُناہ ہے۔ اگر کُفر کا کلمہ کہنے سے یہ گُناہ سرزد ہوتا ہے تو میں کہتا کہ میری زبان نے گُناہ کیا ہے کیونکہ یہ لفظ میرے مُنہ سے نکلا ہے اور یہ آزمائش اتنی زبردست تھی کہ میں اپنا مُنہ دونوں ہاتھوں سے بند کر لیا کرتا تھا تاکہ نہ میرا مُنہ کُھلے اور

"یہ گناہ کروں اور میں چاہتا تھا کہ سر کے بل کسی گندگی کے ڈھیر پر
جا پڑوں تاکہ منہ نہ کھول سکوں اور بات کرنے سے زبان کو باز رکھوں۔

۱۰۴۔ میں کتوں اور مینڈکوں کی حالت کو مبارک کہتا تھا۔ میں
خدا کی ہر ایک مخلوق کی حالت کو اپنی اس خوفناک حالت سے بہتر
سمجھتا تھا۔ میرے دوستوں اور ساتھیوں کی حالت بھی مجھ سے بہتر
تھی۔ اے کاش میں کتا یا گھوڑا ہوتا کیونکہ مجھے معلوم تھا کہ ان میں
روح نہیں ہوتی کیونکہ گناہ کی وجہ سے تو روح آتش جہنم میں ہمیشہ تک
جلتی رہے گی۔ چونکہ مجھ میں روح ہے اس لئے میں دوزخ کی آگ میں
جلتا رہوں گا۔ اگرچہ مجھے ہر ایک بات کا علم تھا اور میں اچھی طرح
سے محسوس بھی کرتا تھا اس لئے اکثر مغموم رہتا کیونکہ مخلصی کی امید سے
ناامید تھا۔ خیالات کی اس پراگندگی کی وجہ سے خدا کا کلام میرے
بند بند کو توڑ رہا تھا۔ "لیکن شریر تو سمندر کی مانند ہیں جو ہمیشہ موجزن
اور بے قرار ہے، جس کا پانی کیچڑ اور گندگی اچھالتا ہے۔ میرا خدا
فرماتا ہے کہ شریروں کے لئے سلامتی نہیں" (یسعیاہ ۵۷: ۲۰-۲۱)

۱۰۵۔ اب میرا دل الماس کی طرح سخت ہو گیا۔ اگر میں ایک آنسو کے
لئے ایک ہزار پاؤنڈ بھی ادا کرتا تو ایک آنسو کا قطرہ نہ نکلتا۔
مجھے ایک آنسو بہانے کی بھی تمنا نہ تھی۔
میں اپنی بدنصیبی کے متعلق بڑا غمگین تھا۔ میں نے دیکھا کہ بعض لوگ
اپنے گناہوں پر پشیمان ہیں اور وہ نوحہ و ماتم کرتے ہیں۔ کئی لوگ
خداوند مسیح کی وجہ سے شادمان ہیں اور اس وجہ سے وہ خدا کو مبارک
کہتے ہیں، اور کئی لوگ بڑی خاموشی اور خوشی سے خدا کے کام پر

سوچتے ہیں، لیکن میں اکیلا طوفان میں گھرا ہوا ہوں - میں بڑا ہی آزردہ
خاطر ہوا - میں نے خیال کیا کہ میرا حال منفرد ہے، اس لئے مجھے اپنی
حالت پر ماتم کرنا چاہیئے - لیکن میں ان چیزوں سے چھٹکارا نہیں
حاصل کر سکتا تھا -

۱۰۶ - یہ آزمائش ایک سال تک رہی - میں خدا کے فرمان بڑے
دُکھی دل کے ساتھ بجا لاتا اور کفر کی وجہ سے بڑی مصیبت میں تھا -
اگر میں خدا کا کلام سنتا تو ناپاکی، کفر اور مایوسی کے پھندے میں گرفتار
ہو جاتا - اگر کسی چیز کی تلاوت کرتا تو جو کچھ پڑھتا اُس پر سوالات کیا
کرتا اور بعض اوقات پڑھتے پڑھتے میرا خیال دُور کسی اور جگہ چلا جاتا
اور جو کچھ میں پڑھتا اُس کا ایک آدھ جملہ بھی مجھے یاد نہ رہتا، کیونکہ
میرے دل و دماغ کا شیرازہ بکھرا ہوا تھا -

۱۰۷ - دعا کرتے وقت مجھے بڑی کوفت ہوتی - بعض دفعہ میں ابلیس
کو دیکھنا چاہتا تھا - میں ایسا محسوس کرتا کہ وہ میرے پیچھے کھڑا میرے
کپڑے کھینچ رہا ہے - دعا کے وقت بھی وہ میرے ساتھ ہی ہوتا تھا -
وہ مجھے کہتا کہ جلدی کرو کیونکہ تم نے کافی دیر تک دعا کر لی ہے - اب
ختم بھی کرو - زیادہ دیر تک دعا کرنا اچھا نہیں " - وہ میرے خیالات
پراگندہ رکھتا اور کبھی کبھی یہ بُرے خیالات میرے دل میں ڈالتا
کہ "تم مجھ سے دعا کرو، اور میرے لئے دعا کرو"۔ کبھی کبھی میرے جی
میں آتا کہ اُسے سجدہ کروں "اگر تو جھک کر مجھے سجدہ کرے تو
یہ سب کچھ تجھے دے دوں گا" - (متی ۴ : ۹)

۱۰۸ - اپنے فرائض کی ادائیگی کے دوران میرے خیالات منتشر رہتے

تھے ۔ میں اپنے خیالات کو خدا پر لگانے کی کوشش کیا کرتا تھا لیکن ابلیس
یعنی آزمانے والا بڑی طاقت سے میری توجہ خدا کی طرف سے ہٹانے
کی کوشش کرتا رہتا تھا ۔ وہ مجھے طرح طرح سے پریشان کرنے لگا تاکہ
مجھے اِس طرف سے ہٹا لے ۔ کبھی کبھی وہ جھاڑی ، بیل یا جھاڑو یا
اِسی قسم کی کسی دُوسری صُورت میں میرے سامنے آجاتا تاکہ میں اُس سے
دُعا مانگوں ۔ ابلیس میرے دل پر کچھ اِس طرح سے غلبہ ڈال چکا تھا کہ
میں کسی دُوسری طرف توجہ ہی نہیں کر سکتا تھا اور جھاڑی ، بیل یا جھاڑو
سے ہی دُعا مانگنے لگتا ۔

۱۰۹ ۔ لیکن کبھی کبھی خُدا اور اُس کے کلام کی حقیقت کا خوف مجھ پر
چھا جاتا ۔ میرا دل کس طرح سے اس ناقابلِ بیان آہ و زاری کی برداشت
کر سکتا تھا ۔ دُعا کے ہر ایک لفظ میں میری روح سمائی ہوئی تھی ۔ میں
بڑے درد و گریہ سے خُدا سے دُعا کرتا تھا کہ وہ مجھ پر رحم کرے لیکن
پھر اِن خیالوں میں مُبتلا ہو جاتا تھا کہ خُدا میری دُعاؤں کا مذاق اُڑا
رہا ہے اور مُقدس فرشتوں کی مجلس میں کہہ رہا ہے کہ یہ غریب اور
بیوقوف انسان میرے رحم کا طالب ہے گویا مجھے اپنے رحم کی قدر و
قیمت کا کچھ خیال نہیں ہے ۔ افسوس اُسے غریب بیوقوف تو فریب
میں مُبتلا ہے ۔ خُدا کی رحمت تجھ جیسے حقیر انسان کے لئے نہیں ہے ۔

۱۱۰ ۔ پھر آزمائش کرنے والا ابلیس میری کمر ہمت توڑ دیتا اور کہتا ۔
تمہارا دل رحم کے لئے جوش میں ہے لیکن میں تجھے ٹھنڈا کروں گا ۔ یہ
حالت دیر تک نہ رہے گی ۔ تمہاری طرح کئی دُوسرے لوگ بھی بہت ہی
جوش میں تھے لیکن میں نے اُنہیں ٹھنڈا کر دیا ۔ میں کہا کرتا تھا کہ وہ لوگ

بگڑے ہوئے ہیں تو اُٹھ کھڑے ہوں گے۔ اس وقت میرے دل میں خوف پیدا ہوگا کہ میں بھی ایسا ہی کروں۔ مجھے اس بات سے خوشی ہوئی کہ اس قسم کے خیالات میرے دل میں آتے ہیں۔ میں احتیاط کروں گا اور جاگتا رہوں گا۔ شیطان نے کہا کہ "میں تمہارے بس کا روگ نہیں ہوں۔ میں آہستہ آہستہ تمہارے حواس خمسہ کو معطل کر دوں گا۔ خواہ مجھے تمہارا دل ٹھنڈا کرنے میں سات سال ہی کیوں نہ لگیں۔ آخر کار میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ اگر کسی روتے ہوئے بچے کو متواتر لوری دی جائے، تو وہ چُپ ہو جاتا ہے۔ میں اپنے کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچاؤں گا اور اگرچہ تم ذوق و شوق کی آگ میں جل رہے ہو تو میں تمہیں اس آگ سے باہر نکال لوں گا اور بہت جلدی تمہیں ٹھنڈا کر دوں گا۔"

۱۱۱۔ ان باتوں سے میں بڑا ہی پریشان ہوا۔ اب میں ایسی موت نہیں مرنا چاہتا تھا۔ لیکن میں نے خیال کیا کہ اگر میں زیادہ دیر زندہ رہا تو اور بھی ناقابل قبول بن جاؤں گا کیونکہ امتدادِ زمانہ سے گناہ کی بدی، آسمان یا بہشت کی قدر و قیمت اور خداوند یسوع مسیح کے گناہوں کو دھونے والے خون کی اہمیت میرے دل سے جاتی رہے گی۔ اور میں ان کے متعلق کبھی نہیں سوچا کروں گا۔ لیکن خداوند یسوع مسیح کا شکر ہو کہ میں نے اپنی آہ و زاری میں کوتاہی نہیں کی اور ان باتوں کی وجہ سے اُس لڑکی کی طرح چلاتا رہا، جو زناکاری کے پنجہ میں پھنس گئی تھی۔ (استثنا ۲۲ : ۲۷) اس زمانہ میں خدا کے کلام کی اس آیت سے مجھے بڑی ہی تسلی ہوئی — "کیونکہ مجھ کو یقین

ہے کہ خُدا کی جو محبّت ہمارے خُداوند یسُوع مسیح میں ہے اُس سے ہم کو نہ موت جُدا کر سکے گی نہ زندگی۔" (رُومیوں ۸ : ۳۸)
اُور اب مجھے یہ اُمید ہو گئی کہ اگر مجھے بھی عُمر عطا ہو تو مَیں نہ ہی برباد ہُوں گا اُور نہ ہی آسمانی فضل سے محرُوم رہُوں گا۔
۱۱۲۔ اِن آزمائشوں سے مجھے کچھ تقویّت بھی ملی، اگرچہ مَیں اِس قسم کی تسلّیوں کو ہمیشہ شک کی نگاہوں سے دیکھا کرتا تھا۔ یرمیاہ نبی کے صحیفے کے تیسرے باب کی پہلی اُور پانچویں آیات میں میرے لئے پیغام تھا کہ اگر ہم نے بدی کی باتیں کی ہیں اُور ہمارے کام بُرے ہیں پھر بھی ہمیں خُدا سے اِلتجا کرنی چاہیئے "وہ اَے میرے باپ تُو میری جوانی کا راہبر ہے"۔ اس کے بعد ہمیں خُدا کی طرف رجُوع کرنا چاہیئے۔
۱۱۳۔ ایک دفعہ میری نظر ۲۔ کرنتھیوں ۵ : ۲۱ پر پڑی "جو گناہ سے واقف نہ تھا اُسی کو اُس نے ہمارے واسطے گناہ ٹھہرایا تاکہ ہم اُس میں ہو کر خُدا کی راستبازی ہو جائیں"۔ مجھے یاد ہے کہ مَیں ایک دِن ایک ہمسایہ کے گھر میں بیٹھا ہُوا تھا اُور چُونکہ مَیں خُدا کے خلاف کُفر بکا کرتا تھا مَیں بڑا ہی غمگین اُور اُداس ہُوا۔ مَیں نے اپنے دِل میں کہا کہ میرے پاس کیا ثبوت ہے کہ مَیں ہمیشہ کی زندگی کا وارث بنوں گا۔ مَیں تو بڑا ہی گنہگار اُور قابِلِ نفرت انسان ہُوں۔ اُسی وقت خُدا کا یہ کلام مجھ پر ظاہر ہُوا "پس ہم اِن باتوں کی بابت کیا کہیں؟ اگر خُدا ہماری طرف ہے تو کون ہمارا مخالف ہے"۔ (رُومیوں ۸ : ۳۱) اُور اس آیت سے بھی مجھے بے حد تقویّت ملی۔ "چُونکہ مَیں جیتا ہُوں تم بھی جیتے رہو گے" (یُوحنّا ۱۴ : ۱۹)

یہ تو محض اشارے ہی تھے تاہم میرے لئے بے حد خوبصورت تھے۔ اس قسم کے خیالات میرے دل میں بڑی دیر تک نہ رہتے تھے اور پطرس کی چادر کی طرح جو اُس نے رویا میں دیکھی فوراً آسمان پر اُٹھائے جاتے تھے۔ (اعمال ۱۰: ۱۴)

۱۱۴- اس کے بعد خداوند نے بڑی مہربانی سے اپنے آپ کو مجھ پر ظاہر کیا اور نہ ہی مجھے صرف اُس گناہ سے رہائی بخشی جس کا میرے دل پر بڑا بوجھ تھا بلکہ مجھے تمام ناراستی اور گندگی سے خلاصی عطا فرمائی۔ اب میں آزمائش سے نکل چکا تھا اور دوسرے مسیحیوں کی طرح میرا دل صراط المستقیم پر گامزن تھا۔

۱۱۵- مجھے یاد ہے کہ ایک دن میں دیہاتوں میں پھر رہا تھا اور اپنے دل کی بُرائی اور کُفر کے متعلق سوچ رہا تھا۔ میرے دل میں خدا کی طرف سے دشمنی تھی۔ اُس وقت میرے دل میں کلام پاک کی یہ آیت آئی "اُس کے خون کے سبب سے جو صلیب پر بہا، صلح کر کے سب چیزوں کا اُسی کے وسیلہ سے اپنے ساتھ میل کرے۔" (کلسیوں ۱: ۲۰) اُس دن سے میں نے معلوم کر لیا کہ اُس کے خون کے وسیلہ سے خدا کے ساتھ میرا ملاپ ہو گیا ہے۔ میں نے خیال کیا کہ خدا کے عدل اور میری گنہگار رُوح نے اُس کے خون کے وسیلہ سے ایک دوسرے کو چوما ہے۔ میرے لئے بڑا ہی اچھا دن تھا اور مجھے اُمید ہے کہ میں اسے کبھی نہیں بھلاؤں گا۔

۱۱۶- ایک دفعہ میں اپنے گھر میں بیٹھا ہوا آگ تاپ رہا تھا۔ میں اپنی بدی کے متعلق سوچنے لگا۔ خدا نے اُسی وقت اپنا قیمتی کلام مجھ پر

ظاہر کیا دربیں جس صُورت میں لڑکے خُون اَور گوشت میں شریک ہیں تو وُہ خود بھی اُن کی طرح اُن میں شریک ہُوا تاکہ موت کے وسیلہ سے اُس کو جسے موت پر قدرت حاصل تھی یعنی ابلیس کو تباہ کر دے اَور جو عُمر بھر موت کے ڈر سے غلامی میں گرفتار رہے اُنہیں چھُڑا لے"۔ (عبرانیوں ۲: ۱۴-۱۵) مَیں نے اپنے دِل میں کہا کہ یہ الفاظ کتنے پُرشکوہ ہیں۔ مجھے غش سا آنے لگا۔ لیکن میرے دِل میں نہ ہی کوئی غم تھا اَور نہ ہی دُکھ بلکہ مَیں مسُرور و شادمان تھا۔

۱۱۷۔ اُس زمانہ میں مجھے مسٹر گفرڈ کے وعظ و نصیحت سے مستفید ہونے کا موقع ملا۔ اُن کے عقیدے نے میرے ایمان کو بڑا ہی مضبُوط کیا۔ اُنہوں نے اپنی خدمت کا یہ معمول بنا رکھا تھا کہ وُہ خُدا کے لوگوں کو اُن گُناہوں اَور تقصیروں سے رہائی دلائیں جو ہماری طبعی فطرت کا خاصہ ہیں۔ اُنہوں نے واشگاف الفاظ میں ہم پر واضح کیا کہ ہم اس بات کی احتیاط کریں کہ ہم کسی سچائی پر ایمان نہ لائیں جو ہم نے اِس آدمی یا اُس آدمی سے سُنی ہے بلکہ ہم خُدا سے التجا کریں کہ وُہ ہمیں حقیقت سے آگاہ کرے اَور اپنی رُوحِ پاک کے ذریعہ ہمارے ایمان کو مضبُوط کرے۔ اُنہوں نے کہا کہ اگر تم خُدا سے التجا نہ کرو اَور کوئی اَور طریقہ اختیار کرو اَور تم یہ خیال نہ کرو کہ یہ آزمائشیں اُوپر سے ہیں تو تمہیں معلُوم ہو جائے گا کہ اُن پر غالب آنے کے لئے تمہیں طاقت کی ضرورت ہے۔

۱۱۸۔ یہ بات میرے لئے ایسی ہی برمحل تھی جیسے موسم پر برکھا ہوتی ہے۔ چُونکہ مَیں نے بڑے ہی تلخ تجربے کے بعد مسٹر گفرڈ کی باتوں کی سچائی کو معلُوم کیا تھا اسلئے مجھے ایسا معلُوم ہُوا کہ جب کسی آدمی کو ابلیس آزماتا ہے تو رُوح القدس

کے بغیر کوئی نہیں کہہ سکتا کہ خُداوند یسُوع مسیح خُداوند ہے۔ ہر ایک آدمی کو اس حقیقت کا علم نہیں ہے، اس لئے اُس کے فضل کے وسیلہ سے میری رُوح نے اس عقیدے کو قبول کر لیا۔ اور مَیں خُدا سے دُعا کرنے لگا کہ وُہ مجھے ابدی اور آسمانی خوشی میں شریک کرلے۔ اب مُجھے صاف صاف معلُوم ہُوا کہ خُون اور گوشت اور خُدا کے آسمانی مکاشفے میں کیا فرق ہے۔ مُجھے معلُوم ہُوا کہ اُس ایمان میں جس کا زبان سے اقرار کیا جاتا ہے اور انسانی عقل سے اُسے ظاہر کیا جاتا ہے اور اُس ایمان میں جو کسی انسان کے خُدا سے پیدا ہونے کی وجہ سے ہے بڑا فرق ہے۔ (متی ۱۶ : ۱۵-۱۷، ۱- یُوحنّا ۵ : ۱)

۱۱۹ - اب کس طرح میری رُوح ایک سچّائی سے دُوسری سچّائی کی طرف جا رہی تھی۔ خُدا کے بیٹے کی پیدائش، اُس کی پرورش، اُس کے آسمان پر اُٹھائے جانے، آمدِ ثانی اور عدالت کے متعلّق مجھے سب کچھ معلُوم ہونے لگا۔

۱۲۰ - یہ سچ ہے کہ مُجھے معلُوم ہونے لگا کہ قادرِ مطلق خُدا مُجھ پر مہربان ہے کیونکہ مجھے خُوب یاد ہے کہ مَیں نے جب کبھی کوئی التجا خُدا سے کی تو اُس نے وُہ بات مجھ پر ظاہر کر دی۔ وُہ بڑی مہربانی سے اُسی التفات سے مجھ سے خُوش ہُوا کرتا تھا۔ مُجھے نہ ہی صرف خُداوند یسُوع مسیح کی انجیل کے تھوڑے حصّے کا علم ہُوا بلکہ رفتہ رفتہ مَیں سب کچھ سمجھنے لگا۔ مَیں خیال کرتا ہوں کہ اناجیل اربعہ سے مجھے خُدا کے بڑے بڑے کاموں کا علم ہُوا کہ خُدا نے خُداوند یسُوع مسیح کو ہماری نجات کی خاطر دُنیا میں بھیجا ہے۔ مُجھے اُس کی پیدائش یعنی اپنی ماں کے پیٹ میں پڑنے، اُس کی دوبارہ آمد

اور روزِ عدالت کی بھی سمجھ آگئی۔ مجھے ایسا نظر آنے لگا گویا مَیں نے اُسے اُس وقت دیکھا تھا، جب وُہ پیدا ہُوا تھا۔ جب وُہ اپنے قد و قامت میں بڑھتا تھا تو مَیں نے اُسے دیکھا اور جب وُہ اس دُنیا میں اِدھر اُدھر چلتا پھرتا تھا تو میری آنکھوں نے اُس کا نظارہ کیا تھا اور جب وُہ کوہِ کلوری کی طرف مصلوب ہونے کے لئے جا رہا تھا تو اُس وقت بھی مَیں نے اُسے دیکھا تھا۔ مَیں نے دیکھا کہ اُس کے ہاتھ پاؤں میں میرے گُناہوں اور بدکاریوں کی خاطر میخیں ٹھونکی گئیں۔ مَیں خُداوند یسُوع مسیح کی ساری زندگی پر سوچ رہا تھا اور جس چیز نے میرے دل پر سب سے زیادہ اثر ڈالا، وُہ یہ بات تھی کہ وُہ ذبح ہُوا۔ (۱۔پطرس ۱: ۱۹۔۲۰)

۱۲۱۔ جب مَیں خُداوند مسیح کی قیامت پر غور کرتا ہُوں اور مجھے یہ یاد آتا ہے کہ "مریم مجھے نہ چھُو" تو مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خُداوند یسُوع مسیح بے حد خوش تھا، چُونکہ اُس نے ہمارے خوفناک دُشمنوں پر فتح پائی تھی۔ (یُوحنّا ۲۰: ۱۷) مَیں نے رُوح میں یہ بھی دیکھا ہے کہ وُہ باپ کے دہنے ہاتھ بیٹھا ہے اور وُہ دُنیا کا انصاف کرنے کے لئے پھر آئے گا۔ خُدا کے کلام پر میرا ایمان پُختہ ہو گیا اور یہ حوالے میرے ایمان کا جزو بن گئے ہیں۔ (اعمال ۱: ۹۔ ۱۰/۱: ۲۲۔ عبرانیوں ۷: ۲۴، ۸: ۳۔ مکاشفہ ۱: ۱۸، ۱۔تھسلنیکیوں ۴: ۱۷۔۱۸)

۱۲۲۔ ایک دفعہ مجھے بڑی ہی پریشانی ہُوئی۔ مَیں جاننا چاہتا تھا کہ کیا خُداوند یسُوع مسیح انسان بھی تھا اور خُدا بھی تھا۔ اور خُدا بھی تھا اور انسان بھی تھا ـــــ مَیں سچ کہتا ہُوں کہ جب تک اِس سوال کا جواب مجھے آسمان سے نہ مِلا، میرے لئے یہ تمام باتیں بے حقیقت تھیں۔ مَیں

خیال کرتا تھا کہ خُدا پر میرا ایمان پُختہ نہیں ہے۔ اِس بات سے مجھے بڑی کوفت ہُوئی اور مجھے اِس کا حل معلوم نہیں تھا۔ آخر کار مکاشفہ کا پانچواں باب میرے سامنے آگیا، جہاں یہ مرقُوم ہے "اور میں نے اُس تخت اور چاروں جانداروں اور اُن بزرگوں کے بیچ میں گویا ذبح کیا ہُوا ایک برّہ کھڑا دیکھا" مَیں نے خیال کیا کہ تخت کے بیچ میں مسیح خُداوند کی شخصیت ہے۔ بزرگوں کے درمیان وُہ انسانِ کامل ہے اور یہ اُس کا جلال ہے جس حال کہ وُہ خُدا بھی ہے۔ اس سے مجھے بڑی تسلی ہُوئی۔ دوسرے صحیفوں نے بھی میری مشکل کے حل میں میری مدد کی۔ "ہمارے لئے ایک لڑکا تولّد ہُوا اور ہم کو ایک بیٹا بخشا گیا اور سلطنت اُس کے کندھوں پر ہوگی اور اُس کا نام عجیب، مشیر، خُدائے قادر، ابدیّت کا باپ، سلامتی کا شہزادہ ہوگا۔" (یسعیاہ ۹:۶)

۱۲۳۔ اس کے علاوہ خُدا نے اپنے کلام کے ذریعہ سے میرے ایمان کو پُختہ کیا۔ خُدا نے دو باتیں مجھ پر ظاہر کیں۔ انگلستان میں کویکرز (QUAKERS) تحریک شروع ہُوئی۔ کویکرز نے خُداوند کی سچائی کی مخالفت کی، اور یہ اُن کی غلطی تھی۔ دُوسری بات گُناہ کی بدی ہے۔ خُدا نے اپنے کلام مقدّس کے ذریعہ سے میرے ایمان کو پُختہ کیا کیونکہ اُس کے کلام میں سچائی بھی ہے اور گُناہ کی بدکاری کا بھی ذکر ہے۔

۱۲۴۔ کویکرز کہتے تھے کہ (۱) پاک صحیفے خُدا کا کلام نہیں ہیں (۲) اِس دُنیا کے ہر ایک انسان میں مسیح کی رُوح، فضل اور ایمان ہے (۳) کیونکہ خُداوند مسیح کو مصلُوب ہُوئے سولہ سو سال گُزر چکے ہیں وُہ الٰہی انصاف کے تقاضے کو پُورا نہیں کرتا یعنی وُہ گُناہوں کا کفارہ نہیں ہو سکتا (۴) بزرگوں میں خُداوند مسیح کا گوشت اور خُون تھا (۵) اچھّے اور بُرے لوگ جو مر جا

کے صحن میں دفن ہیں دوبارہ زندہ نہیں ہوں گے (۶) نیک آدمیوں کے لئے قیامت ہو چکی ہے (۷) خُداوند یسُوع مسیح جو یروشلم کے قریب دو ڈاکوؤں کے درمیان کوہ کلوری پر مصلُوب ہُوا وُہ آسمان پر نہیں چڑھا تھا (۸) وُہ خُداوند یسُوع مسیح جسے یہُودیوں نے مصلُوب کیا اور وُہ مر گیا وُہ دُنیا کی قوموں کا انصاف کرنے کے لئے نہیں آئے گا۔

۱۲۵۔ اس تحریک کے حامیوں نے بہُت بُری اور قابلِ نفرت تعلیم کی تبلیغ شرُوع کر رکھی تھی۔ اس کا نتیجہ یہ ہُوا کہ مَیں نے بڑی گہری نظر سے پاک کلام کا مطالعہ شروع کر دیا۔ اور پاک کلام کی شہادتوں سے نہ ہی صرف میرا دل روشن ہُوا بلکہ مَیں سچائی سے بھی آگاہ ہُوا اور جیسا مَیں نے کہا ہے اس خیال نے کہ گُناہ بدی ہے بڑا سہارا دیا کہ خُداوند یسُوع مسیح کا خُون اِس بدی کو مجھ سے دُور کر سکتا ہے اور یہ خُون ہر روز میرے گُناہوں کو دھوتا ہے اور پاک کلام کی یہی تعلیم ہے۔ میرے دوستو! خُدا سے فریاد کرو کہ وُہ خُداوند یسُوع مسیح کو تم پر ظاہر کرے۔ اِس کے بغیر کوئی دُوسرا ایسی تعلیم نہیں دے سکتا۔

۱۲۶۔ خُداوند یسُوع مسیح کے متعلق خُدا نے مجھے بہُت کچھ بتایا اور اگر مَیں اُن تمام باتوں کا ذکر کرُوں تو مجھے بڑی دیر لگے گی۔ وُہ مجھے اپنے کلام کے اسرار و رمُوز سے آگاہ کرنا چاہتا تھا۔ اُس نے اپنے کلام کے بھید مجھ پر ظاہر کر دئے۔ مَیں اُس کے کلام کی روشنی میں چلنے لگا۔ اُس کی باتیں میرے دِل میں جاگزیں ہُوئیں۔ خُدا مجھ سے باتیں کرنے لگا۔ وُہ اپنی ہستی، اپنے بیٹے کی ذات، رُوح القُدس اور اپنے کلام کے متعلق مجھے بتایا کرتا تھا اور اُس کی باتوں سے مجھے تسلّی ہُوا کرتی تھی۔

۱۲۷۔ میں آپ سے صرف اتنا ہی کہوں گا کہ وُہ مجھ سے بہُت ہی اچھا سلوک کیا کرتا تھا۔ پہلے تو اُس نے مجھے آزمائش میں ڈالا اور پھر اُن آزمائشوں کے بھیدوں سے مجھے آگاہ کر دیا۔ کبھی کبھی گُناہ کی بدی سے میں نڈھال ہو کر ایسا محسوس کرتا تھا گویا پِسا جا رہا ہُوں۔ لیکن خُدا مجھے خداوند یسُوع مسیح کی موت یاد دلاتا تھا۔ میرے دِل پر اپنے خُون مقدس کو چھڑکتا تھا تاکہ مجھے معلُوم ہو سکے کہ وُہ دِل جو شریعت کے غضب کے ماتحت تھا اب وہاں خُداوند یسُوع مسیح کے وسیلہ سے خُدا کی محبت اور اُس کا اِطمینان سکونت کریں۔

۱۲۸۔ میں نے خیال کیا کہ میرے پاس اپنی نجات کا آسمانی ثبوت ہے۔ اس نجات پر کئی سونے کی مُہریں لگی ہُوئی ہیں جو میری آنکھوں کے سامنے لٹک رہی ہیں۔ اب میں نے اس چیز کو بھی سمجھ لیا اور فضل کی دُوسری چیزوں سے بھی آگاہ ہو گیا۔ میرے دِل میں آرزو تھی کہ عدالت کا دِن آئے تاکہ میں ہمیشہ اُسے دیکھوں اور خوش رہُوں اور اُس کی خُوشی میں شریک ہُوں، جس کے سر پر کانٹوں کا تاج تھا۔ جس کے مُنہ پر تھوکا گیا جسے مارا کُوٹا گیا اور میرے گُناہوں کی خاطر جس کی رُوح قربان ہُوئی۔ اس سے بیشتر میں دوزخ کے مُنہ میں تڑپا کرتا تھا۔ اب میں نے خیال کیا کہ میں دوزخ سے اتنی دُور آ چکا ہُوں کہ اگر میں پیچھے مُڑ کر دیکھوں تو وُہ مجھے نظر نہ آئے گا۔ میں نے خیال کیا کہ کاش میری عمر اسّی برس کی ہوتی۔ اب مجھے مر جانا چاہیئے تاکہ میری رُوح کو جلدی آرام نصیب ہو۔

۱۲۹۔ مجھے اِن آزمائشوں سے نکلے ابھی زیادہ دیر نہ ہُوئی تھی کہ مجھے یہ خیال آیا کہ میں پُرانے زمانے کے کسی خُدارسیدہ بزرگ کے تجربہ

سے فائدہ اُٹھاؤں، جس نے میری پیدائش سے کئی صدیاں پیشتر کچھ
تحریر کیا ہو۔ چونکہ میں نے خیال کیا کہ جن لوگوں نے ہمارے زمانے میں
کچھ لکھا ہے اُنہوں نے دُوسرے لوگوں کے احساساتِ قلبی یا عقل
و فکر کی اُن صلاحیتوں کا مطالعہ کیا ہے جن کے ذریعہ سے اُن لوگوں
نے اُن اعتراضات کا جواب دینے کی کوشش کی، جو بنی نوعِ انسان
کے لیئے دردسری کا باعث بنے رہے، لیکن اِن علماء نے بذاتِ خود
اُن مسائل کو بنظرِ عمیق مطالعہ نہیں کیا۔ میرے دِل میں کئی دنوں تک
یہی آرزو رہی اَور ایک دن مارٹن لوتھر کی ایک کتاب میرے ہاتھ
لگی۔ یہ سب کچھ خُدا کے فضل سے ہُوا، جس کے قبضہ و اختیار میں میری
زندگی اَور اُس کی تمام راہیں ہیں۔ یہ کتاب گلیتوں کے خط کی تفسیر تھی
اَور یہ اتنی بوسیدہ اَور پُرانی تھی کہ جب مَیں اُس کے ورق اُلٹتا تو
ریزہ ریزہ ہو جاتی تھی۔ مجھے اتنی پُرانی کتاب سے بڑی خوشی حاصل
ہُوئی۔ مَیں نے اِس کتاب کا تھوڑا سا مطالعہ کیا۔ مجھے ایسا معلُوم ہُوا
کہ وُہ تجربات جو مارٹن لُوتھر نے بیان کیئے ہیں، اُن کا میرے ساتھ
حرف بحرف تعلّق ہے — مَیں نے خیال کیا کہ اس کتاب کی باتیں
میرے ہی دِل سے نکلی ہیں۔ اِس بات سے مَیں بڑا ہی حیران ہُوا۔
چُونکہ مَیں نے خیال کیا کہ مارٹن لُوتھر سا عالم آج کل کے مسیحیوں کی حالت
سے ناواقف ہے اَور وُہ اگلے زمانے کے تجربات کو بیان کر رہا ہے۔
۱۳۰۔ مارٹن لُوتھر نے اپنی کتاب میں کُفر اَور مایُوسی کی آزمائشوں
کے پیدا ہونے کے متعلق بحث کی ہے۔ اُس کے خیال میں مُوسےٰ کی
شریعت نے ابلیس، موت اَور جہنّم کا اِس آزمائش کے پیدا ہونے میں

ہاتھ ہے۔ پہلے پہل تو مجھے یہ بات بڑی ہی عجیب معلوم ہوئی۔ لیکن مزید غور و فکر سے مَیں نے سمجھا کہ یہ حقیقت ہے۔ مجھے تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ میرا خیال ہے کہ مارٹن لوتھر کی گلیتوں کے نام خط کی تفسیر تمام لوگوں کو پڑھنی چاہیئے۔ بائبل مُقدّس کے سوا جتنی کتابیں مَیں نے پڑھی ہیں، یہ کتاب زخمی رُوح کے لئے سب سے زیادہ مُفید ہے۔

۱۳۱۔ مَیں نے محسُوس کیا کہ میرے دِل میں خُداوند مسیح کی محبّت ہے۔ مَیں نے خیال کیا کہ میری رُوح اُس کی پیاسی ہے اور اُس سے چمٹی رہنا چاہتی ہے۔ میری محبّت میں آگ کی سی تپش تھی اور ایُوب کی طرح اب اپنے ہی آشیانے میں مرنا چاہتی تھی۔ مجھے جلد معلوم ہو گیا کہ میری محبّت ہی بڑی معلوم ہوتی ہے حالانکہ بہُت تھوڑی ہے۔ مَیں جو یہ کہتا ہُوں کہ میرے دِل میں خُداوند مسیح کی محبّت کی آگ ہے، لیکن آزمائش کے وقت مجھے معلوم ہوتا ہے کہ وُہ کمزور ہے اور اکثر مَیں اُس کا اِنکار کر دیتا ہُوں۔ ایسے مواقع پر میری آنکھیں پھر اُس کی طرف اُٹھتی ہیں اور مَیں آزمائش میں کامیاب ہوتا ہُوں۔

۱۳۲۔ خُدا اپنے فضل و کرم سے مجھے ایک بہُت بڑی آزمائش سے نکال چکا تھا اور اب اُس کے کلام پر میرا ایمان تھا۔ مَیں نے خُداوند یسُوع مسیح کے وسیلہ سے خُدا کی محبّت کا مزا چکھا تھا۔ اب میرے دِل میں بڑا ہی اطمینان تھا۔ مجھ پر خُدا کی رحمت تھی، لیکن آزمانے والے نے مجھ پر پہلے سے پھر زیادہ سخت حملہ کیا۔

۱۳۳۔ وُہ آزمائش یہ تھی کہ مَیں اُس مُبارک خُداوند مسیح کو بیچ دُوں اور

اُس سے کنارہ کش ہو جاؤں اور اُس کے بدلے دُنیا اور اس زندگی کی کوئی اور چیز لے لوں۔ ایک سال تک مَیں اِس آزمائش میں گھرا رہا اور کسی وقت بھی یہ آزمائش میرا پیچھا نہیں چھوڑتی تھی۔ یہاں تک کہ میری زندگی کے ہر ایک لمحہ میں یہ آزمائش تھی۔ اس سے مجھے صرف اُسی وقت قدرے آرام ملتا تھا جب مَیں سو جاتا تھا۔

۱۳۴۔ مَیں نے سوچا اور اندازہ لگایا کہ اگر کوئی صرف ایک مرتبہ اُس کے فضل سے مسیح کا ہو جائے تو وہ مدت العُمر تک اُسے نہیں چھوڑ سکتا، کیونکہ خُداوند فرماتا ہے کہ "زمین ہمیشہ کے لئے بیچی نہ جائے کیونکہ زمین میری ہے"۔ (احبار ۲۵: ۲۳) لیکن مجھے اس بات سے بڑی ہی پریشانی رہتی تھی کہ میرے دِل میں اُس مسیح اور یسُوع کے لئے اس قسم کے خیالات ہیں، جس نے میرے لئے یہ سب کُچھ کیا ہے۔ میرے دِل میں کُفر بھرا ہُوا تھا۔

۱۳۵۔ میرے دِل کی کھلبلی کچھ کم تو ہُوئی مگر اس کی وجہ یہ نہ تھی کہ مجھے اس خیال سے نفرت تھی یا مَیں اس قسم کی خواہش کا مقابلہ کرنا چاہتا تھا، بلکہ جو کُچھ مَیں سوچتا تھا، اُسی میں یہ خیالات ضرور آگھستے تھے۔ میرا یہ حال تھا کہ مَیں کھانا بھی نہیں کھا سکتا تھا۔ اگر مَیں لکڑی کاٹنے لگتا یا زمین پر سے کوئی چیز اُٹھاتا یا کسی چیز کی طرف اپنی نگاہیں اُٹھاتا تو جھٹ یہ آزمائش میرے سامنے آجاتی اور کہتی کہ مسیح کو اس چیز کے عوض بیچ دو۔ مسیح کو اُس چیز کے عوض بیچ دو۔ اُسے بیچ دو۔ اُسے بیچ دو"۔

۱۳۶۔ اور بعض اوقات تو ایک مرتبہ چھوڑ سینکڑوں مرتبہ میرے دل میں یہی آزمائش آئی کہ "مسیح کو بیچ دو۔ مسیح کو بیچ دو"۔ اور مَیں کئی کئی گھنٹے سوچ

کو دبائے رکھتا تھا۔ کاش کہ میری ایسی حالت کبھی نہ ہو جائے کہ میں سچ مچ اپنے محسن خداوند مسیح کو ان دنیوی دلچسپیوں کے لئے بیچ دوں۔ کبھی کبھی آزمائش کرنے والا ابلیس مجھے یہ احساس دلایا کرتا تھا کہ تم مسیح کو بیچ دینے پر رضامند ہو گئے ہو۔ پھر تو میں سارا دن ایسا محسوس کرتا تھا گویا میری رُوح نکلنے لگی ہے اور میں بڑے ہی عذاب میں ہوں۔

۱۳۷۔ اس آزمائش نے مجھے خوف زدہ کر دیا۔ میں نے محسوس کیا کہ کہیں میں اُسے بیچ دینے پر رضامند ہی نہ ہو جاؤں اور یہ آزمائش مجھ پر غالب آ جائے۔ میرا سارا بدن اس آزمائش کے خلاف حرکت میں آنے لگا۔ میں ہاتھوں اور کہنیوں سے یوں ظاہر کرنے لگا گویا میں اس آزمائش کو دھکیل رہا ہوں اور جب مجھے یہ یاد کرنے والا ابلیس کہتا کہ اُسے "بیچ دو۔ اُسے بیچ دو" تو میں اکثر جواب دیتا کہ میں ایک ہزار دُنیاؤں کے بدلے بھی اُسے نہیں بیچوں گا"۔ میں یہ بھی سوچا کرتا تھا کہ کہیں ایسا کرنے میں میں اُس کی قیمت کم نہ کر دوں۔ مجھے یہ بھی معلوم نہ ہوتا تھا کہ میں کہاں ہوں اور کس طرح سے اپنے ہوش و حواس قائم رکھ سکتا ہوں۔

۱۳۸۔ ان حالات میں ابلیس مجھے کھانا بھی نہیں کھانے دیتا تھا۔ ابلیس کہا کرتا کہ تمہیں کھانا چھوڑ کر دُعا میں مشغول ہو جانا چاہیئے۔ وہ پاکیزگی کا رُوپ دھار لیتا تھا۔ جب اس قسم کی آزمائش مجھ پر وارد ہوتی تھی تو میں کہا کرتا تھا کہ اب تو میں کھانا کھا کر ہی دم لُوں گا۔ لیکن ابلیس کہتا تھا "نہیں! نہیں!! تم ابھی دُعا کرو ورنہ خدا ناخوش ہو جائیگا اور دُعا نہ کرنے سے تم خداوند یسوع مسیح کے نام کی توہین کرو گے"۔

اِن باتوں سے مجھے بڑا ہی دُکھ ہوتا تھا اور چونکہ میری فطرت میں گُناہ تھا، میں سوچا کرتا تھا ممکن ہے کہ یہ تحریک خُدا کی طرف سے ہو اور اگر میں دُعا مانگنے سے انکار کروں تو یہ خُدا کا انکار کرنے کے مترادف ہوگا اور میں قصوروار ہُوں گا۔ یُوں ایک عجیب کش مکش میں گرفتار رہتا اور سوچا کرتا کہ کیا میں خُدا کی حکم عدولی تو نہیں کر رہا؟

۱۳۹۔ قصہ مختصر یہ کہ ایک دن میں ابھی بستر پر لیٹا ہُوا تھا کہ مجھ پر یہ آزمائش آئی کہ تم خُداوند مسیح کو بیچ دو اور اُس سے کنارہ کش ہو جاؤ۔ یہ بُری بات بار بار میرے دل میں آتی رہی کہ "اُسے بیچ دو۔ اُسے بیچ دو۔ اُسے بیچ دو"۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کوئی آدمی بڑی تیزی سے یہ الفاظ دُہرا رہا ہے اور میں نے حسبِ سابق تقریباً بیس مرتبہ کہا کہ "میں ہزاروں روپیوں کے عوض بھی اُسے بیچ دینے کو تیار نہیں ہُوں"۔ میں نے بڑی تگ و دَو کی، حتیٰ کہ میرا سانس پھُول گیا اور میرے دِل میں اس خیال کی ایک ہلکی سی رَو گزری کہ "اگر خُداوند مسیح تمہارے پاس سے جانا چاہتا ہے تو اُسے جانے دو" اور میں نے سمجھا کہ میرے دل نے بڑی آسانی سے میری اس بات کو مان لیا ہے۔ ابلیس کتنا عیار ہے! انسان کا دِل کس طرح مایوسی کا شکار ہو جاتا ہے۔

۱۴۰۔ ابلیس نے میدان مار لیا۔ وہ فتحمند ہو چُکا تھا اور میں اُس پرندے کی طرح زمین پر آ رہا جسے درخت کی چوٹی سے نشانہ بنایا گیا ہو۔ میں بدی اور خوفناک مایوسی میں پھنس چُکا تھا۔ میں بستر سے اُٹھا اور پسینہ پونچھتا ہُوا کھیتوں میں جا پہنچا۔ خُدا شاہد ہے کہ میرے دِل پر ایک بہت بڑا بوجھ تھا۔ کوئی فانی انسان اِس قسم کے بوجھ کو برداشت

نہیں کر سکتا ۔ مَیں کھیتوں میں تقریباً دو گھنٹے تک رہا ۔ میری حالت اُس آدمی کی سی تھی جس میں زندگی کے آثار نہ ہوں ۔ اُس کا روگ ناقابلِ علاج ہو اور وُہ ابدی سزا کا مستوجب ہو ۔

۱۴۱ ۔ اِن باتوں کے ساتھ پاک کلام کا یہ حصّہ میرے سامنے آیا "اور نہ کوئی حرامکار یا عیسو کی طرح بے دین ہو ، جس نے ایک وقت کے کھانے کے عوض اپنے پہلوٹھا ہونے کا حق بیچ ڈالا ، کیونکہ تم جانتے ہو کہ اس کے بعد جب اُس نے برکت کا وارث ہونا چاہا تو منظور نہ ہُوا ۔ چنانچہ اُس کو نیّت کی تبدیلی کا موقع نہ ملا گو اُس نے آنسو بہا بہا کر اُس کی بڑی تلاش کی ۔" (عبرانیوں ۱۲ : ۱۶ ۔ ۱۷)

۱۴۲ ۔ اَب مَیں ایک قیدی کی طرح تھا ۔ مَیں نے محسُوس کیا کہ مَیں عدالت کا منتظر ہُوں ۔ اِس دو سال کے عرصہ میں مَیں نے یہ سمجھا کہ مَیں مردُود و ملعُون ہُوں ۔ شب و روز اسی قسم کے خیالات میرے دِل میں رہتے تھے ۔ شاذ و نادر ہی اس قسم کے خیالات سے نجات حاصل ہوتی تھی ۔

۱۴۳ ۔ یہ الفاظ گویا میرے پاؤں میں پیتل کی بیڑیاں تھیں ۔ ان بیڑیوں کی جھنکار میں کئی مہینے گذر گئے ۔ ایک دن دس گیارہ بجے مَیں ایک باڑھ کے پاس اِدھر اُدھر گھوم رہا تھا ۔ مَیں بے حد غمگین تھا ۔ گُناہوں کے بوجھ تلے دبا جا رہا تھا ۔ اپنی حالتِ زار پہ اشک فشاں تھا کہ میرے دل میں اس قسم کا خیال پیدا ہُوا اور اچانک میرے دِل میں یہ آیت آئی کہ خُداوند یسُوع مسیح کا خُون تمام گُناہوں کو مُعاف کر سکتا ہے ۔ میری رُوح کو قدرے تسلّی ہُوئی ۔ اِس کے ساتھ ہی کلام پاک کی یہ آیت بھی میرے سامنے آئی کہ "اُس کے بیٹے یسُوع کا خُون ہمیں تمام گناہ سے پاک کرتا ہے" (۱ ۔ یُوحنّا ۱ : ۷)

۱۴۴۔ اس سے میرے دل کو کسی قدر راحت ملی اور مَیں نے دیکھا کہ ابلیس چُپکے چُپکے مجھے کنکھیوں سے دیکھتا ہُوا میرے پاس سے چلا گیا ہے۔ وُہ اپنے کئے پر شرمسار تھا۔ میرے سامنے میرے قرمزی گناہ اور خُداوند یسُوع مسیح کا خُون تھا۔ خُداوند یسُوع مسیح کے خُون کے مقابلہ میں میرے گناہ ہیچ تھے۔ خُداوند مسیح کا لُطف و کرم بحرِ بیکراں ہے۔ دو تین گھنٹوں تک مجھے ایسا محسُوس ہُوا جیسے سُوکھے دھانوں میں پانی آ گیا ہے۔ مَیں نے ایمان کی آنکھوں سے دیکھا کہ خُدا کا بیٹا میرے گناہوں کی خاطر صلیب کا دُکھ اُٹھا رہا ہے۔ لیکن یہ کیفیت زیادہ دیر تک نہ رہی اور از سرِ نَو میری رُوح پر گناہوں کی گھنگھور گھٹائیں چھا گئیں۔

۱۴۵۔ خُداوند کے کلام کا یہ حوالہ کہ کس طرح عیسَو نے اپنے پہلوٹھا ہونے کا حق بیچ دیا تھا، کئی دنوں، کئی ہفتوں، کئی مہینوں بلکہ متواتر ایک سال تک میرے دل پر اثر انداز رہا۔ مجھ میں آسمان کی طرف نگاہیں اُٹھانے کی تاب نہ تھی کیونکہ جب کبھی مَیں سکُونِ قلب کی خاطر کلامِ پاک کی کسی آیت کی طرف اپنی توجہ مبذول کرنا چاہتا تھا تو مذکورہ بالا آیت میرے کانوں میں گونجنے لگتی تھی۔ "اور اس کے بعد جب اُس نے برکت کا وارث ہونا چاہا تو منظور نہ ہُوا۔ چنانچہ اُس کو نیت کی تبدیلی کا موقع نہ ملا گو اُس نے آنسو بہا بہا کر اُس کی بڑی تلاش کی۔"

۱۴۶۔ کبھی کبھی مَیں لُوقا ۲۲ : ۳۲ آیت پر بھی سوچا کرتا تھا "لیکن مَیں نے تیرے لئے دُعا کی کہ تیرا ایمان نہ جاتا رہے"۔ اِس آیت کا مجھ پر کوئی اثر نہ ہوتا تھا اور جب مجھے اپنی حالتِ زار کا خیال آتا تھا تو

مجھے یقین نہیں ہوتا تھا کہ مجھ گنہگار پر بھی اُس کا فضل ہُوا ہے۔ کئی دنوں تک مَیں بڑا ہی شکستہ دِل اور آزردہ خاطر رہا۔

۱۴۷۔ میرا دل بے حد ملول اور اُداس تھا۔ مجھے معلُوم ہوتا تھا کہ میرے گُناہ بہت زیادہ ہیں۔ مَیں خُدا کے کلام کی کسی آیت کی تلاش میں تھا کہ جس میں میرے لئے کچھ وعدہ ہو اور میری دل جمعی ہو سکے۔ مرقس کی انجیل کے تیسرے باب کے متعلق مَیں سوچنے لگا کہ بنی آدم کے سب گُناہ اور کُفر جو وُہ بکتے ہیں معاف کئے جائیں گے۔ مجھے اس آیت میں ایک وعدہ نظر آیا کہ ہمارا بڑے سے بڑا گُناہ بھی معاف کیا جائے گا۔ لیکن جب مَیں نے اس آیت پر زیادہ غور کیا تو مجھے معلُوم ہُوا کہ اس آیت کا اِطلاق اُن لوگوں پر ہوتا ہے جنہوں نے اپنے طبعی خصائل کے ماتحت اِس قسم کے قصُور کئے ہیں اور یہ آیت میرے لئے نہیں ہے کیونکہ مجھ پر خُدا کا فضل ہُوا اور مَیں اُس کی روشنی سے بھی مُستفیض ہُوا، لیکن مَیں نے اُس کی کچھ قدر نہ جانی اور خُداوند مسیح کی تحقیر کی۔

۱۴۸۔ مجھے ڈر تھا کہ میرا گُناہ ایسا ہے جو ناقابلِ معافی ہے۔ پاک کلام میں بھی اس گُناہ کا ذکر آتا ہے "لیکن جو کوئی رُوح القُدس کے حق میں کُفر بکے وُہ اَبد تک معافی نہ پائے گا بلکہ اَبدی گُناہ کا قصُوروار ہے"۔ (مرقس ۳: ۲۹)

اور مَیں اِس حوالے کو جب عبرانیوں کے خط کی اس آیت کے ساتھ ملا کر پڑھتا تھا تو مجھے اس میں بڑا ہی وزن نظر آتا تھا۔ "کیونکہ تُم جانتے ہو کہ اس کے بعد جب اُس نے برکت کا وارث ہونا چاہا تو منظُور نہ ہُوا، اور اُس کو نیت کی تبدیلی کا موقع نہ مِلا۔

گو اُس نے آنسو بہا بہا کر اُس کی بڑی تلافی کی"۔۔۔ یہ آیت ہر وقت میرے دِل میں رہتی تھی۔

۱۴۹:۔ میری زندگی اجیرن تھی اور مَیں دھرتی کے سینہ پر بوجھ تھا۔ میری ذات اپنے ہی لئے خوف کا باعث بنتی جا رہی تھی۔ اب مجھے معلُوم ہوتا ہے کہ مَیں اپنی زندگی سے بیزار تو تھا، لیکن موت سے ڈر لگتا تھا۔ اَے کاش کہ مَیں نہ ہوتا بلکہ کچھ اَور ہوتا۔ مَیں انسان نہ ہوتا بلکہ حیوان ہوتا! میری یہ حالت نہ ہوتی بلکہ کچھ اَور ہوتی۔ میرے دِل میں ہر وقت یہ خیال رہتا تھا کہ میرا گُناہ ناقابلِ معافی ہے اَور مَیں قہرِ شدید سے بچ نہیں سکتا۔

۱۵۰۔ مجھے گُزرے زمانے کی یاد آنے لگی۔ میری آرزو تھی کہ کوئی ایک چھوڑ لاکھ مرتبہ میرے کان میں کہے کہ آزمائش کا وقت ابھی آنے والا ہے اَور مَیں اپنے دِل اَور ابلیس کے تمام حملوں کو بڑی نفرت کی نگاہوں سے دیکھوں گا اَور خواہ کوئی میری بوٹی بوٹی کر دے مَیں پھر بھی اس قسم کے گُناہ کا مُرتکب نہیں ہوں گا، لیکن افسوس کہ اِن آرزوؤں خیالوں اَور ارادوں کا وقت گُزر چُکا تھا۔ اب اِن سے مجھے کچھ فائدہ نہ تھا۔ خُدا کے خلاف کُفر کا خیال میرے دِل میں آیا ہے۔ مَیں آزمائش میں مُبتلا ہُوا ہُوں اَور خُدا نے مجھے چھوڑ دیا ہے اَور مَیں نے اپنے دِل میں کہا کہ "کاش کہ مَیں ایسا ہوتا جیسا گذشتہ مہینوں میں یعنی جیسا اُن دنوں میں جب خُدا میری حفاظت کرتا تھا۔" (ایوّب ۲:۲۹)

۱۵۱۔ مَیں اپنی ہلاکت نہیں چاہتا تھا۔ مَیں اپنی زندگی کے گُناہوں کا مقابلہ اُن لوگوں سے کرنے لگا جن کی رُوحیں بچ گئی تھیں۔ مَیں یہ دیکھنا

چاہتا تھا کہ آیا اِن لوگوں نے بھی مجھ جیسے ہی گُناہ کیئے ہیں۔ پس مجھے داؤد کی بدکاری اور قتل کا خیال آیا۔ میں نے انہیں بڑے ہی مذموم گُناہ خیال کیا اور وُہ گُناہ جو اُس سے خُدا کی روشنی اور فضل کو حاصل کرنے کے بعد سرزد ہوئے محض مُوسیٰ کی شریعت کے خلاف تھے۔ خُداوند یسُوع مسیح اپنے کلام کے وسیلہ سے داؤد کے گُناہوں کو معاف کرے گا لیکن میرے گُناہ انجیل مُقدس کی حُکم عدولی ہیں، یعنی نئے عہد کے درمیانی کے خلاف ہیں اور میں نے اپنے مُنجی کو بیچ دیا ہے۔

۱۵۲۔ جب مجھے یہ خیال آتا تھا کہ اُس بدی کے علاوہ جو مجھ میں موجود ہے، میں اُس کے فضل وکرم سے بھی محرُوم ہو جاؤں گا، تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ میں کسی آلۂ تعذیب میں جکڑا ہُوا ہُوں۔ میں نے خُوب سوچا کہ کیا یہ گُناہ ہے؟ کیا یہی سب سے بڑا گُناہ ہے؟ "تُو اپنے بندوں کو بے باکی کے گُناہوں سے بھی باز رکھ۔" (زبُور ۱۹ : ۱۳) کیا وُہ شریر اُسے چُھو سکتا ہے؟ (۱۔ یُوحنّا ۵ : ۱۸) اِن آیات میں میرے لئے کیسا نشتر چُھپا ہُوا تھا؟

۱۵۳۔ میں نے پھر سوچا کہ کیا ایک ہی گُناہ ہے جو ناقابلِ معافی ہے؟ کیا ایک ہی گُناہ ہے جو رُوح کو خُدا کے فضل سے محرُوم اور دُور کر دیتا ہے۔ اور کیا میں نے ہی اس گُناہ کا ارتکاب کیا ہے؟ اور کیا حقیقت میں یہی وُہ گُناہ ہے؟ کیا لاکھوں گُناہوں میں سے یہی ایک گُناہ ہے جس کی کوئی معافی نہیں؟ کیا مجھے بھی یہی گُناہ کرنا چاہیئے؟ یہ گُناہ کتنا بُرا ہے اور انسان کتنا بدنصیب ہے؟ اِن باتوں نے میری رُوح کو شکستہ کر دیا۔ میں بڑی ہی اُلجھن میں پھنسا ہُوا تھا۔ مجھے بچاؤ

کی کوئی صورت نظر نہیں آتی تھی ۔ بعض اوقات میں سوچتا تھا کہ میں عقل ودانش سے محروم ہو جاؤں گا ۔ میرے مصائب میں اضافہ ہو جاتا اور خدا کے کلام کی یہ آیت پھر میرے سامنے آجاتی "کیونکہ تم جانتے ہو کہ اس کے بعد جب اُس نے برکت کا وارث ہونا چاہا تو منظور نہ ہوا"۔ میرے دل میں بڑا خوف تھا اور کوئی شخص میرے دل کی اس کیفیت سے آگاہ نہیں تھا۔

۱۵۴۔ اس کے بعد مجھے پطرس کے گناہ کا خیال آیا کہ کس طرح اُس نے اپنے آقا خداوند یسوع مسیح کا انکار کیا۔ پطرس کا یہ گناہ میرے گناہ کی طرح تھا۔ اُس میں اور میرے گناہ میں قریبی مماثلت تھی۔ اُس نے بھی اپنے منجی کا انکار کیا اور میں نے بھی اپنے منجی کا انکار کیا۔ پطرس نے میری طرح خداوند یسوع مسیح کی بخشش اور روشنی کو حاصل کرنے کے بعد اُس کا انکار کیا۔ پطرس کو پہلے ہی انتباہ کر دیا گیا تھا، پھر بھی اُس نے اس کا انکار کئی بار کیا، جس حال کہ وہ خوب سمجھ بوجھ رکھتا تھا۔ میں نے ان تمام واقعات کو جمع کیا کہ شاید مجھے ان سے کچھ مدد مل سکے ۔ ... میں نے سوچا تو مجھے معلوم ہوا کہ پطرس نے تو اپنے مالک کا انکار کیا مگر میں نے اپنے منجی کو بیچ دیا ہے۔ اس لئے میں نے خیال کیا کہ داؤد اور پطرس سے تو مجھے کچھ مماثلت نہیں البتہ یہوداہ اسکریوتی کے البتہ قریب ہوں۔

۱۵۵۔ میرے عذاب کی آتش بھڑک اٹھی اور میں بہت بڑے دکھ میں مبتلا ہو گیا۔ میری زندگی پسی جا رہی تھی۔ میں نے دیکھا کہ دوسرے لوگ تو آزاد ہیں لیکن میں جلال میں گرفتار ہوں۔ میں نے دوسرے لوگوں

کے گناہوں کا اپنے گناہوں کے ساتھ مقابلہ کیا۔ مجھے معلوم ہوا کہ اگرچہ وہ بڑے ہی بدکار تھے پھر بھی خدا نے انہیں تباہی سے بچا لیا، لیکن مجھے اُس نے جہنّم کے عذاب میں ڈال رکھا ہے۔

۱۵۶۔ لیکن میری رُوح اُس وقت خدا کی اس قوّت کی قدر کرنے لگی جس سے وہ اپنے لوگوں کو تباہی سے محفوظ رکھتا ہے۔ وہ خدا کے پروں کے سایہ تلے ہوتے ہیں۔ وہ بڑی سلامتی سے چلتے ہیں۔ اگرچہ فطرتاً وہ لوگ میری طرح ہی گنہگار اور بُرے تھے، پھر بھی خدا اُن کی حفاظت کرتا ہے اور اُسے ہر وقت اُن کی فکر ہے۔ خدا کا فضل اُن لوگوں پر ہے، کیونکہ وہ اُن کو پیار کرتا ہے اور یوں وہ اُس کی بخشش سے دُور نہیں ہیں۔ لیکن میرا حال یہ ہے کہ میں نے گناہ کیا ہے اور اُس کی رحمت سے دُور ہو چکا ہوں۔ وہ مجھے نہیں بچائے گا۔ خدا کے کلام کے وہ حصص جہاں اُس نے اپنے لوگوں کو بچانے اور محفوظ رکھنے کی بابت کہا ہے میری آنکھوں کے سامنے سُورج کی طرح روشن ہو گئے۔ مگر پھر بھی مجھے کچھ اطمینان قطعاً نہ ہوا۔ کلام پاک کی اِن آیات سے مجھے صرف یہی معلوم ہوتا تھا کہ جن کو خداوند یسُوع مسیح برکت دیتا ہے اُن کی میراث مُبارک ہے۔

۱۵۷۔ مجھے معلوم ہوا کہ چُنے ہوئے لوگوں پر جو اُفتاد پڑتی ہے اُس میں تقدیر الٰہی کا ہاتھ ہے۔ اس لئے اگر کوئی شخص آزمائش میں گر کر گناہ کرتا ہے تو اس میں بھی خدا ہی کا ہاتھ ہوتا ہے۔ لیکن گناہ کرنے میں خدا کسی انسان کی ہمت افزائی نہیں کرتا۔ خدا کا صرف یہ کام ہے کہ وہ انسانوں کی آزمائش کرتا ہے اور تھوڑی دیر تک انسان اسی

حال میں رہتے ہیں۔ اگرچہ وہ گناہ تو کرتے ہیں مگر اس حد تک نہیں کرتے کہ وہ بالکل تباہ ہو جائیں۔ ان گناہوں کی وجہ سے وہ بڑے ہی منکسر المزاج بن جاتے ہیں۔ خدا ایسے لوگوں کو ہمیشہ کے لئے نہیں چھوڑ دیتا بلکہ اُن پر اُس کا فضل بھی ہوتا ہے۔ اب مَیں نے کسی قدر محبّت اور مہربانی کا اندازہ لگایا کیونکہ اگرچہ خدا کا ہاتھ اپنے لوگوں پر بہت ہی بھاری تھا، لیکن اُس نے داؤد، حزقی ایل، سلیمان پطرس اور دُوسرے برگزیدوں کو ایسے گناہوں میں گرفتار ہونے سے بچایا جس سے وہ ناقابلِ معافی گناہوں کے مرتکب ہو کر جہنم کے سزاوار ہوتے۔ مَیں نے کہا کہ یہ وُہی لوگ ہیں جنہیں خدا پیار کرتا تھا۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ اگرچہ خدا اُن کی تادیب کرتا ہے پھر بھی وہ اپنے فضل و کرم سے اُن کی حفاظت کرتا ہے۔ وہ لوگ قادرِ مطلق کے سایہ تلے رہتے ہیں۔ لیکن ایسے خیالات سے مَیں درد و کرب میں مبتلا ہو جاتا تھا۔ اِس قسم کی باتوں سے میرے زخموں پر نمک پاشی ہوتی تھی۔ اگر مَیں یہ سوچا کرتا کہ خدا اپنے لوگوں کی حفاظت کرتا ہے تو گویا میرے لئے یہ بات پیغامِ اجل ہوتی اور اگر یہ سوچتا کہ مَیں آزمائشوں میں گِر رہا ہوں تو یہ بات بھی میرے لئے فنا کا حکم رکھتی تھی۔ خدا کے برگزیدوں کے لئے تمام باتیں بھلائی پیدا کرتی ہیں۔ لیکن اس کے برعکس تمام چیزیں میرے لئے نقصان پیدا کر رہی ہیں اور مَیں ابدی عذاب میں گرفتار ہو رہا ہوں۔

۱۵۸۔ مَیں نے از سرِ نو اپنے گناہ کا یہودَاہ کے گناہ کے ساتھ مقابلہ کیا تاکہ معلوم کر سکوں کہ آیا میرا گناہ کسی طرح سے یہودَاہ کے گناہ

سے مختلف ہے جو درحقیقت ناقابل معافی ہے اور میں نے خیال کیا کہ اگر میرا گناہ یہوداہ کے گناہ سے بال برابر مختلف ہو تو میری رُوح نہایت ہی شادمان ہوگی۔ مجھے سوچ بچار سے معلوم ہوا کہ یہوداہ نے توارادتاً گناہ کیا تھا، لیکن میں نے تو دُعا بھی کی تھی اور گناہ کے خلاف بڑی کشمکش کی تھی، لیکن پھر بھی گناہ سرزد ہو ہی گیا۔ یہوداہ نے بڑی سوچ بچار کے بعد گناہ کیا لیکن میں نے تو خوف و ہراس میں گناہ کیا تھا۔ میری حالت بڑی ہی تشویش ناک تھی۔ مکڑی کی طرح میں مارا مارا پھرنے لگا۔ مجھ پر غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ عیسو آزمائش میں گر پڑا۔ میرے کانوں میں اُس کی آزمائش کی باتیں گونجنے لگیں اور مجھے یہ بھی معلوم ہوا کہ گناہ کا انجام بے حد خوفناک ہے۔

۱۵۹۔ مجھے یہوداہ اور اُس کے گناہ سے تسلی سی ہوئی۔ میں نے خیال کیا کہ میرا گناہ اور خدا کے احکام کی نافرمانی یہوداہ سی نہیں ہے لیکن یہ خیال بھی جلد ہی دِل سے جاتا رہا اور میں نے سوچا کہ ناقابل معافی گناہ کرنے کے ہزاروں طریقے ہو سکتے ہیں، کیونکہ گناہوں کے مختلف درجے ہیں۔ میں نے اندازہ لگایا کہ میرا یہ گناہ ایسا نہیں ہے جسے آسانی سے درگذر کیا جا سکتا ہے۔

۱۶۰۔ مجھے یہوداہ اسکریوتی سا قبیح الفطرت انسان ہونے میں بڑی شرم آتی تھی۔ میں نے کہا کہ عدالت کے دِن تمام رسُولوں اور برگزیدہ لوگوں کی نگاہوں میں قابلِ نفرت ہوں گا۔ مجھے بمشکل ہی کوئی آدمی نیک نظر آتا تھا اور اگر میں کسی نیک آدمی کے سامنے

ہوتا تو مارے خوف کے مجھ پر لرزہ طاری ہو جاتا تھا۔ خُدا کے ساتھ ساتھ چلنے میں کیا شان ہے اور اگر دِل نیک ہو تو ہم اُس کے حضور ہمیشہ اُس کے فضل کے سایہ تلے رہیں گے۔

۱۶۱۔ اس زمانہ میں غلط سلط باتیں میرے ذہن میں آیا کرتی تھیں اور مجھے اِن سے بڑی تسلّی ہوتی تھی۔ یہ آزمائشیں ایسی تھیں مثلاً عدالت کا دن نہیں ہوگا، اور ہم قیامت کو نہیں جی اُٹھیں گے۔ گُناہ کوئی خوفناک چیز نہیں ہے۔ آزمانے والا ابلیس یُوں کہا کرتا تھا کہ اگر عدالت اور روزِ قیامت حقیقتیں ہیں تو ان کو نہ ماننے سے دِل کو تسلّی تو ہوتی ہے۔ اگر تمہیں ایک روز ہلاک ہونا ہی ہے تو پیش از مرگ واویلا بے سُود ہے۔ جیتے جی اپنے آپ کو عذاب میں ڈالنے سے کیا حاصل؟ اپنے دِل سے یہ خیال بالکل نکال دو کہ تم مرُدود ہو گے۔ مُلحدانہ اور رنسٹرز کے سے عقائد پیدا کرو کیونکہ اُنہوں نے اِس قسم کے خیالات سے ہی اپنے آپ کو تسلّی دے رکھی ہے۔

۱۶۲۔ لیکن جُونہی رنسٹرز کی تعلیم اور مُلحدانہ خیالات میرے دِل میں آئے ابدی ہلاکت اور عدالت کی تصویر میری آنکھوں کے سامنے کھنچ گئی۔ میں سوچنے لگا کہ عادل مُنصف دروازے پر کھڑا ہے، اس لئے رنسٹرز اور مُلحدانہ تعلیم میں کوئی سچائی نہیں ہے۔ لیکن مجھے یہ بھی خیال تھا کہ ابلیس میری رُوح کو خُداوند یسُوع مسیح سے دُور کرنے کے لئے کوئی اور حربہ استعمال کرے گا۔ وُہ رُوح جو ضرُورت سے زیادہ چالاک ہو، خُداوند یسُوع مسیح اُسے پیار نہیں کرتا۔ بدکار آدمی ہمیشہ بے بصری، تاریکی اور گُناہ کی بادشاہت کا مکین ہے۔

۱۶۳:۔ خُدا سے دُعا کرنا ایک مُشکل کام نظر آنے لگا، کیونکہ مایُوسی اور
نااُمیدی مجھے نگل رہی تھی۔ مجھے ایسا معلُوم ہوتا تھا جیسے کوئی طوفان
مجھے خُدا سے دُور اُڑائے لیے جا رہا ہے کیونکہ جب کبھی مَیں خُدا سے
رحم کا طالب ہوتا تھا تو میرے دل میں یہ خیال آتا تھا کہ اب وقت گزُر
چُکا ہے۔ مَیں ہلاک ہو گیا اور خُدا نے مجھے گڑھے میں پھینک دیا ہے۔
اب میری اصلاح نہیں ہو سکتی۔ مَیں حقیر و مردُود ہُوں۔ میرا گُناہ ناقابلِ
معافی ہے۔ مجھے پھر عیسَو کا خیال آیا کہ جس نے اپنے پہلوٹھا ہونے کا حق بیچ
دینے کے بعد جب اُس نے برکت کا وارث ہونا چاہا تو منظُور نہ ہُوا۔
اُس زمانہ میں فرانسس سپیرا (FRANCIS SPIRA) کی ایک کتاب
میرے ہاتھ لگی۔ اِس کتاب میں اُس کی بڑی دردانگیز کہانی ہے۔
میری رُوح پہلے ہی زخمی تھی اور اِس کتاب کا ایک ایک لفظ،
اُس آدمی کی آہ و زاری، اُس کے رنج و الم، اشکباری، مناجات،
دانت پیسنا، کفِ افسوس ملنا، کُڑھنا اور خُدا کے ہاتھ کے تلے بلبلاتا
مُجھے ایسا معلُوم ہوتا تھا جیسے میرے دِل میں کوئی خنجر بھونک رہا
ہے اور اس کتاب کا یہ جُملہ تو بڑا ہی خوفناک تھا کہ "آدمی گُناہ کے
آغاز سے تو واقف ہے لیکن انجام سے کون واقف ہے؟" اور اس
کے بعد پھر انجیل مقدس کی یہ آیت میری رُوح کو کچل کے رکھ دیتی
تھی "کیونکہ تُم جانتے ہو کہ اس کے بعد جب اُس نے برکت کا وارث
ہونا چاہا تو منظُور نہ ہُوا، چنانچہ اُس کو نیّت کی تبدیلی کا موقع نہ ملا
گو اُس نے آنسو بہا بہا کر اُس کی بڑی تلاش کی۔"
۱۶۴:۔ تب تو مجھ پر کپکپی طاری ہو گئی اور کبھی کبھی سارا سارا دن میرا

سارا جسم اور میری رُوح خُدا کی خوفناک عدالت کے احساس سے لرز نے لگتی کیونکہ جو لوگ اِس قسم کے ناقابلِ معافی گُناہ میں مُبتلا ہوں گے عدالت کے دِن اُن کا حال بہُت خراب ہوگا۔ اِس خوف کی وجہ سے میرے دِل پر بڑا ہی بوجھ تھا۔ مَیں جل رہا تھا۔ مُجھے ایسا معلُوم ہوتا تھا جیسے اِس بوجھ سے میری ہڈیاں ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو جائیں گی۔ پھر مُجھے یہُوداہ اسکریُوتی کا خیال آیا جو سر کے بل گرا اور اُس کا پیٹ پھَٹ گیا اور اُس کی سب انتڑیاں نکل پڑیں۔ (اعمال ۱: ۱۸)

۱۶۵۔ مُجھے خوف تھا کہ خُداوند نے قائنؔ کا بھی یہی نشان ٹھہرایا تھا۔ وُہ بھی گُناہ کے بھاری بوجھ تلے پِسا جا رہا تھا کیونکہ اُس نے اپنے بھائی ہابِل کا خُون بہایا تھا۔ مَیں گُناہ کے بوجھ تلے دبا ہُوا تھا اور مُجھ پر ایسا بوجھ تھا کہ نہ مَیں کھڑا ہو سکتا تھا، نہ چل پھر سکتا تھا اور نہ ہی کسی جگہ آرام کر سکتا تھا۔ مُجھے کسی پہلو چین نہیں آتا تھا۔

۱۶۶۔ میرے دِل میں یہ آیت بھی آتی تھی "تُجھے لوگوں سے بلکہ سرکشوں سے بھی ہدیے ملے۔" (زبُور ۶۸: ۱۸) مَیں نے کہا کہ سرکش یا باغی وُہ لوگ ہیں جو اپنے بادشاہ کے ماتحت تھے لیکن اُنہوں نے اپنے بادشاہ اور حکُومت کے خلاف ہتھیار اُٹھائے۔ مَیں نے کہا کہ میرا بھی یہی حال ہے۔ مَیں بھی اپنے بادشاہ سے پیار کرتا تھا۔ اُس سے ڈرتا تھا اور اُس کی خدمت کرتا تھا لیکن اب مَیں سرکش ہُوں۔ مَیں نے اُسے بیچ دیا ہے اور اگر وُہ مُجھ سے دُور ہونا چاہتا ہے تو چلا جائے۔ آہ اُس کے پاس سرکشوں کے لئے بھی ہدیے ہیں۔ اُس کے پاس میرے لئے ہدیے

کیوں نہ ہوں گے ؟

۱۶۷۔ مَیں اِس قسم کے خیالات سے اپنے دِل کو تسلّی دینے کی کوشش کرنے لگا تاکہ کچھ تو سکون نصیب ہو، لیکن میری آرزوؤں کی تکمیل نہ ہو سکی۔ میری حالت اُس آدمی کی سی تھی جو کشاں کشاں مقتل کی طرف جا رہا ہو اور وہ یہ بھی چاہتا ہو کہ کسی جگہ چھُپ جائے مگر یہ اُس کے بس کی بات نہ ہو۔

۱۶۸۔ مَیں نے بڑے بڑے رسُولوں اور بزرگوں کے اعمال کا جائزہ لیا۔ مجھے معلوم ہُوا کہ میرے گناہ شمار میں اُن سے زیادہ ہیں، اور اُن کے گناہ میرے گناہوں کے سامنے ہیچ ہیں۔ اِس لئے مَیں نے سوچنا شروع کیا کہ اگر مَیں رسُولوں اور بزرگوں کے گناہوں کو اپنے گناہوں کے مقابل رکھوں تو کیا مجھے کوئی تسلّی نہ ہو گی؟ کیونکہ بالفرض اگر میرے گناہ کسی ایک شخص کے گناہوں سے زیادہ ہیں تو سب کے گناہوں کے برابر تو ہوں گے اور اگر بات یہ ہے تو پھر اُمید کا چراغ روشن ہو سکتا ہے کیونکہ وُہی خون جس میں اُن لوگوں کے گناہ دھونے کی خاصیّت موجود ہے اُسی سے میرے گناہ بھی دُور ہو سکتے ہیں۔ پھر داؤد، سلیمان، منسّی، پطرس اور دُوسرے گنہگار لوگوں کا مجھے خیال آیا۔ مَیں نے اُن گنہگار لوگوں کے گناہوں کو بڑھا چڑھا کر دیکھنے کی کوشش کی لیکن افسوس اِس سے مجھے کچھ فائدہ نہ ہُوا۔

۱۶۹۔ مَیں نے خیال کیا کہ داؤد نے اپنی بدکاری پر پردہ ڈالنے کی غرض سے دُوسروں کا خون بہانے سے گریز نہ کیا۔ بنی عمون اُس کے آلۂ کار بنے۔ اُس نے ایسا کام کرنے میں سوچیلے بہانے کئے۔ اُس کا گناہ بڑھتا ہی گیا۔

اور میرا بھی یہی حال تھا۔ یہ گناہ شریعت کے احکام کی خلاف ورزی تھی اور خداوند یشوع مسیح اِن گناہوں سے چھڑانے کے لئے آیا لیکن تم نے تو اپنے منجی کے خلاف گناہ کیا ہے۔ اِس گناہ سے تمہیں کون چھڑا سکتا ہے؟

۱۷۰۔ مجھے سلیمان کا خیال آیا کہ اگرچہ اُسے الٰہی عرفان حاصل تھا پھر بھی اُس نے اپنے بڑھاپے میں اجنبی عورتوں سے معاشقہ کیا۔ وہ اُن عورتوں کی محبت میں ایسا گرفتار ہُوا کہ اُن کے بُتوں کی پُوجا کرنے لگا اور اُن کے لئے اُس نے بُت خانے بنوائے لیکن اِن تمام باتوں سے میں نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ سلیمان کے سب گناہ تو شریعت کے احکام کے خلاف تھے اور اِن گناہوں کو دُور کرنے کے لئے تو خدا نے انتظام کر رکھا تھا لیکن میں نے تو اپنے منجی کو بیچ دیا ہے۔ اس لئے میرا کفارہ کون ہو سکتا ہے۔

۱۷۱۔ اب میں نے مندرجہ بالا بزرگوں کے گناہوں پر حاشیہ آرائی شروع کی مثلاً منسیؔ نے خدا کے گھر میں بُتوں کے لئے مذبحے تعمیر کرائے۔ وہ شگون نکالتا، افسوں گری کرتا اور جنات کے یاروں اور جادوگروں سے تعلق رکھتا تھا۔ اُس نے اپنے بیٹے کو آگ میں جلایا۔ یروشلم کے گلی کوچوں میں معصوم و بے گناہ لوگوں کا خُون بہایا گیا۔ میں نے کہا کہ یہ گناہ تو بہت گھنونے ہیں اور اگرچہ یہ گناہ قرمزی رنگ کے ہیں پھر بھی اُنہیں میرے گناہوں سے کوئی نسبت نہیں ہے کیونکہ میں نے خداوند مسیح سے کنارہ کشی کی ہے اور اُسے بیچ دیا ہے۔

۱۷۲۔ میں نے صریحاً اپنے منجی خداوند یشوع مسیح کا گناہ کیا تھا اور یہ خیال مجھے

کھائے جا رہا تھا۔ انتہا یہ ہے کہ مَیں نے اپنے دِل میں یہ بھی سوچا کہ اگر خُداوند یسُوع مسیح جانتا ہے تو اُسے جانے دو۔ پھر مَیں نے سوچا کہ یہ گناہ ایسا قبیح اور گھناؤنا ہے کہ اس کے تصوّر سے مَیں کانپ اُٹھتا ہوں۔ یہ ناقابلِ معافی ہے۔ میرا گناہ بہت ہی بڑا ہے۔ دُوسرے لوگوں کے گناہ میرے گناہوں کے سامنے حقیر ہیں۔

۱۷۳۔ مَیں خُدا سے ایسا ہی ڈرتا تھا جیسے کوئی ذی وقار، مہیب مُنصف سے ڈرتا ہو۔ دِل کو دھڑکا سا لگا رہتا تھا کہ مَیں اُس کی سزا سے نہیں بچ سکوں گا۔ "زندہ خُدا کے ہاتھوں میں پڑنا ہولناک بات ہے"۔ (عبرانیوں ۱۰: ۳۱) لیکن خُدا کا کلام مُبارک ہے کیونکہ جب مَیں اپنے گُناہوں کی وجہ سے اُس پر نگاہ کرنے سے ڈرتا تھا تو اُس کا کلام مجھے بُلانے لگا۔ "مَیں نے تیری خطاؤں کو گھٹا کی مانند اور تیرے گُناہوں کو بادل کی مانند مٹا ڈالا۔ میرے پاس واپس آجا، کیونکہ مَیں نے تیرا فدیہ دیا ہے"۔ (یسعیاہ ۴۴: ۲۲)

اِن گُناہوں کا میرے دِل پہ بار گراں تھا۔ مَیں خُدا کے چہرے کی طرف نگاہ کرنے سے ڈرتا تھا اور اُس کے حضُور سے بھاگ جاتا تھا۔ وہ خُدائے بزرگ و برتر ہے۔ اُس کے سامنے کون کھڑا رہ سکتا ہے۔ اُس وقت کلامِ مقدّس کے یہ الفاظ میری آنکھوں کے سامنے آجاتے "میرے پاس واپس آجا"۔ میرے کانوں میں بار بار یہی الفاظ گونجنے لگے "میرے پاس آجا کیونکہ مَیں نے تیرا فدیہ دیا ہے"۔ جب یہ آواز آئی تو مَیں چلتے چلتے ٹھہر جاتا اور پیچھے مڑ کر دیکھتا تھا کہ کیا رحیم خُدا واقعی مجھے بُلا رہا ہے؟ اُس کے ہاتھ

ہیں میرے لئے معافی ہے۔ لیکن جونہی میں پیچھے مڑ کر دیکھتا تو میرے دل پر گھٹاٹوپ اندھیرا چھا جاتا اور میرے سامنے یہ آیت آجاتی۔ ''کیونکہ تم جانتے ہو اور اُس کے بعد جب اُس نے برکت کا وارث ہونا چاہا تو منظور نہ ہُوا۔ چنانچہ اُس کو نیّت کی تبدیلی کا موقع نہ ملا گو اُس نے آنسو بہا بہا کر اُس کی بڑی تلاش کی''۔ اس لئے مجھ میں واپس آنے کی جُراُت نہ ہوتی تھی۔ لیکن ''واپس آجا، واپس آجا'' کی آواز متواتر سُنائی دیتی تھی۔ مَیں اکثر اس آواز کی طرف توجہ نہیں دینا چاہتا تھا، کیونکہ مجھے ڈر تھا کہ ممکن ہو سکتا ہے کہ یہ آواز خُدا کی طرف سے نہ ہو کیونکہ کلام پاک کی یہ آیت بھی ''کیونکہ تم جانتے ہو کہ اس کے بعد جب اُس نے برکت کا وارث ہونا چاہا تو منظور نہ ہُوا'' میرے دِل و دماغ پر چھائی ہوئی تھی۔

۱۷۴۔ ایک دن مَیں ایک نیک آدمی کی دُکان میں اِدھر اُدھر پھر رہا تھا۔ مَیں اپنی حالتِ زار کی وجہ سے بڑا ہی مغموم تھا۔ مَیں نے محسوس کیا کہ اس بُت پرستانہ خیال کی وجہ سے مَیں نے بہت بڑی بدی کی ہے۔ مَیں نوحہ کُناں تھا کہ مجھ سے اِس قسم کا گُناہ کیوں سرزد ہُوا۔ میرا یہ گُناہ ناقابلِ معافی ہے۔ مَیں یہ بھی دُعا کر رہا تھا کہ اگر میرا یہ گُناہ رُوح القُدس کے خلاف کُفر نہیں ہے تو خُدا مجھ پر یہ حقیقت ظاہر کر دے۔ خوف و ہراس کی وجہ سے میرا دِل بیٹھا جا رہا تھا۔ اچانک مجھے ایسا محسوس ہُوا، جیسے کھڑکی میں سے ہَوا کا ہلکا سا جھونکا آیا ہے اور میں نے صریحاً یہ آواز سُنی ہے کہ خُداوند یسوع مسیح کا خُون مجھے تمام گُناہوں سے بچا سکتا ہے۔ اب تو میری دل کی آنکھیں

کھلیں ، اور میں نے صاف صاف الفاظ میں اس کا مطلب سمجھ لیا اور
خدا کے پاک کلام کی معانی سے آگاہ ہوگیا۔ میرے ذہن میں پھر آیا کہ خداوند مسیح
کا خون مجھے تمام گناہوں سے بچا سکتا ہے ۔ کلام پاک کی یہ آیت پھر
مجھ پر ظاہر ہوئی کہ "خبردار! اُس کہنے والے کا انکار نہ کرنا" (عبرانیوں
۱۲ : ۲۵)۔ یہ آیت میری رُوح پہ چھا گئی ۔ اس میں روشنی اور تسکین
تھی۔ میرے دل میں جو ہیجان برپا تھا وہ بھی خاموش ہوگیا۔ کہاں یہ
حال کہ گویا دوزخ کے آوارہ کُتے بھونک رہے ہیں اور کہاں یہ حال
کہ مکمل سکوت طاری ہوگیا ۔ مجھے صاف صاف دکھائی دیا کہ خداوند
یسُوع مسیح کے فضل اور اُس کی رحمت سے میں دُور نہیں ہُوں اور
میرے تمام خدشات باطل تھے کیونکہ اُس نے میری رُوح کو ہمیشہ
کے لئے نہیں چھوڑ دیا تھا چونکہ میں مایُوسی کی طرف مائل تھا ، لہٰذا
یہ سب کچھ میری تادیب کے لئے ہو رہا تھا ۔ اگرچہ میں بڑا ہی
گنہگار تھا ، خداوند یسُوع مسیح کے وسیلہ سے خُدا نے میری نجات
کا اہتمام کیا ۔ مجھے اپنی مایُوسی کی ماہیت کی انتہا معلوم نہ تھی اور
نہ ہی مجھے یہ معلوم تھا کہ یہ کہاں سے آتی ہے ۔ پچھلے بیس برس
میں میں نے اِس کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں کیا تھا۔ میں نے خیال کیا
کہ وہ کونسی چیز ہے جس کے متعلق گفتگو کرنے سے مجھے نفرت ہے ،
لیکن پھر وہی ہَوا کا لطیف جھونکا میرے پاس سے گزرا۔ مجھے ایسا
معلُوم ہوا جیسے کوئی فرشتہ میرے پاس آیا ہے ۔ اس آواز اور
نجات کا مجھے عدالت کے دن تک تصوّر رہے گا ۔ میرے دل
میں اطمینان تھا اور مجھے اُمید نظر آنے لگی ۔ مجھے معلُوم ہوگیا

کہ ناقابلِ معافی گُناہ کیا تھے اُور بخشش اُور معافی کے لئے خُداوند مسیح کے پاس جانے کا موقع کیسے مِل سکتا تھا۔ اس کے باوجود میرے دِل میں ایک عجیب طرح کی مایُوسی مُجھ پر حلقہ کئے ہُوئے تھی، جس کو مَیں بیان نہیں کر سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ مَیں نے اس سے بیشتر اس کا کتاب میں ذکر نہیں کیا۔ اب مَیں سلیم العقل لوگوں پر اس بات کو چھوڑتا ہُوں کہ وہ میری مایُوسی کے متعلق سوچ بچار کریں۔ مَیں اپنی نجات پر زور نہیں دیتا، بلکہ وعدہ کے وسیلہ سے خُداوند یسُوع مسیح پر زور دیتا ہُوں ۔ اُور چُونکہ مَیں اپنے دِل کے راز افشاں کر رہا ہُوں، اِس لئے مَیں نے خیال کیا کہ مایُوسی کے متعلق کچھ بیان کرنا بے محل نہ ہوگا۔ لیکن مُجھے اعتراف ہے کہ مَیں اپنے تجربہ کو اچھی طرح سے بیان نہیں کر سکتا۔ یہ حالت کوئی تین چار دن تک رہی۔ اس کے بعد پھر وہی بے یقینی اُور نا اُمیدی پیدا ہوگئی۔

۱۷۵۔ میری زندگی شک اُور بے اعتقادی میں گھِر گئی۔ مُجھے کسی کل چین نہیں آتا تھا۔ میرے دل کی سب سے بڑی آرزو تھی کہ دُعا اُور گریہ زاری سے مَیں اس بخشش کو حاصل کروں، چُونکہ مَیں نے خُداوند مسیح کے خلاف گناہ کیا ہُوا تھا اس لئے اُس سے رحم کی التجا کرنا مُشکل نظر آنے لگا۔ اُس کی طرف نگاہیں اُٹھانا بھی میرے لئے ایک امرِ محال تھا اُور مَیں نے معلُوم کیا ہے کہ دُعا کے وسیلہ خُدا کے پاس آنا بھی بڑا ہی مُشکل ہے۔ کیونکہ مَیں تو برگشتہ ہو چُکا تھا۔ مَیں بڑا ہی شرمسار ہُوا، کیونکہ مَیں نے خیال کیا کہ اب کس مُنہ سے اُس کے پاس جاؤں اُور بخشش کے لئے دُعا کرُوں ۔ مَیں بڑا ہی شرمندہ اُور پریشان تھا کیونکہ مُجھ سے بڑی مذمُوم حرکت ہوئی تھی۔ مَیں نے خیال

کیا کہ اب صرف ایک ہی راستہ ہے کہ میں اُس کے پاس جا کر عجز
اور حلیمی اختیار کروں اور اُس سے کہوں کہ وُہ مجھ پر ترس
کھائے اور مجھ کم بخت گنہگار کی رُوح پر کرم کی نظر فرمائے۔
۱۷۶۔ آزمانے والے ابلیس نے میرے دل کی کیفیت کو دیکھا اور کہنے
لگا کہ خُدا سے دُعا مانگنے کی کیا ضرورت ہے؟ تُم نے درمیانی کا انکار
کیا ہے اور خُدا باپ کے پاس دُعائیں اُسی کے وسیلہ سے پہنچ سکتی ہیں
اور جب وُہ درمیانی نہ ہو تو دُعا کو قبولیّت کا شرف حاصل نہیں ہو
سکتا۔ اِس لئے تمہیں دُعا سے کچھ بھی فائدہ نہ ہوگا اور اگر
تُم دُعا کرو بھی تو تُمہارے گُناہ میں اضافہ ہی ہوگا۔ اگر تُم دُعا
مانگو گے تو تمہیں معلوم ہوگا کہ تُم نامقبول ہو اور تُم پر خُدا کا غضب
ہے اور اس طرح سے تُم پہلے سے زیادہ خُدا کی توہین کرو گے۔
۱۷۷۔ ابلیس نے پھر کہا کہ اِن سالوں میں خُدا تُم سے اُکتا گیا ہے کیونکہ
تُم اُس کے لوگوں میں سے نہیں ہو۔ تمہاری بکواس سے خُدا بڑا آزردہ
ہے اور یہی وجہ ہے کہ تُم نے یہ گُناہ کیا ہے۔ وُہ چاہتا ہے کہ تُم اپنی
شرارت کی وجہ سے کاٹے جاؤ۔ کیا تُم پھر بھی دُعا مانگو گے؟ ابلیس نے
یاد دلایا کہ گنتی کی کتاب میں لکھا ہے کہ مُوسیٰ نے بنی اسرائیل کو کہا
کہ چُونکہ وُہ اُس مُلک میں آباد ہونے کے لئے نہیں جاتے جس کے
دینے کا وعدہ خُدا نے اُن سے کیا تھا، اِس لئے خُدا نے ہمیشہ
کے لئے اُنہیں اُس مُلک میں داخل ہونے سے محرُوم کر دیا۔ اُن لوگوں
نے آنسو بہائے لیکن اُن کی شنوائی نہ ہوئی (گنتی ۱۴: ۳۶-۳۷)
۱۷۸۔ خروج کی کتاب ۲۱: ۱۴ میں لکھا ہے کہ اگر کوئی دیدہ دانستہ

گُناہ کرے تو وہ خُدا کی قربان گاہ سے جُدا کیا جائے تاکہ وہ مر جائے۔ سلیمان نے یوآب کو قتل کروا دیا اگرچہ اُس نے خُداوند کے خیمہ میں جاکر مذبح کے سینگ پکڑ لیئے۔ (۱۔سلاطین ۲ : ۲۸) کتاب مُقدس کے ایسے حوالے مجھے بڑا ہی دُکھ پہنچاتے ہیں اور چُونکہ میری حالت بڑی مایُوس کن تھی اس لیئے مَیں نے کہا کہ مَیں مَر جاؤں گا۔ اور اگر یہی بات ہے تو زیادہ سے زیادہ یہی کہا جائیگا کہ فلاں آدمی خُداوند یسُوع مسیح کے قدموں میں دُعا مانگتا ہُوا مَر گیا۔ خُدا جانتا ہے کہ مَیں نے بڑی مشکل سے ایسا ہی کیا لیکن کلامِ پاک میں عیسو کے متعلق جو کچھ لکھا ہے، میرے دل پر وہ سب کچھ نقش تھا۔ یہ کلام شُعلہ زن تلوار کی طرح زندگی کے درخت کی راہ کی حفاظت کرتا تھا تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ مَیں حیات کے درخت سے بھی کچھ لے کر کھاؤں، اور ہمیشہ جیتا رہوں۔ اس چیز کا کوئی اندازہ نہیں لگا سکتا کہ خُدا سے دُعا مانگنے میں مجھے کن کن مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔

۱۷۹۔ میرے دل میں یہ بھی آرزو تھی کہ خُدا کے نیک بندے بھی میرے لیئے دُعا کریں، لیکن مجھے ڈر تھا کہ خُدا اُنہیں ایسا کرنے کی توفیق عطا نہیں کرے گا۔ یہ خیال کر کے میری رُوح کانپنے لگی کہ دیر یا سویر خُدا کے نیک بندوں میں سے کوئی آکر مجھے اِسی قسم کی باتیں بتائے، جو خُدا نے اپنے نبی کی معرفت اسرائیل سے کہی تھیں۔ "پس تو ان لوگوں کے لیئے دُعا نہ کر" (یرمیاہ ۱۱ : ۱۴) کیونکہ مَیں نے اُنہیں رَدّ کر دیا ہے اور میرے لیئے بھی اِسی قسم کی بات ہوگی کہ "اس کے لیئے دُعا نہ کرو" کیونکہ مَیں نے اسے رَدّ کر دیا ہے۔ مجھے

خیال آنے لگا کہ خدا نے کسی نہ کسی نیک بندے کے کان میں یہ بات کہہ ہی دی ہوگی اور یہ علیحدہ بات ہے کہ وہ مجھے آکر یہ بات نہیں کہتے اور نہ ہی مجھ میں اُن سے پوچھنے کی ہمت ہے اور مجھے ڈر تھا کہ اگر یہ معاملہ یوُنہی ہے تو میری زندگی اجیرن ہو چکی ہے۔ سپیرا نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ آدمی گناہ کے آغاز سے تو واقف ہے لیکن انجام سے کون واقف ہے ؟

۱۸۰۔ اِسی زمانہ میں مَیں نے ایک پُرانے مسیحی پر اپنے دِل کا راز فاش کیا۔ اُسے مَیں نے اپنی ساری حالت بتائی۔ مَیں نے کہا کہ مَیں نے رُوح القدس کے خلاف گناہ کیا ہے۔ وہ اس معاملہ میں مجھ سے متفق تھا مَیں مایوس ہُوا اور جب اِس آدمی سے گفتگو کا سلسلہ دراز ہُوا تو مجھے معلوم ہُوا کہ اگرچہ یہ آدمی نیک ہے لیکن ابلیس کی آزمائشوں سے بالکل واقف نہیں ہے۔ اس لئے مَیں نے فضل کے لئے پھر خدا سے دُعا کرنی شروع کی۔

۱۸۱۔ آزمانے والے اِبلیس نے میری مُصیبتوں کا مضحکہ اُڑانا شروع کیا۔ اُس نے کہا کہ چُونکہ تم خداوند مسیح سے کنارہ کش ہو گئے ہو اور اُسے ناراض کر لیا ہے۔ وُہی آتش جہنّم کے شعلوں سے تمہاری رُوح کو بچا سکتا ہے۔ اب تو یہی صُورت ہے کہ تم دُعا کرو کہ خدا باپ درمیانی ہو تاکہ تمہارا نئے سِرے سے ملاپ ہو جائے اور تم اُنہیں نعمتوں اور برکتوں کا حقدار بن جاؤ جو اُس کے پاک رسُولوں کا حصّہ ہیں۔

۱۸۲ اِدھر کلام پاک کی یہ آیت بھی میرے دِل میں آئی "وہ ایک خیال میں رہتا ہے اور کون اُس کو پھرا سکتا ہے" ؟ مَیں نے دیکھا کہ

ہم اِس قسم کی بھی دُعا کرتے ہیں کہ خُدا ایک نئی زمین پیدا کرے نیا عہد باندھے اَور نئی بائبل عطا کرے۔ اِس کا یہ مطلب ہُوا کہ جو کچھ اُس نے بنایا ہے وُہ محض ڈھونگ ہے۔ ہمیں خُدا کو ترغیب دینی چاہیئے کہ وُہ پرانے نظام کو ملیامیٹ کر دے اَور اُس کے ساتھ ہی نجات کے انتظام کو بھی منسُوخ کر دے۔ پھر خُدا کے کلام کی یہ آیت میری رُوح کو شکستہ کر دیتی تھی "کسی دُوسرے کے وسیلہ سے نجات نہیں کیونکہ آسمان کے تلے آدمیوں کو کوئی دُوسرا نام نہیں بخشا گیا جس کے وسیلہ سے ہم نجات پا سکیں"۔ (اعمال ۴ : ۱۲)

۱۸۴۔ انجیل مقدّس کی مندرجہ بالا پُرفضل آیت میرے لئے عذاب کا باعث بن گئی۔ منجّیٔ عالمین خُداوند یسُوع مسیح کی یاد نے میرے رگ و ریشہ میں بجلیاں بھر دیں۔ میں خُداوند یسُوع مسیح سے کنارہ کش ہو گیا تھا اَور میرا گُناہوں سے سروکار تھا۔ میری رُوح کو اِس سے بڑا ہی صدمہ پہنچا۔ میرے دِل میں خلش تھی۔ جب کبھی مجھے خُداوند مسیح کی محبّت، فضل، نیکی، مہربانی، حلیمی، انکساری، موت، وعدوں اَور اطمینان کا خیال آتا تھا تو میرے دِل میں گویا برچھی سی کُھب جاتی تھی۔ اِس قسم کے خیال سے میرے دِل میں یہ بات آتی تھی کہ وُہی خُداوند یسُوع مسیح جو منجّی اَور خُدا کا بیٹا ہے، اُسی خُداوند یسُوع مسیح کو تم نے ذلیل کیا ہے۔ تُم نے اُس کی تحقیر کی ہے اَور اُسے بُرا بھلا کہا ہے۔ یہی منجّی ہے اَور یہی بچانے والا ہے۔ یہی وُہ خُداوند ہے جو گنہگاروں سے اتنی محبّت کرتا ہے اَور اپنے خُونِ مُقدّس سے اُن کے گُناہوں کو دھوتا ہے۔ خُداوند یسُوع مسیح میں اب نہ تمہارا حصّہ

ہے نہ بخرہ۔ تم اُس سے کنارہ کش ہو گئے ہو۔ تم نے اپنے دِل میں کہا ہے کہ اگر خُداوند یسُوع مسیح جاتا ہے تو جانے دو۔ تم اُس سے علیحدہ ہو چُکے ہو۔ تم نے اُس سے اپنے تعلقات منقطع کر لئے ہیں۔ اُس کی رحمت کو دیکھو مگر تم اُس میں شریک نہیں ہو۔ مجھے خیال آیا کہ مَیں ایک بڑی نعمت سے محرُوم ہو چُکا ہُوں۔ میری رُوح نے اپنی وراثت کو چھوڑ دیا ہے۔ اگر خُدا کا فضل اور رحم کسی شخص کو تباہ کر دے تو یہ اُس کے لئے بڑے ہی غم کی بات ہے۔ اگر خُدا کا بیٹا، خُدا کا برّہ، خُداوند یسُوع مسیح تباہ کرنے والا شیر ببر بن جائے تو کیا حشر ہو گا" (مکاشفہ ۶)
خُدا کے بزرگوں کو دیکھ کر مَیں کانپنے لگا۔ یہ وُہ لوگ تھے جو خُدا سے بڑی محبّت رکھتے تھے۔ وُہ ہمیشہ اِس دُنیا میں اُس کے ساتھ ساتھ چلتے رہے۔ اِن بزرگوں نے اپنے قول اور فعل سے یہ ثابت کیا کہ وُہ اپنے منجّی کے خلاف گُناہ کرنے سے ڈرتے ہیں۔ مَیں نے محسُوس کیا کہ وُہ مجھے ہی موردِ الزام ٹھہراتے ہیں اور میری رُوح بڑی ہی غمگین اور شرمسار ہے۔ مَیں اِن بزرگوں کو دیکھ کر کانپنے لگا کیونکہ یہ سیموایل کی طرح معلُوم ہوتے تھے (۱۔سیموایل ۱۶:۴)
۱۴۸۔ ابلیس یعنی آزمائش کرنے والے نے مجھے یہ کہہ کر ٹھٹھوں میں اُڑانا شرُوع کیا کہ مسیح کو تمہاری حالت پر ترس آتا ہے اور اُسے تمہارے نقصان پر بڑا ہی افسوس اور رنج ہے۔ لیکن چُونکہ تم نے گُناہ پر گُناہ کیا ہے اس لئے وُہ کسی طرح سے بھی تمہاری مدد نہیں کر سکتا اور نہ ہی وُہ تمہیں خوف سے رہائی بخش سکتا ہے۔ کیونکہ تمہارے گُناہ کی نوعیّت اُن لوگوں کے گُناہوں کی سی نہیں ہے جن

کی خاطر اُس نے خُون بہایا اَور وُہ مر گیا۔ اَور نہ ہی تُمہارا گُناہ اُن ڈاکوؤں کا سا تھا جو اُس کے ساتھ مصلُوب ہُوئے اَور جب تک وُہ دوبارہ آسمان سے آکر تُمہارے اس گُناہ کے لئے مصلُوب نہ ہو، تُمہیں کچھ فائدہ بھی نہیں ہو سکتا۔ وُہ تُم پر ترس تو کھاتا ہے، لیکن اُس سے کچھ حاصل نہیں ہو گا۔

مُمکن ہے کہ لوگ میری اِن باتوں کو بے معنی خیال کریں، لیکن اس سوچ بچار سے مُجھے بے حد صدمہ ہوتا تھا۔ یہ خیال کر کے مُجھے اَور بھی دُکھ ہوتا تھا کہ اگرچہ خُداوند یسُوع مسیح مُجھے پیار کرتا ہے اَور مُجھ پر ترس کھاتا ہے لیکن وُہ میری مدد نہیں کر سکتا۔ مُجھے اِس بات کی سمجھ نہ آتی تھی کہ اُس کی مُحبّت میں کس جگہ خامی ہے جس کی وجہ سے وُہ میری کوئی مدد نہیں کر سکتا یا اُس کا فضل اَور نجات ہی ختم ہو چُکے ہیں۔ لیکن چُونکہ وُہ اپنا قہر کرنے پر پابند ہے لہٰذا وُہ مُجھ پر رحم نہیں کرے گا۔ اس کے علاوہ مَیں نے یہ بھی خیال کیا کہ میرے گُناہ کی نوعیّت وُہ نہیں ہے جو معافی کی حدُود میں ہے اَور جس کا وعدہ موجُود ہے اَور مُجھے یقین تھا کہ اگر بات ایسے ہی ہے تو آسمان اَور زمین ٹل سکتے ہیں، لیکن مُجھے ہمیشہ کی زندگی نہیں مِل سکتی۔ اس خوف کی بنیاد یہ تھی کہ مَیں کلامِ پاک کو اٹل سمجھتا تھا اَور اپنے گُناہ کی ماہیّت سے آگاہ نہیں تھا۔

۱۸۵۔ اِس خود فریبی سے میری رُوح بڑی مضطرب ہُوئی

کہ مَیں نے ایسا گُناہ کیا ہے جس کا کفّارہ نہیں ہُوا۔ اِن خیالات سے مَیں بڑا پریشان ہُوا۔ مَیں گویا ایک قیدی کی طرح اِن خیالات میں جکڑا ہُوا تھا۔ مجھے کچھ سجھائی نہیں دیتا تھا۔ لیکن مَیں نے کہا کہ وُہ پھر آئے گا۔ انسان کی نجات کا کام ابھی مکمل ہونے والا ہے۔ مَیں کس طرح سے اُس سے دُعا کرکے التجا کروں کہ وُہ میرا گُناہ بھی اُن گُناہوں میں شمار کرے، جن گُناہوں کی خاطر اُس نے اپنی جان دی تھی۔ تاہم کلام پاک کی یہ آیت پڑھ کر گویا مَیں فنا ہو جاتا تھا " کیونکہ یہ جانتے ہیں کہ مسیح جب مُردوں میں سے جی اُٹھا ہے تو پھر نہیں مرنے کا۔ موت کا پھر اُس پر اختیار نہیں ہونے کا۔" (رُومیوں ۶: ۹)

۱۸۹۔ ابلیس کے حملے بڑے عجیب و غریب اور غیر معمولی نوعیّت کے تھے۔ میری رُوح شکستہ جہاز کی طرح تھی، جسے ہوائیں اِدھر اُدھر لیے پھرتی ہیں۔ مَیں مایوسی میں غرق ہو جاتا تھا۔ میرے دِل میں اعمال کا بھی خیال آیا کرتا تھا اور کبھی کبھی میری یہ آرزو تھی کہ نیا عہد اور اُس کی تمام شرائط تبدیل ہو جائیں۔ لیکن اِن باتوں میں مَیں ایسے لوگوں کی طرح تھا جو چٹانوں کے درمیان سر ٹپکتے ہیں اور وہ آہستہ آہستہ ٹوٹ پھوٹ کر پاش پاش ہو جاتے ہیں۔ گُناہ کی وجہ سے میرے دل میں کچھ ایسے تصوّرات، وسوسے اور خطرات تھے کہ مَیں مایُوسی کا شکار ہو چُکا تھا۔ مَیں اُس آدمی کی طرح تھا، "جو قبروں میں رہتا تھا" وُہ زندوں کی بجائے مُردوں کے ساتھ اپنی زندگی کے دِن بسر کرنا چاہتا تھا۔ وُہ قبروں اور پہاڑوں میں

چلاّتا اور اپنے تئیں پتھروں سے زخمی کرتا تھا۔(مرقس ۵ : ۲-۵)
لیکن جو کچھ مَیں کہتا ہُوں مُجھے اس سے کیا فائدہ۔ مایُوسی سے اِس
ناپاک رُوح والے آدمی کو کچھ حاصل نہیں ہو سکتا تھا۔ پُرانا عہد
اُسے بچا نہیں سکتا تھا۔ آسمان اور زمین ٹل سکتے ہیں لیکن خُدا کے
پُرفضل کلام کا ایک شوشہ یا ایک نقطہ نہیں مٹ سکتا۔ یہ بات مُجھے
صاف صاف نظر آتی تھی اور مَیں یہی محسُوس کرتا تھا اور اسی وجہ
سے میری رُوح ملُول رہتی تھی۔ لیکن اس سے ایک فائدہ ضرور ہُوا
کہ مُجھے راہِ نجات اور اس امر کی تصدیق ہو گئی کہ صحیفے خُدا کا کلام ہیں۔
مَیں الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا کہ خُداوند یسُوع مسیح کتنا مُستحکم ہے۔
وُہی انسان کی نجات کی چٹان ہے۔ جو کچھ ہو چکا ہے وہ ہو چُکا۔
اس میں سرِمُو تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ مَیں نے یہ بھی دیکھا کہ درحقیقت
ناقابلِ معافی گُناہ کی وجہ سے میری رُوح خُداوند مسیح سے بہُت دُور ہو
چُکی ہے۔ لیکن اُس آدمی پر افسوس کیونکہ خُدا کا پاک کلام اُسے باہر بند
کر دے گا۔

۱۸۷۔ جب کبھی مُجھے کوئی خیال آتا تو میرا دل بیٹھ جاتا تھا۔ ایک دن
مَیں قریبی قصبہ میں گیا، وہاں گلی میں ایک ٹیکئے والی اُونچی بنچ پر جا بیٹھا۔
مَیں نے اپنے گُناہوں کی خوفناک حالت کے متعلق سوچنا شرُوع کیا۔
مَیں بڑی گہری سوچ میں پڑ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد مَیں نے اپنی نگاہیں
اُوپر اُٹھائیں۔ مجھے ایسا محسُوس ہونے لگا جیسے مہرِ عالم تاب اپنی نورانی
کرنوں سے مجھے محرُوم کرنا چاہتا ہے اور گلی کے پتھر اور مکانوں کی اینٹیں
میرے خلاف مشورہ کرنے کے لئے سرگوشیاں کر رہی ہیں۔ مَیں نے

خیال کیا کہ مجھے اِس دُنیا سے جلا وطن کرنے کے منصُوبے ہو رہے ہیں۔ مَیں اِن سے اُکتا چُکا تھا اور اِن کے ساتھ زندگی بسر کرنے کے لئے بالکل موزوں نہ تھا۔ ایسا معلُوم ہونے لگا کہ تمام اچھّی بخششوں میں نہ میرا حصّہ ہے نہ بخرہ، کیونکہ مَیں نے مُنجّی کے خلاف گُناہ کیا ہے۔ دُنیا کی تمام مخلُوق کتنی شاد و فرحاں تھی، لیکن مَیں اپنے مقام سے گر چکا تھا اور مَیں نے اپنا رُتبہ کھو دیا تھا۔

۱۰۸۔ میری زندگی تلخ ہو چکی تھی۔ مَیں نے آہیں بھر بھر کر کہا، کیا خُدا مجھ جیسے کم بخت کو بھی اطمینان عطا کر سکتا ہے؟ جُونہی مَیں نے یہ بات کہی ایک گُنبد کی آواز میرے کانوں میں سُنائی دی کہ اس گُناہ کی مزدوری موت نہیں ہے۔ اِس آواز سے مَیں نے سمجھا کہ کسی نے قبر کی اتھاہ گہرائیوں سے مجھے نکال دیا ہے اور مَیں نے کہا کہ اَے خُداوند یہ کلام تیرے مُنہ سے کس طرح نکلا ہے؟ یہ جملہ میرے دِل کو بڑا بھلا معلُوم ہُوا اور مَیں نے اسے بے حد سراہا کیونکہ یہ برمحل اور موزوں تھا۔ اس میں ایک خاص قوّت، شیرینی، روشنی اور جلال تھا۔ اب مَیں شک اور بے اعتقادی کی حدُود سے باہر آ چکا تھا۔ مجھے یہ ڈر کھائے جا رہا تھا کہ میرا گُناہ ناقابلِ معافی ہے۔ اس لئے دُعا مانگنے اور توبہ کرنے کا مجھے کوئی حق نہیں ہے اور اگر مَیں نے دُعا مانگی یا توبہ کی تو اس سے مجھے کچھ حاصل نہیں ہو گا۔ اب مجھے سمجھ آئی کہ اگر اس گُناہ کا انجام موت نہیں ہے تو یہ گُناہ معاف کیا جا سکتا ہے۔ اس لئے خُداوند یسُوع مسیح کے وسیلہ سے مَیں بڑی دلیری کے ساتھ خُدا کے پاس رحم کے لئے آ سکتا ہُوں کیونکہ

وُہ خندہ پیشانی سے مجھے اور دُوسرے لوگوں کو قبول کرنے کے لئے تیار ہے۔ میرے دِل کو اس سے بڑا اطمینان ہُوا کہ میرے گُناہ کی معافی ہوسکتی ہے کیونکہ یہ ایسا گُناہ نہیں ہے جس کا نتیجہ موت ہے۔ (۱۔ یُوحنّا ۵: ۱۶۔ ۱۷) صرف وہی لوگ اِس رُوحانی اطمینان کا اندازہ لگا سکتے ہیں، جنہیں اِس قسم کی مُصیبتوں کا تجربہ ہے۔ میرے تمام بند ٹوٹ گئے اور طوفان کے پناہ مِل گئی۔ مجھے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ مَیں بھی اب روئے زمین کے دُوسرے گنہگاروں کی طرح ہُوں اور مُجھے بھی دُعا مانگنے کا حق ہے اور کلام پاک کے وعدہ کا اطلاق مجھ پر بھی اسی طرح ہے جیسا ان گنہگاروں پر ہے۔

۱۸۹۔ میرے دِل میں پُوری پُوری اُمید تھی کہ میرے گُناہ ناقابلِ معافی نہیں ہیں اور مجھے معافی مِل سکتی ہے لیکن ابلیس نے میرے لئے ایک اور جال بچھایا۔ ایک دِن تک تو وُہ اپنے ارادے میں کامیاب نہ ہُوا کیونکہ وُہ جُملہ میرے دِل پر نقش تھا، لیکن اگلے دِن کی شام کو اس جُملہ کا سحر ختم ہوگیا اور میرے دِل میں پُرانے خدشات اُبھرنے لگے۔ مجھے مایُوسیوں کا تجربہ تھا، اِس لئے میرا جی بیحد گھبراتا تھا۔ میرا ایمان متزلزل ہونے لگا۔

۱۹۰۔ لیکن اس سے اگلی شام مَیں خُدا کی حضُوری میں تھا اور مَیں نے بڑے خشُوع و خضُوع اور دلسوزی سے دُعا کی کہ اُے خُداوند مُجھ پر ظاہر کر کہ تُو نے مُجھ سے ابدی محبّت رکھی ہے (یرمیاہ ۳۱:۳) اور جونہی میرے لب ہلے اور دل کی گہرائیوں سے دُعا نکلی تو مَیں

نے ایک گنبد کی سی شیریں آواز سُنی "میں نے تجھ سے ابدی محبت رکھی ہے"۔ میں خاموشی سے پلنگ پر لیٹ گیا اور جب بیدار ہُوا تو میری رُوح تازہ تھی اور مجھے خدا کی ہر ایک بات پر پختہ ایمان تھا۔

۱۹۱۔ آزمانے والے نے میرا پیچھا نہیں چھوڑا، کیونکہ اُس نے اُس دن کم از کم ایک سو مرتبہ میرا قلبی اطمینان چھیننے کی کوشش کی۔ مجھے ابلیس سے بڑی کشمکش کرنا پڑی۔ مقابلہ بڑا سخت تھا۔ اپنے ایمان کو محفوظ رکھنا معمولی بات نہ تھی۔ عیسیٰ کی مثال بجلی کی طرح میری آنکھوں کے سامنے کوند جاتی تھی۔ ایک گھنٹہ میں تقریباً بیس مرتبہ نیم دروں نیم بروں کا عالم رہا۔ لیکن خدا کی رحمت میرے شامل حال تھی اور میں اُس کے کلام پر قائم رہا۔ اسی کلام کی بدولت کئی دنوں تک مجھے یہ اطمینان رہا کہ مجھے معافی مل جائے گی۔ مجھ پر یہ حقیقت کھلی کہ جب میں گناہ کر رہا تھا تو اُس سے پیشتر بھی وہ مجھے پیار کرتا ہے۔ اب بھی وہ مجھے پیار کرتا ہے اور ابد تک پیار کرتا رہے گا۔

۱۹۲۔ میں نے دیکھا کہ میرے گناہ بڑے ہی وحشیانہ اور غلیظ قسم کے جرائم ہیں، اور میں بڑی شرمساری سے یہ نتیجہ نکالتا ہُوں کہ میں نے خدا کے پاک بیٹے کو خوفناک حد تک بُرا بھلا کہا ہے اس لئے میں نے محسوس کیا کہ میری رُوح اب خداوند یسُوع کو پیار کرتی ہے۔ میرا جی بھر آیا، کیونکہ میں نے دیکھا کہ خداوند یسُوع مسیح ابھی تک میرا دوست ہے اور وہ مجھ سے بُرائی کے بدلے بھلائی کرتا ہے۔ میرے دل میں خداوند یسُوع مسیح کی محبت

کی آگ جلنے لگی - مَیں اپنے آپ سے انتقام لے کر خُداوند مسیح کو بُرا بھلا کہنے کا بدلہ چکانا چاہتا تھا - اَور مَیں نے سوچا کہ اگر میری ورید وں میں ہزاروں ملین خُون ہو تو مَیں اُس کے اشارے پر خُون کا ایک ایک قطرہ اُس کے قدموں میں بہا دُوں - کیونکہ وہی میرا خُداوند اَور مُنجّی ہے -

۱۹۳ - مَیں سوچ میں مگن تھا - اپنے مطالعہ کے دوران میں اکثر خیال کرتا کہ مَیں خُداوند کو کیسے پیار کروں اَور اپنی محبّت کو کس طرح ظاہر کرُوں - مجھے کلامِ مُقدّس کی یہ آیت یاد آئی ”اے خُداوند! اگر تُو بدکاری کو حساب میں لائے، تو اَے خُداوند کون قائم رہ سکے گا؟ پر مغفرت تیرے ہاتھ میں ہے تاکہ لوگ، تجھ سے ڈریں“ (زبُور - ۱۳۰ : ۳ - ۴) - اس آیت کا آخری حصّہ میرے لیئے بڑی ہی تسلّی کا باعث ہُوا - مَیں نے اچھی طرح سے سمجھ لیا کہ مغفرت خُداوند کے ہاتھ میں ہے اَور اُسی سے ڈرنا چاہیئے - یعنی اُس وقت مَیں نے اس سے یہ مطلب سمجھا کہ خُداوند سے پیار کرنا اَور اُس کی تعظیم کرنی چاہیئے - مجھ پر یہ بات ظاہر ہوئی کہ قادرِ مُطلق خُدا اپنی حقیر مخلُوق سے بڑی محبّت کرتا ہے، اس لیئے وُہ اس مخلوق سے محبّت کیئے بغیر نہیں رہ سکتا، اَور یہی وجہ ہے کہ وُہ اس کی خطاؤں کو معاف کرتا ہے -

۱۹۴ - خُدا کا یہ کلام میری رُوح کے لیئے مسرّت و شادمانی کا پیغام لایا - مجھے تازگی نصیب ہُوئی ”تاکہ تُو یاد کرے اَور پشیمان ہو اَور شرم کے مارے پھر کبھی مُنہ نہ کھولے - جبکہ مَیں سب کچھ جو تُو نے

گیا ہے معاف کر دُوں، خُداوند خُدا فرماتا ہے۔" (حزقی ایل ۱۶: ۶۳)
اُس وقت مَیں نے خیال کیا کہ میری رُوح کو ہمیشہ کے لئے اپنے سابقہ گُناہوں کے عذاب سے چھٹکارا مل گیا ہے۔
۱۹۵۔ چند ہفتوں کے بعد پھر مایُوسی کی گھٹائیں چھا گئیں۔ مَیں نے خیال کیا کہ مَیں نے اُس کی رحمت اَور محبّت سے لُطف تو حاصل کیا ہے، لیکن ہو سکتا ہے کہ یہ سب کچھ خُود فریبی ہو اَور آخرکار میرا انجام موت ہو کیونکہ مَیں نے سمجھا کہ زندگی بخشنے والے وعدہ کے کلام سے خواہ مجھے کتنا ہی اطمینان میسّر ہو لیکن اگر کتابِ مُقدّس سے اس کا کوئی جواز مِل سکے تو خواہ میرے دِل میں کسی قسم کے خیال آئیں مَیں اُن کی پروا نہیں کرُوں گا کیونکہ "کتاب مُقدّس کا باطل ہونا ممکن نہیں۔" (یُوحنّا ۱۰: ۳۵)
۱۹۶۔ میرے دِل میں خلش اَور خوف و ہراس تھا کہ کہیں آخرکار مجھے مایُوسی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ اس لئے مَیں نے بڑی سنجیدگی سے اپنے گزشتہ اطمینان کا جائزہ لینا شرُوع کیا ـــــ مَیں نے اپنے دل میں کہا اگر کسی آدمی نے مجھ جیسا ہی گُناہ کیا ہو تو کیا وُہ خُدا کی وفاداری پر بھروسہ کر سکتا ہے؟ تب میرے دِل میں یہ آیت آئی "کیونکہ جن لوگوں کے دِل ایک بار روشن ہو گئے اَور وُہ آسمانی بخشش کا مزہ چکھ چکے اَور رُوح القُدس میں شریک ہو گئے اَور خُدا کے عمدہ کلام اَور آئندہ جہان کی قوّتوں کا ذائقہ لے چکے، اگر وُہ برگشتہ ہو جائیں تو اُنہیں توبہ کے لئے پھر نیا بنانا ناممکن ہے، اس لئے کہ وُہ خُدا کے بیٹے کو اپنی طرف سے دوبارہ مصلُوب کر کے علانیہ

ذلیل کرتے ہیں"۔ (عبرانیوں ۶: ۴-۶)

"کیونکہ حق کی پہچان حاصل کرنے کے بعد اگر ہم جان بوجھ کر گناہ کریں تو گناہوں کی کوئی اور قربانی باقی نہیں رہی۔ ہاں عدالت کا ایک ہولناک انتظار اور غضب ناک آتش باقی ہے جو مخالفوں کو کھا لے گی"۔ (عبرانیوں ۱۰: ۲۶-۲۷)

"یا عیسو کی طرح بے دین ہو جس نے ایک وقت کے کھانے کے عوض اپنے پہلوٹھے ہونے کا حق بیچ ڈالا، کیونکہ تم جانتے ہو کہ اس کے بعد جب اس نے برکت کا وارث ہونا چاہا تو منظور نہ ہوا۔ چنانچہ اس کو نیت کی تبدیلی کا موقع نہ ملا، گو اس نے آنسو بہا بہا کر اس کی بڑی تلاش کی"۔ (عبرانیوں ۱۲: ۱۶-۱۷)

۱۹۷۔ انجیل مقدس کی آیات میرے دل سے نکل گئیں۔ بائبل مقدس میں میرے لئے نہ کوئی وعدہ تھا اور نہ ہی کوئی تسلی کی بات۔ اور اب کلام پاک کی اس آیت نے میری روح کو ایذا میں ڈالنا شروع کر دیا "اے اسرائیل دوسری قوموں کی طرح خوشی و شادمانی نہ کر کیونکہ تو نے اپنے خدا سے بیوفائی کی ہے۔ تو نے ہر ایک کھلیان میں اجرت تلاش کی ہے"۔ (ہوسیع ۹: ۱)

مجھے یہ معلوم ہوا کہ وہ لوگ جو خداوند یسوع مسیح سے لپٹے رہتے ہیں وہ شادمان ہیں اور میرا حال یہ ہے کہ میں نے گناہ کیا ہے اور اس سے دور ہو گیا ہوں اور زندگی بخش کلام میں میرے لئے نہ کوئی ٹیکن ہے اور نہ کوئی سہارا۔

۱۹۸۔ میں نے ایسا محسوس کیا جیسے میں اس گھر کی مانند خلیج میں

گر پڑا ہوں، جس کی بنیادیں تباہ ہو گئی ہیں۔ مَیں نے اپنے آپ کو اُس بچّے کی طرح سمجھا جو ایک مرتبہ بھنور میں گر پڑا، اور اگرچہ اُس نے بہتیرے ہاتھ پاؤں مارے لیکن چُونکہ اُسے کوئی چیز نہ مل سکی جسے وُہ پکڑ سکے، لہٰذا وہ پانی میں ڈوب مرا۔ اِس تازہ حملے کے بعد کلامِ مقدّس کی یہ آیت میرے سامنے آئی "یہ رویا زمانہ دراز کے لئے ہے"۔ (دانی ایل ۱۰: ۱۴) مَیں نے کہا کہ میری حالت مخدوش ہے اور بچنے کی کوئی اُمید نہیں ہے۔ اِسی حالت میں اڑھائی سال گذر گئے۔ مندرجہ بالا آیت اگرچہ میری ہمّت توڑ رہی تھی تاہم مجُھے ایسا نظر آرہا تھا کہ میری یہ حالت ہمیشہ تک نہ رہے گی، اس لئے کبھی کبھی اس آیت سے مجُھے بڑا ہی سہارا ہوتا تھا۔

۱۹۹۔ مَیں نے کہا کہ "زمانہ دراز" کے معنیٰ "ہمیشہ تک" نہیں ہیں۔ اِس زمانۂ دراز کی انتہا ضرور ہے اور مَیں نے دیکھا کہ مَیں بہُت دنوں تک عذاب میں مبُتلا رہُوں گا اور مجُھے اس بات سے خُوشی تھی کہ یہی "زمانۂ دراز" ہے۔ اور جب مَیں زمانۂ دراز سے مُراد "کچھ عرصہ" لیتا تھا تو مجُھے قدرے سہارا ہوتا تھا، کیونکہ شروع شروع میں تو "زمانۂ دراز" سے مجُھے بڑی کوفت ہوتی تھی، لیکن یہ چیز "کچھ عرصہ" کے لئے ہی تھی، کیونکہ مَیں ہمیشہ اسی کے متعلق ہی نہیں سوچا کرتا تھا اور نہ ہی اِس طرح سے سوچنے سے مجُھے کوئی فائدہ ہوتا تھا۔

۲۰۰۔ کتابِ مُقدّس کی مُندرجہ بالا آیت میری نظروں کے سامنے

رہتی تھی۔ میرا گناہ ہمیشہ میری آنکھوں کے سامنے تھا۔ مُقدّس لُوقا رسُول کی انجیل کے اٹھارویں باب نے مجھے دُعا مانگنے کی ہمّت دلائی۔ لیکن آزمانے والے ابلیس نے مجھے مخمصے میں ڈال دیا کہ میرا گُناہ اِس قسم کا ہے کہ نہ ہی خُدا کا فضل اور نہ ہی خُداوند یسُوع مسیح کا خُون میرے کام آ سکتا ہے، اِس لیئے دُعا مانگنے سے کیا فائدہ۔ تاہم مَیں نے دُعا مانگنے کی ٹھان لی پس مَیں دوزانو ہُوا اور خُدا سے دُعا کرنے لگا۔ "خُداوند! ابلیس مجھے کہتا ہے کہ نہ ہی تیرا فضل اور نہ ہی یسُوع مسیح کا خُون میری رُوح کو بچانے کے لیئے کافی ہے۔ خُداوند کیا مَیں تیری تعظیم اِس طرح ایمان رکھ کر کر سکتا ہُوں کہ تیرا فضل مجھے بچائے گا یا بچا سکتا ہے؟ یا مَیں ابلیس کی تعظیم یہ ایمان رکھ کر کرُوں کہ نہ ہی وہ مجھے بچائے گا اور نہ ہی بچا سکتا ہے۔ اَے خُداوند مَیں یہ ایمان رکھ کر تیری تعظیم کرُوں گا۔

۲۰۱۔ مَیں خُدا کے حضُور دُعا میں سر جھُکائے تھا کہ کلامِ پاک کی یہ آیت میرے دِل میں آئی "اَے عورت تیرا ایمان بہُت بڑا ہے"۔ (متّی ۱۵: ۲۸) ایسا معلُوم ہوتا تھا کہ کسی نے میری پیٹھ پر تھپکی دی ہے۔ لیکن مَیں یہ بات ماننے کے لیئے تیّار نہیں تھا کہ یہ دُعا ایمان کی ہے۔ کوئی چھ ماہ کے بعد مَیں نے یقین کیا کہ واقعی ایمان کی دُعا ایسے ہی ہوتی ہے۔ مجھے کبھی یہ خیال نہیں آیا تھا کہ مجھ میں ایمان ہے یا کوئی ایسا لفظ ہے جس کے ذریعہ سے مَیں اپنے ایمان کا اظہار کر سکتا ہُوں۔ مَیں ابھی تک مایُوسی میں پھنسا ہُوا تھا۔ نالہ و شیون میرا کام تھا اور مَیں رو رو کر کہتا تھا کہ کیا مَیں فضل

سے محرُوم ہو چُکا ہُوں ؟ کیا مَیں ہمیشہ کے لیئے فضل سے محرُوم ہو گیا ہُوں ؟ اَور آہ و زاری میں مجُھے اِس قسم کے سوالات کا سامنا کرنا پڑتا تھا کہ کیا مَیں فضل سے محرُوم ہُوں یا نہیں ؟ لیکن مجُھے لقین سا ہو گیا تھا کہ مَیں محرُوم ہو چُکا ہُوا ہُوں۔

۲۰۲ - میری سب سے بڑی آرزو یہ تھی کہ میرے دِل سے شک دُور ہو جائے اَور چُونکہ مَیں صدقِ دِل سے یہ جاننے کا آرزومند تھا کہ کیا حقیقت میں میرے لئے کوئی اُمید ہے ؟ کلامِ پاک کی یہ آیات مجُھے یاد آئیں "کیا خُداوند ہمیشہ کے لئے چھوڑ دے گا ؟ کیا وُہ پھر کبھی مہربان نہ ہو گا ؟ کیا اُس کی شفقت ہمیشہ کے لیے جاتی رہی ؟ کیا اُس کا وعدہ اَبد تک باطل ہو گیا ؟ کیا خُدا کرم کرنا بھُول گیا ؟ کیا اُس نے قہر سے اپنی رحمت روک لی ؟ (زبُور ۷۷ : ۷ - ۹) یہ آیات میرے دِل میں ہیجان برپا کر رہی تھیں اَور مجُھے یہی جواب ملتا تھا کہ سوال تو یہی ہے کہ آیا خُدا کرم کرنا بھُول گیا ہے یا نہیں ؟ ہو سکتا ہے کہ اُس نے قہر سے اپنی رحمت نہیں روکی ۔ اَور چُونکہ وُہ تمام آیات استفہامیہ نہیں ہیں اس لئے مجُھے خیال آیا کہ خُدا کرم کرنا نہیں بھُولا ۔ اُس نے مجُھے نہیں چھوڑ دیا ، بلکہ وُہ مہربان ہو گا ۔ اُس کا وعدہ باطل نہیں ہوتا ۔ میرے دِل میں ایک اَور بات بھی تھی جسے مَیں اس وقت بھُول گیا ہُوں ۔ اِس بات کو اِن آیات کے ساتھ ملانے سے بڑا اطمینان حاصل ہوتا تھا اَور مَیں نتیجہ اخذ کرتا تھا کہ اُس کی شفقت ہمیشہ کے لئے جاتی نہیں رہی ۔

۲۰۳۔ ایک اَور مرتبہ میرے دِل میں اِسی قسم کا سوال آیا کہ کیا خُداوند یسُوع مسیح کا خُون میری رُوح کو بچانے کے لئے کافی ہے؟ صبح سے لے کر رات کے آٹھ بجے تک مَیں اِسی شک میں مُبتلا رہا اَور جب مَیں خوف سے بالکل گھبرا گیا تھا کہ کہیں یہ سوال مُجھے دبا نہ لے تو میرے دِل میں یہ الفاظ گونجنے لگے کہ وُہ اِس قابل ہے۔ میرا خیال ہے کہ قابل کا لفظ بڑی اُونچی آواز سے کہا گیا تھا۔ یہی اہم لفظ تھا جو جلّی حروف سے لکھا ہُوا تھا اَور اُس نے میرے خوف اَور شک کو دُور کر دیا۔ یہ خیال میرے دِل میں ایک دِن تک رہا۔ اِس قسم کا خیال میری ساری زندگی میں نہ اس سے پیشتر کبھی میرے دِل میں آیا نہ اِس کے بعد۔ (عبرانیوں ۷: ۲۵)

۲۰۴۔ ایک صبح مَیں دُعا میں مشغُول تھا اَور میرے دِل پر وحشت طاری تھی کہ کتابِ مُقدّس میں کوئی آیت ایسی نہیں ہے جو اِس صُورت میں میری مدد کر سکتی ہے۔ اس وقت یہ آیت میری آنکھوں کے سامنے آئی "میرا فضل کافی ہے"۔ اس سے مُجھے بڑا سہارا ہُوا کہ میرے بچنے کی اُمید ہے اور خُدا مہربان ہے اَور اُس کی شفقت ابدی ہے۔ وُہ اپنے کلام کے ذریعہ لوگوں کو تسلی دیتا ہے۔ پندرہ دن ہُوئے، جب مَیں کلامِ مُقدّس کا یہی حوالہ تلاوت کر رہا تھا کہ میری رُوح کو اس سے کوئی تسلّی نہ ہُوئی۔ اِس لئے مَیں نے غُصّے سے کتاب کو پرے پھینک دیا۔ اس وقت تو مُجھے معلُوم ہوتا تھا کہ اس آیت میں اتنی وُسعت نہیں

ہے۔ لیکن اب تو اُس کے پُر فضل بازو اتنے کشادہ تھے کہ نہ ہی صرف مَیں اِن کے سایہ میں پناہ لے سکتا تھا بلکہ ہزارہا دُوسرے لوگ بھی اُس کے پَروں تلے سما سکتے تھے۔

۲۰۵۔ اگرچہ میرے دِل میں کشمکش تو رہی، لیکن سات آٹھ ہفتوں تک اس آیت سے مجھے بڑا سہارا رہا۔ بعض اوقات دن میں بیس مرتبہ میرا دل ڈوب جاتا لیکن پھر طبیعت سنبھل جاتی۔ اطمینان اَور بے اطمینانی کا سلسلہ جاری رہا۔ اِن سات آٹھ ہفتوں میں میرا روزانہ یہی معمُول رہا۔ گُناہ کا خوف میرے دِل میں تھا۔ اُس کے فضل کا کافی ہونا اَور عیسؔو کا اپنے پیدائشی حق کو کھو دینا میرے دِل میں ترازو کی طرح تھے۔ کبھی ایک پلڑا بھاری ہوتا اَور کبھی دُوسرا۔ یعنی خُدا کے فضل کے خیال سے اطمینان اَور عیسؔو کے خیال سے دُکھ ہوتا تھا۔

۲۰۶۔ مَیں خُدا سے دُعا کرتا رہا کہ وُہ اِس آیت کے معانی مُجھ پر کھول دے۔ مَیں چاہتا تھا کہ ساری آیت کا اطلاق مُجھ پر ہو سکے، لیکن اِس سے پیشتر مَیں نے ساری آیت کا اپنے آپ پر اطلاق نہیں کیا تھا۔ اِس آیت سے مَیں سمجھ گیا تھا کہ اُس کا فضل مُجھ پر بھی ہو سکتا ہے اَور یہی میرے پہلے سوال کا جواب تھا۔ لیکن یہ آیت اِس سے آگے نہیں بڑھتی تھی کہ "میرا فضل تیرے لئے کافی ہے" یعنی "تیرے لئے" کا ٹکڑا تشریح طلب تھا۔ اس لئے میرے دِل میں اطمینان نہ تھا۔ مَیں دُعا میں لگا رہا۔ ایک دِن مَیں خُدا کے بندوں کی ایک مجلس میں حاضر تھا۔ مَیں

غمگین اُور خوفزدہ تھا۔ دِل پر خوف وہراس طاری تھا۔ مَیں سوچ رہا تھا کہ میری حالت مخدُوش ہے۔ اچانک خُدا کے کلام کی یہ آیت میری آنکھوں کے سامنے پھر گئی "میرا فضل تیرے لئے کافی ہے۔ میرا فضل تیرے لئے کافی ہے۔ میرا فضل تیرے لئے کافی ہے"۔ تین مرتبہ یہ آیت میرے سامنے آئی اُور مَیں نے خیال کیا کہ اس آیت کے ہر ایک لفظ میں بڑی ہی قوّت تھی۔ لیکن "میرا" "فضل" "تیرے لئے" "کافی ہے"۔ بڑے ہی پُرمعنی الفاظ ہیں۔

۲۰۷۔ اُس وقت مجھ پہ حقیقت کھُل چکی تھی، اُور مَیں نے محسُوس کیا کہ خُداوند یسُوع مسیح آسمان پر سے مجھے دیکھ رہا ہے اُور مجھے اِن الفاظ کے ذریعے سے مخاطب کر رہا ہے۔ مَیں زار زار روتا ہُوا اپنے گھر چلا گیا۔ مَیں دِل شکستہ تو تھا، لیکن بڑا ہی خُوش تھا۔ مَیں نے اپنے آپ کو ایک ذرّۂ حقیر سمجھا۔ اگرچہ مجھ پہ یہ کیفیت کئی ہفتوں تک رہی لیکن اطمینان اُور خُدا کی حضُوری کی یہ کیفیّت دیر تک نہ رہی۔ میرے دِل میں اُمید کے چراغ روشن ہُوئے اُور جُونہی یہ دَور ختم ہُوا، عیسوؔ اُور اُس کے کردار کی تمام کہانی نگاہوں کے سامنے پھر گئی۔ میری رُوح پھر پلڑے میں تلنے لگی۔ کبھی رُوح کا پلڑا اُوپر ہو جاتا اُور کبھی نیچے۔ کبھی اطمینان نصیب ہوتا اُور کبھی خوف چھا جاتا۔

۲۰۸۔ کئی ہفتوں تک کچھ ایسا حال رہا کہ کبھی تو مجھے تسلّی ہوتی اُور کبھی مَیں عذاب میں مُبتلا ہو جاتا۔ عذاب کی کچھ نہ پُوچھئے کیونکہ عبرانیوں کے خط کی آیات میرے سامنے آ جاتیں اُور مَیں سمجھتا

کہ میں آسمانی میراث سے محروم رہوں گا اور جب کبھی توبہ کا خیال میرے دِل میں گزرتا تو یہ آیت میرے سامنے آجاتی اور میں سوچنے لگتا کہ انجیل مُقدّس میں وُہ کونسی آیات ہیں جو میرے خلاف ہیں؟ انجیل مُقدّس میں تین چار مقامات ایسے ہیں جو صریحاً میرے خلاف ہیں۔ سوال پیدا ہُوا کہ کیا خُدا ان آیات سے چشم پوشی کر کے مجھے بچا سکتا ہے؟ کبھی کبھی مَیں خیال کرتا کہ کیا انہیں آیات کی وجہ سے مَیں قلبی اطمینان سے محروم تو نہیں ہُوں؟ بعض اوقات میری حالت ناقابلِ برداشت ہو جاتی اور مَیں کہتا کہ "اے کاش یہ آیات کتابِ مُقدّس میں نہ ہوتیں"۔

۲۰۹۔ مَیں نے سوچا کہ کیا پطرس، پولُوس اور یُوحنّا مجھے نفرت سے دیکھتے ہیں اور میری تضحیک کرتے ہیں۔ یہ رسول مُصنفین مجھے یہ کہتے تھے کہ ہماری لکھی ہُوئی باتیں سچی ہیں۔ ہم نے تمہیں خارج نہیں کیا بلکہ تُم نے اپنے آپ کو خُود خارج کیا ہے۔ ہماری لکھی ہُوئی کسی آیت کو اِس آیت کے سوا اپنے دِل پر غلبہ نہ ڈالنے دو۔ "کیونکہ حق کی پہچان حاصل کرنے کے بعد اگر ہم جان بُوجھ کر گُناہ کریں تو گُناہوں کی کوئی قُربانی باقی نہیں رہتی" (عبرانیوں ۱۰ : ۲۶) اور یہ آیت "کیونکہ راستبازی کی راہ کا نہ جاننا اِن کے لئے اس سے بہتر ہوتا کہ اُسے جان کر اُس پاک حُکم سے پھر جاتے جو اُنہیں سونپا گیا تھا"۔ (۲۔ پطرس ۲ : ۲۱)

۲۱۰۔ مَیں نے دیکھا کہ رسُول پناہ کے شہر کے بزرگ ہیں اور یہی میرا انصاف کریں گے۔ خُون کا انتقام لینے والا میرا پیچھا کر

رہا ہے۔ میرے دِل میں ہزاروں خدشات اور وسوسے ہیں اور مجھے شبہ تھا کہ وہ مجھے ہمیشہ کے لئے شہر میں داخل ہونے سے روک دینگے۔

۲۱۱۔ میں حیران و ششدر رہتا تھا۔ سوچ بچار کی قوتیں سلب ہو چکی تھیں۔ کسی پہلو چین نہیں آتا تھا۔ میں اپنے اِس سوال کا جواب لینا چاہتا تھا کہ کیا خُدا کا کلام میری نجات کی تعلیم کے بارے میں مُتفق ہے؟ خُدا کا کلام جو رسُولوں کی معرفت ہم تک پہنچا ہے، اِس پر غور کر کے میں بڑا ہی مُضطرب ہُوا، کیونکہ میں جانتا تھا کہ رسُولوں کی لکھی ہُوئی باتیں سچی ہیں اور اَبد تک رہیں گی۔

۲۱۲۔ مجھے اچھی طرح سے یاد ہے کہ ایک دِن میری رُوح بڑی بیقرار تھی، اور سوچ رہا تھا کہ میری حالت کلامِ مُقدّس میں لکھی ہُوئی باتوں سے ملتی جلتی ہے۔ میں نے کہا کہ اگر یہ خُدا کا فضل ہے تو پھر اضطراب کی ضرُورت نہیں ہے اور اگر عیسوؔ کی سی کیفیّت ہے تو مجھ پر عذابِ الٰہی ہے۔ میں نے کہا کہ اَے خُداوند اگر میرے دِل میں کلامِ مُقدّس کی یہ دونوں ہی باتیں ہوں تو مجھے معلوم نہیں کہ میں کس کو اپناؤں۔ اِس لئے میرے دِل میں آرزُو تھی کہ کلامِ پاک کی یہ دونوں آیات اکٹھی ہی میرے دِل میں وارد ہوں اور میری یہی دُعا تھی کہ خُدا کرے کہ یہ دونوں آیات جلدی ہی میرے دِل میں آ جائیں۔۔۔

۲۱۳۔ دو تین دِن کے بعد یہ دونوں خیال اکٹھے ہی میرے دِل میں آئے۔ یہ سب کُچھ ناگہانی ہُوا اور تھوڑی دیر تک میرے دِل میں عجیب طرح کی کشمکش ہُوئی۔ عیسوؔ کے پہلوٹھا ہونے کے حق والی

بات کمزور نظر آنے لگی اور اُس نے راہِ فرار اختیار کی اور بالکل غائب ہوگئی، اور یہ بات کہ اُس کا فضل کافی ہے، غالب ہوئی۔ میرے دل میں اطمینان اور خوشی تھی۔ میں اِس بات کے متعلق سوچ رہا تھا کہ کلامِ مُقدّس کی اِس آیت نے مجھے سرور بخشا "رحم انصاف پر غالب آتا ہے"۔ (یعقوب ۲: ۱۳)

۲۱۴۔ میں اِس پیغام سے بڑا حیران ہوا، لیکن میں یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ یہ آیت خُدا کی طرف سے میرے دل میں آئی "کیونکہ زندگی اور فضل کے کلام کو شریعت اور غضب کے کلام کی جگہ لینی چاہیئے۔ کیونکہ جب مجرم ٹھہرانے والا عہد جلال والا تھا تو راستبازی کا عہد تو ضرور ہی جلال والا ہوگا، بلکہ اِس صورت میں وہ جلال والا اِس بے انتہا جلال کے سبب سے بے جلال ٹھہرا، کیونکہ جب مٹنے والی چیز جلال والی تھی تو باقی رہنے والی چیز تو ضرور ہی جلال والی ہوگی" (۲۔کرنتھیوں ۳: ۹-۱۱ مرقس ۹: ۵-۷) کیونکہ ایلیاہ اور موسیٰ کو چلا جانا چاہیئے تاکہ وہ اپنے رسُولوں کے ساتھ اکیلا رہ جائے۔

۲۱۵۔ مندرجہ ذیل خُداوند کے زندگی بخش کلام سے میری رُوح تر و تازہ ہوتی۔ "جو کوئی میرے پاس آئے گا اُسے میں ہرگز نہ نکال دُوں گا"۔ (یُوحنا ۶: ۳۷) لفظ "ہرگز" سے مجھے بے حد اطمینان ہوتا تھا کیونکہ خُداوند یسُوع مسیح کے بغیر کوئی دُوسرا آدمی اِس قسم کے الفاظ نہیں کہہ سکتا لیکن ابلیس خُداوند مسیح کا یہ وعدہ میرے دل سے نکالنے کی کوشش کرنے لگا۔ اُس نے کہا کہ خُداوند مسیح نے یہ الفاظ تمہارے لیئے نہیں کہے بلکہ اُن گنہگاروں کے لئے کہے ہیں جو تم سے کم گنہگار ہیں۔ اُن کا گناہ مجھ

جیسا نہیں ہے، لیکن ابلیس سے میں یوں کہتا تھا کہ "جو کوئی میرے پاس آئے گا اُسے میں ہرگز نکال نہ دوں گا۔" جو کوئی آئے" وہ اُس کا ہے۔ سوال تو اُس کے پاس آنے کا ہے اور مجھے یاد ہے کہ ابلیس نے کلامِ مقدس کی یہ آیت میرے دِل سے نکالنے کے لئے بڑی چالیں چلیں۔ اُس نے مجھ سے سوال کیا کہ کیا تم سیدھے راستے سے اُس کے پاس آتے ہو؟ اور مجھے معلوم ہے کہ وہ اچھی طرح سے جانتا تھا کہ میں جانتا ہوں کہ سیدھے راستے سے آنا کیا ہوتا ہے؟ کیونکہ مجھے معلوم تھا کہ سیدھے راستے سے آنا یہی ہے، جس طرح سے میں گنہگار اور ناراست انسان اُس کے پاس آیا ہوں۔ میں اپنے آپ کو اُس کے قدموں میں ڈال چکا تھا، کیونکہ وہ مہربان ہے۔ میں گناہ کی وجہ سے اپنے آپ کو مجرم ٹھہراتا تھا۔ اگر ساری زندگی میں میں نے اور ابلیس نے کلامِ پاک کے بارے میں کبھی اتنی بحث و تمحیص کی ہے تو وہ یہی آیت ہے۔ میرا مدِ مقابل ابلیس تھا۔ یوحنا رسُول کی اس آیت پر بڑی رسہ کشی ہوئی۔ میں اس آیت کے معانی کو اپنی طرف کھینچتا اور ابلیس اپنی طرف۔ لیکن خدا کا شکر ہے کہ میں کامران تھا۔ مجھے اس آیت سے قلبی اطمینان نصیب ہوا۔

۲۱۶۔ لیکن فضل کے بابرکت کلام کے باوجود بھی عیسو کے اپنے پہلوٹھا ہونے کے حق کو بیچ دینے کی بات نے میری رُوح کو بے چینی میں مُبتلا کر رکھا تھا، اگرچہ مجھے چین میسّر تھا، لیکن جب عیسو کی بات مجھے یاد آتی تو میرے دِل پر خوف چھا جاتا تھا۔ اس سے مجھے چھٹکارا نہیں ملتا تھا۔ عیسو والی بات ہمیشہ میرے دل میں رہتی تھی۔

اس لئے مَیں نے ایک اَور راہ سوچی۔ یعنی اُس کے کافرانہ خیال کی ماہیت پر غور کرنے لگا۔ مَیں نے خیال کیا کہ اس آیت کا وسیع مفہوم لُوں، اَور پھر ہر ایک لفظ پر علیٰحدہ علیٰحدہ غور کروں۔ پس جب مَیں اچھی طرح سے غور و فکر کر چکا تو مَیں اس نتیجے پر پہنچا کہ اِن کا وسیع پیمانہ پر یہ مطلب ہے کہ مَیں نے اپنے آپ کو خُداوند یسُوع مسیح پر چھوڑ دیا ہے، اگر وُہ چاہے تو میرا مُنجی ہو اگر نہ چاہے تو نہ ہو۔ کیونکہ بُرے الفاظ یہی تھے کہ اگر وُہ جاتا ہے تو جانے دو۔ پھر خُدا کے پاک کلام سے میری ڈھارس بندھی "مَیں تجھ سے ہرگز دستبردار نہ ہُوں گا اَور کبھی تجھے نہ چھوڑوں گا"۔ (عبرانیوں ۱۳: ۵)

لیکن مَیں نے کہا کہ اَے خُداوند! مَیں نے تجھے چھوڑ دیا ہے۔ لیکن پھر یہی جواب ملا "مَیں تجھ سے ہرگز دستبردار نہ ہُوں گا اَور کبھی تجھے نہ چھوڑوں گا"۔ اس کلام کے لئے مَیں خُدا کا شُکر کرتا ہُوں۔

۲۱۷۔ لیکن مُجھے بے حد ڈر تھا کہ وُہ مُجھے چھوڑ دے گا۔ اس لئے میرا اس پر توکّل کرنا فضُول تھا، کیونکہ مَیں نے اُس کی توہین کی تھی۔ اگر میرے دِل میں اس قسم کا خیال نہ آتا تو مَیں بے حد خُوش ہوتا کیونکہ اس صُورت میں مَیں بڑی آسانی اَور آزادی سے اُس کے فضل پر توکّل کرتا۔ مَیں نے خیال کیا کہ جس طرح یُوسف کے بھائی اپنی خطا پر رونے تھے، اِسی طرح میری حالت تھی کیونکہ وُہ ڈرتے تھے کہ یُوسف شاید ہم سے دُشمنی کرے اَور ساری بدی کا جو ہم نے اُس سے کی ہے، پُورا بدلہ لے۔ (پیدائش ۵۰: ۱۵-۱۷)

۲۱۸۔ لیکن یشُوع کی کتاب کے بیسیویں[20] باب میں مجھے بڑے تسلّی بخش الفاظ ملے۔ اس باب میں قاتل کا ذِکر ہے جو بھاگ کر پناہ کے شہر میں چلا جائے۔ اگر خُون کا انتقام لینے والا قاتل کا پیچھا کرے تو بقول حضرت مُوسےٰ پناہ کے شہر کے بُزرگ قاتل کو اُس کے حوالہ نہ کریں۔ کیونکہ اُس نے نادانستہ اپنے ہمسایہ کو قتل کیا اور اس سے پیشتر اُس کے ساتھ اُس کی کوئی دُشمنی نہ تھی۔ اِس کلام کے لیئے خُدا کا شکر ہو۔ میں قائل ہو چکا تھا کہ میں قاتل ہوں اور خُون کا انتقام لینے والا میرا پیچھا کر رہا ہے۔ مجھ پر خوف طاری ہو جاتا تھا۔ یہ دریافت کرنا باقی ہے کہ پناہ کے شہر میں داخل ہونا میرا حق ہے؟ مجھے معلُوم ہُوا کہ وہ جو دیدہ دانستہ گھات میں بیٹھ کر قتل کرے، پناہ کے شہر میں داخل نہیں ہو سکتا۔ جان بُوجھ کر قتل کرنے والا داخل نہیں ہو سکتا بلکہ نادانستہ قتل کرنے والا جس نے کسی نفرت یا حسد یا کینہ سے یہ فعل نہیں کیا وُہی پناہ کے شہر میں داخل ہو سکتا ہے۔

۲۱۹:۔ مَیں نے خیال کیا کہ مَیں سچ مچ پناہ کے شہر میں داخل ہو سکتا ہُوں، کیونکہ مَیں نے نادانستہ اپنے ہمسایہ کو قتل کیا ہے اور اس سے پیشتر میری اُس کی کوئی دُشمنی نہ تھی۔ مَیں دُعا کرتا رہا۔ مَیں نے خطا سے گریز کیا۔ اِس آزمائش کے خلاف مَیں ایک سال تک نبرد آزما رہا۔ لیکن یہ آزمائش کبھی کبھی میرے دِل میں آتی تھی، اس لیئے مَیں نے خیال کیا کہ شہر میں داخل ہونے کا مجھے حق حاصل ہے۔ رسُول جو شہر کے بزرگ ہیں، وُہ مجھے کسی کے

حوالے نہیں کریں گے۔ اِس سے مجھے بڑی تسلّی ہوتی تھی اور آس بندھ جاتی تھی۔

۲۲۰۔ میرا نکتہ طراز ہے اور میں تیز طبیعت ہُوں۔ اس لئے مجھے سمجھ نہیں آتی تھی کہ کونسی بات قابلِ یقین ہے۔ میرے سامنے ایک سوال تھا، جسے میری رُوح حل کرنا چاہتی تھی کہ اگر کوئی آدمی ناقابلِ مُعافی گُناہ کرے تو کیا خُداوند یسُوع مسیح کے وسیلے سے تھوڑا سا رُوحانی اطمینان حاصل کرنا ممکن ہے؟ سوچ بچار کے بعد مجھے معلُوم ہُوا کہ ایسا نہیں ہو سکتا اور اس کی وجُوہات یہ ہیں۔

۲۲۱۔ اوّل۔ کیونکہ جن لوگوں نے یہ گُناہ کیا ہے اُن کا خُداوند یسُوع مسیح کے خُون میں کوئی حِصّہ یا بخرہ نہیں ہے اور چُونکہ وُہ اس سے محرُوم ہیں، اُنہیں کوئی رُوحانی اطمینان نہیں مِل سکتا، کیونکہ اس قسم کے لوگوں کے لئے "گناہوں کی کوئی قُربانی باقی نہیں رہی"۔ (عبرانیوں ۱۰: ۲۶)

دوم۔ زندگی کے وعدے سے وُہ محرُوم ہیں اور اُنہیں مُعاف نہیں کیا جائے گا۔ "نہ اس عالم میں نہ آنے والے میں"۔ (متّی ۱۲: ۳۲)

سوم۔ خُدا کا بیٹا اُن کی شفاعت نہیں کرے گا کیونکہ وُہ اپنے باپ اور اُس کے فرشتوں کے سامنے ایسے آدمیوں سے شرمائے گا (مرقس ۸: ۳۸)

۲۲۲۔ بڑی سوچ بچار کے بعد مَیں نے یہ نتیجہ نکالا کہ خُدا نے

اس گناہ کے باوجود مجھے اطمینان بخشا ہے۔ اب تو مجھ میں یہ جرأت پیدا ہوگئی اور کلام مقدس کے وہ خوفناک حوالے بھی پڑھنے لگا جنہیں تلاوت کرنے سے مجھ پر دہشت طاری ہو جاتی تھی اور میں نے سینکڑوں مرتبہ آرزو کی کہ وہ حوالے بائبل مقدس میں نہ ہوں تو اچھا ہے، کیونکہ میں سمجھتا تھا کہ وہ مجھے تباہ کردیں گے۔ لیکن اب اُن کی تلاوت سے اور اُن کے متعلق سوچ بچار کرنے سے میں اُن کی وسعت سے آشنا ہوا۔ مجھے یہ اندازہ ہوا کہ کلام مقدس میں زندگی بخش باتیں ہیں۔

۲۲۳۔ اب تو کلام مقدس کے تمام معانی ہی تبدیل ہو گئے کیونکہ مجھے اُن سے قطعاً خوف نہیں تھا (۱) میں نے عبرانیوں کے چھٹے باب کا مطالعہ کیا۔ میرا خیال تھا کہ برگشتہ ہونا خدا سے بالکل دور ہو جانا ہے یعنی اس کا یہ مطلب ہے اس کلام سے انکار کرنا کہ خداوند یسوع مسیح گناہوں کو معاف کرسکتا ہے، کیونکہ عبرانیوں کے خط میں سوال نے اسی طرح سے اپنے دلائل کی ابتدا کی ہے (عبرانیوں ۶: ۳۶) (۲) میں نے یہ خیال کیا کہ برگشتہ ہو جانے سے مراد ہے "علانیہ مسیح کو ذلیل کرنا"۔ (۳) جو لوگ اس زمرے میں شامل ہیں، وہ ابد تک خدا سے دور ہو گئے ہیں۔ وہ اندھے، سنگ دل اور بے شرم ہیں۔ وہ توبہ کی طرف کبھی راغب نہیں ہو سکتے۔ خدا کی تمجید ہو کہ ان حقائق سے مجھے معلوم ہوا کہ مذکورہ حوالہ میں جن گناہوں کا ذکر ہے، میرے گناہ اس سے خارج ہیں۔

پہلی بات کا میں نے اعتراف کیا کہ اگرچہ میں نے خداوند یسوع مسیح

کو چھوڑ دیا ہے تاہم میں برگشتہ نہیں ہوں، نیز ہمیشہ کی زندگی کے لئے خداوند یسوع مسیح پر میرا ایمان ہے۔ دوسری بات میں نے اپنے گناہوں کی وجہ سے خداوند مسیح کو ذلیل تو کیا ہے لیکن علانیہ اُسے ذلیل نہیں کیا۔ میں نے آدمیوں کے سامنے اُس کا انکار نہیں کیا اور نہ ہی دُنیا کے سامنے اُس پر یہ الزام لگایا ہے کہ اُس سے کچھ فائدہ نہیں ہے۔ تیسری بات خُدا نے مجھے اپنے سے دُور نہیں کیا ہے اور نہ ہی مجھے اپنے پاس بُلانے سے انکار کیا ہے۔ توبہ اور شکستہ دل کے ساتھ اُس کے حضور آنا، مجھے بڑا ہی مشکل معلوم ہُوا۔ اس بے پایاں فضل کیلئے خُدا کی حمد ہو۔

۲۲۴۔ میں نے عبرانیوں کے دسویں باب پر غور کیا اور مجھے معلوم ہُوا کہ جن دانستہ گناہوں کا یہاں ذکر ہے اس میں ہر دانستہ گناہ شامل نہیں ہے لیکن وُہی گناہ اس زُمرے میں شامل ہیں، جن سے خُداوند مسیح اور اُس کے احکام کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔ یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ وُہ گناہ دو تین گواہوں کے سامنے کیا جائے تاکہ شریعت کی خلاف ورزی نہ ہو۔ (عبرانیوں ۱۰: ۲۸) جب تک فضل کے رُوح سے نفرت نہ ہو، یہ گناہ سرزد ہو ہی نہیں سکتا۔ لیکن خُدا جانتا ہے کہ اگرچہ میرا یہ گناہ کتنا ہی بڑا تھا، لیکن وُہ ایسا نہ تھا، جیسے ناقابلِ معافی کہا جا سکتا ہے۔

۲۲۵۔ عبرانیوں کے بارھویں باب میں عیسو کے متعلق ذکر ہے کہ اُس نے اپنا پہلوٹھا ہونے کا حق بیچ دیا۔ یہ آیت میرے لئے سوہانِ رُوح تھی۔ میں عیسو پر سوچ بچار کرنے لگا۔ عیسو نے یہ فعل جلد بازی میں نہیں کیا تھا۔ اُس نے سارے معاملے کو اچھی طرح سے سوچا اور

اس کے بعد اُس نے یعقوب کے ہاتھ اپنا حق بیچ دیا (پیدائش باب ۲۵)۔
اِس کا یہ فعل سب کے سامنے ہُوا، اگرچہ اُس وقت صرف اُس کا
بھائی ہی اُس کے پاس موجود تھا۔ اِس فعل نے اُس کے گناہ کو بڑا
ہی نفرت انگیز بنا دیا۔ عیسو نے اپنے پہلوٹھے ہونے کے حق کو ناچیز
جانا۔ (پیدائش ۲۵ : ۳۴) اِس کے بیس سال بعد بھی وُہ اپنے اِس
حق کو ناچیز جانتا رہا۔ تب عیسو نے کہا "میرے پاس بہت ہے۔
سو اَے میرے بھائی جو تیرا ہے وُہ تیرا ہی رہے"۔ (پیدائش ۳۳: ۹)
۲۲۶: عیسو پشیمان ہُوا، لیکن وُہ اس وجہ سے پشیمان نہ تھا کہ اُس
کا پہلوٹھا ہونے کا حق جاتا رہا تھا بلکہ اس وجہ سے پشیمان تھا کہ
اُسے برکت نہ ملی تھی۔ عبرانیوں کے خط سے یہ بات صاف ظاہر ہے
اور عیسو خود بھی کہتا ہے "اُس نے میرے پہلوٹھے کا حق تو لے ہی لیا تھا
اور دیکھا اب وُہ میری برکت بھی لے گیا"۔ (پیدائش ۲۷: ۳۶) اب
مَیں نے عبرانیوں کے خط میں یہ دیکھنا شروع کیا کہ نئے عہدنامہ میں عیسو
کے گناہ کا کس طرح سے ذکر کیا گیا ہے اور مجھے یہ سمجھ آئی کہ پہلوٹھے
کے حق سے مُراد پشتیں یا نسلیں ہیں اور برکت سے مُراد اَبدی میراث
ہے۔ رسُول بھی اسی طرف اشارہ کرتا ہے "اور نہ کوئی حرام کار
یا عیسو کی طرح بے دین ہو، جس نے ایک وقت کے کھانے کے عوض
اپنے پہلوٹھے ہونے کا حق بیچ ڈالا"۔ رسُول کے الفاظ میں اس کا
یہ مطلب ہے کہ تم میں سے کوئی ایسا آدمی نہ ہو جو آسمانی بخششوں
کو اپنے سے دُور کر دے۔ یہی بخشش نئی زندگی کی ضامن ہیں۔ اِن بخششوں
سے محرُوم ہونے سے وُہ آدمی عیسو بن جاتا ہے اور جب وُہ دوبارہ

برکت کا وارث ہونا چاہتا ہے تو منظور نہیں ہوتا۔

۲۲۷۔ دُنیا میں ہزاروں لوگ ایسے ہیں جو اس فضل کے زمانہ میں اپنے آسمانی حق کو ناچیز سمجھتے ہیں اور عدالت کے دن وُہ عیسو کی طرح چلّا چلّا کر کہیں گے "اَے خُداوند! اَے خُداوند! دروازہ کھول دے" اور جس طرح یعقوب پشیمان نہ ہُوا اُسی طرح خُدا بھی پشیمان نہ ہوگا۔ بلکہ وُہ کہے گا کہ مَیں نے اُن کو برکت دی ہے اور وُہ مُبارک ہونگے اور تم سے یہ کہتا ہُوں کہ "اَے بدکارو! تم سب مجھ سے دُور ہو" (پیدائش ۲۷: ۲۳، لُوقا ۱۳: ۲۵-۲۷)

۲۲۸۔ جب مَیں نے مندرجہ بالا دونوں خوابوں کے متعلّق غور و فکر کیا تو مجھے معلُوم ہُوا کہ یہ دونوں حوالے کتاب مُقدّس سے متفق ہیں اس سے مجھے مزید تسلّی و تشفی ہُوئی اور میرے اُس اعتراض کو ضرب کاری لگی کہ کتاب مُقدّس میری رُوح کی نجات پر متفق نہیں ہو سکتی۔ اَب طوفان کا آخری حصّہ رہ گیا تھا، کیونکہ کڑک اور گرج ختم ہو چکے تھے۔ بس یُونہی چند قطرے فضا میں معلّق تھے جو کبھی کبھار مجھ پر گر رہے تھے لیکن چُونکہ میرا دِل خوف و خطر کی آماجگاہ تھا، اس لئے مجھ پر بہُت زیادہ اثر ہوتا تھا۔ میری حالت اُس آدمی کی سی تھی جو دُودھ کا جلا ہو اور چھاچھ کو بھی پھُونک پھُونک کر پیتا ہو۔ خوف کے ہلکے سے احساس سے میری رُوح مُضطرب ہو جاتی تھی۔

۲۲۹۔ ایک دِن مَیں کھیتوں میں سے ہو کر جا رہا تھا۔ میری رُوح پر کسی قدر بوجھ تھا۔ مجھے ڈر تھا کہ خیریت نہیں ہے۔ اچانک میری آنکھوں کے سامنے یہ آیت آ گئی "اَے خُدا! تیری صداقت آسمان میں

ہے" اور میں نے خیال کیا کہ میں نے دِل کی آنکھوں سے خُداوند مسیح کو خُدا کی دہنی طرف بیٹھے ہُوئے دیکھا ہے اور میں نے کہا کہ میری صداقت یہی ہے۔ خواہ میں کیسا ہی انسان کیوں نہ ہُوں اور میرے اعمال کیسے ہی ہوں اُسے میری صداقت کی ضرورت ہے۔ میں نے یہ بھی ملاحظہ کیا کہ اگر میرے دِل کی کیفیت اچھی ہو تو اس سے میری صداقت بہتر نہیں ہو جاتی اور نہ ہی دِل کی بُری کیفیت کی وجہ سے صداقت بُری ہو جاتی ہے۔ کیونکہ میری صداقت تو خُداوند یسُوع مسیح ہی ہے اور وُہ کل اور آج بلکہ اَبد تک یکساں ہے۔ (عبرانیوں ۱۳: ۸)

۲۳۰۔ میرے پاؤں سے گویا بیڑیاں گر پڑیں۔ مجُھے مُصیبتوں سے رہائی نصیب ہُوئی۔ میری تمام آزمائشیں مجُھ سے دُور بھاگ گئیں، کیونکہ اُس دِن کے بعد خُدا کے کلام کے خوفناک حِصّوں نے مجھے عذاب میں ڈالنا چھوڑ دیا۔ خُدا کے فضل اور محبّت کی وجہ سے میں خُوشی کرتا ہُوا اپنے گھر چلا گیا۔ پس جب میں گھر آیا تو میں نے بائبل مُقدّس میں سے وُہ آیت تلاش کرنے کی کوشش کی، جس میں لکھا ہے کہ اَے خُدا تیری صداقت آسمان میں ہے۔ مجُھے یہ آیت نہ ملی اور میرا دِل بیٹھ گیا۔ اُس وقت مجُھے یہ آیت یاد آئی "لیکن تُم اُس کی طرف سے مسیح یسُوع میں ہو جو ہمارے لئے خُدا کی طرف سے حکمت ٹھہرا یعنی راستبازی اور پاکیزگی اور مخلصی تاکہ جیسا لکھا ہے ویسا ہی ہو کہ جو فخر کرے وُہ خُداوند پر فخر کرے"۔ جب میں نے اس آیت کو پڑھا تو یہ جُملہ کہ "اَے خُدا

تیری صداقت آسمان میں ہے"؟ مجھے درست معلوم ہوا۔
(۱۔کرنتھیوں ۱: ۳۰)

۲۳۱۔ خدا کے اس کلام سے مجھے معلوم ہوا کہ جس طرح خداوند یسوع مسیح جسمانی لحاظ سے ہم سے مختلف ہے وہ خدا کے نزدیک ہماری صداقت اور راستبازی ہے۔ تھوڑی دیر تک خداوند یسوع مسیح کے وسیلہ سے خدا میں مجھے بڑی ہی تسلی ملتی رہی۔ ہر وقت اور ہر لمحہ میری آنکھوں کے سامنے خداوند یسوع مسیح رہتا تھا۔ اب میں اُس کے خون، اُس کے دفن ہونے اور مردوں میں سے جی اُٹھنے پر علیحدہ علیحدہ نگاہ نہیں کرتا تھا بلکہ میں خداوند مسیح پر بحیثیت مجموعی نظر رکھتا تھا، کیونکہ اُسی میں رُوح کی ساری معموری ہے۔ وُہی تمام نیکیوں کا سرچشمہ ہے اور وہ خدا کے دہنے ہاتھ بیٹھا ہے۔

۲۳۲۔ خداوند مسیح اپنے جلال کو پہنچا۔ میں نے اُسے دیکھا اور میرے لئے یہ بڑے فخر کی بات تھی۔ میں نے دیکھا کہ اُس میں کیا نفع ہے۔ پہلے میں اپنے آپ کو دیکھتا تھا، لیکن اب میری نگاہیں اُس کی طرف تھیں۔ میں خدا کی تمام بخششوں کو حقیر سکوں کی طرح خیال کرتا تھا، جنہیں امیر لوگ اپنے بٹوؤں میں لئے پھرتے ہیں اور سونے چاندی کے سکوں سے اُن کی تجوریاں بھری ہوئی ہوتی ہیں۔ میں نے خیال کیا کہ میرے سونے چاندی کے سکے بھی میری تجوریوں میں گھر پہ میرے خداوند مسیح اور منجی ہی ہیں۔ میرے لئے خداوند یسوع مسیح ہی سب کچھ ہے۔ وُہی میری عقل، راستبازی

صداقت اور مخلصی ہے۔

۲۳۳۔ خداوند نے مجھے اپنے بیٹے خداوند یسوع مسیح کے ساتھ میل ملاپ کے راز سے آگاہ کیا۔ اب میں اُس کے گوشت میں سے گوشت اور ہڈی میں سے ہڈی تھا۔ افسیوں کے خط کے پانچویں باب کی تیسویں آیت میں کتنی شیرینی تھی۔ اِس وجہ سے میرا ایمان بھی اُس میں ہے، کیونکہ اگر میری راستبازی بھی اُسی میں ہے کیونکہ اگر وُہ اور میں ایک ہوں تو اُس کی صداقت اور راستبازی میری ہے۔ اُس کی تمام خوبیاں میری ہیں اور اُس کی فتح میری فتح ہے۔ اب تو میں اپنے آپ کو آسمان میں بھی دیکھنے لگا اور زمین پر بھی دیکھنے لگا۔ آسمان میں اپنے خداوند یسوع مسیح، اپنی راستبازی اور زندگی کے وسیلہ سے اور زمین پر اپنے جسم کی وجہ سے کیونکہ میں جسمانی بھی ہوں۔

۲۳۴۔ اب مجھے سمجھ آئی کہ خدا، خداوند یسوع مسیح کو ایسا شخص سمجھتا ہے جس میں اُس کے تمام چُنے ہوئے لوگوں کے جسم بھی شامل سمجھنے چاہئیں۔ ہم نے اُس کے ساتھ شریعت کو پورا کیا۔ اُس کے ساتھ مُردوں میں سے جی اُٹھے۔ اُس کے ساتھ گناہ، موت شیطان اور دوزخ پر فتح پائی۔ جب وُہ مرا تو ہم بھی اُس کے ساتھ مر گئے اور جب وُہ جی اُٹھا تو ہم بھی جی اُٹھے۔ "تیرے مُردے جی اُٹھیں گے، میری لاشیں اُٹھ کھڑی ہوں گی۔" (یسعیاہ ۲۶: ۱۹) اور "پھر وُہ دو روز کے بعد ہم کو حیات تازہ بخشے گا اور تیسرے روز اُٹھا کھڑا کرے گا اور ہم اُس کے حضور زندگی بسر کریں گے۔"

یہ پیشین گوئی پُوری ہو چکی ہے، کیونکہ ابنِ آدم آسمانوں پر کبریا کی دہنی طرف جا بیٹھا ہے، اور افسیوں کے خط میں یُوں درج ہے، "اور یسُوع مسیح میں شامل کر کے اُس کے ساتھ جلایا اور آسمانی مقاموں پر اُس کے ساتھ بٹھایا۔" (افسیوں ۲: ۶)

۲۳۵۔ یہ مُبارک گیان دھیان اور کلامِ پاک کے حوالے میری آنکھوں کے سامنے ستاروں کی طرح چمکتے تھے اور میَں بجا طور پر کہہ سکتا ہُوں "خُداوند کی حمد کرو۔ تُم خُدا کے مقدس میں اُس کی حمد کرو، اُس کی قُدرت کے فلک پر اُس کی حمد کرو۔ اُس کی قُدرت کے کاموں کے سبب سے اُس کی حمد کرو۔ اُس کی بڑی عظمت کے مطابق اُس کی حمد کرو۔" (زبُور ۱۵۰: ۱-۲)

۲۳۶۔ میرے خیالات بُرے تھے اس وجہ سے میرے دل پر خوف و ہراس طاری رہتا تھا۔ میَں نے چند لفظوں میں آپ کو اپنے رُوحانی کرب اور غم سے آگاہ کر دیا ہے۔ میَں نے آپ کو یہ بھی بتا دیا ہے کہ مُجھے اِس سے کس طرح سے رہائی نصیب ہُوئی۔ اس کے بعد مُجھے کیسا قلبی اطمینان حاصل ہُوا۔ کوئی ایک سال میرے دل میں ایسا اطمینان رہا، جسے لفظوں میں بیان کرنا ناممکن ہے۔ اب مزید بیان کرنے سے پیشتر انشاءاللہ میَں چند الفاظ میں آپ کو بتاؤں گا کہ میرے خیال میں اِس آزمائش کی کیا وجہ تھی اور اس کے بعد آخرکار مُجھے اِس آزمائش سے کیا فوائد حاصل ہُوئے۔

۲۳۷۔ میرے خیال میں اس آزمائش کی دو بڑی بڑی وجُوہات تھیں

اور ان ہی دو وجوہات کے متعلق میں اپنی مصیبت کے دوران سوچا کرتا تھا۔ پہلی وجہ یہ تھی کہ آزمائش آنے سے پیشتر مجھے خدا سے دُعا کرنا چاہیئے تھی کہ وہ مجھے آنے والی آزمائش سے محفوظ رکھے لیکن جب میں آزمائش سے نکلتا تھا تو پھر بھی مجھے دُعا کرنی چاہیئے تھی، لیکن میں ایسا نہیں کیا کرتا تھا۔ میں سچ کہتا ہوں کہ آزمائش آنے سے پیشتر تو میں دُعا کرتا تھا کہ خدا میری تمام موجودہ مصیبتوں کو دُور کرے اور میں خداوند مسیح میں اُس کی محبت کے ذائقہ کو چکھ سکوں لیکن مجھے بعد میں معلوم ہوا کہ یہ دُعا کافی نہیں ہے۔ مجھے یہ بھی دُعا کرنی چاہیئے تھی کہ خداوند تعالےٰ مجھے بدی سے محفوظ رکھے۔

۲۳۸۔ داؤد نبی کی دُعا سے میری عقل و فکر میں اضافہ ہوا۔ جب اُس پر خدا کا لطف و کرم تھا تو اُس نے دُعا کی کہ خدا اُسے آنے والی آزمائش اور گناہ سے بچائے رکھے۔ اور اُس نے یُوں کہا "تو اپنے بندے کو بے باکی کے گناہوں سے بھی باز رکھ۔ وہ مجھ پر غالب نہ آئیں تو میں کامل ہوں گا اور بڑے گناہ سے بچا رہوں گا۔" (زبور ۱۹: ۱۲) اس کلام سے میں شرمسار ہوا اور اس آزمائش کے دوران اپنے آپ کو مجرم اور ذلیل سمجھنے لگا۔

۲۳۹۔ میں نے اپنے فرض کی بجا آوری میں کوتاہی کی اور خدا کے کلام کی اس آیت نے میری اس حماقت پر مجھے مجرم ٹھہرایا "پس آؤ ہم فضل کے تخت کے پاس دلیری سے چلیں تاکہ ہم پر رحم ہو اور وہ فضل حاصل کریں جو ضرورت کے وقت ہماری مدد کرے۔" (عبرانیوں ۴: ۱۶) میں نے اس آیت کے مطابق عمل نہ کیا۔ میں گناہ کرتا رہا

اور اس لئے خُدا کے فضل سے محرُوم رہا، جس نے خُداوند مسیح کے اِن الفاظ کی پرواہ نہ کی۔ "دُعا کرو تاکہ آزمائش میں نہ پڑو" اور چُونکہ مَیں نے اس حُکم کی خلاف ورزی کی، اس لئے آج بھی یہ بات میرے لئے ایک بارِ گراں اور خوف و ہراس کا باعث ہے۔ جب کبھی دُعا کرتا ہُوں تو اُس سے آزمائش سے بچنے کی التجا کرتا ہُوں اور مَیں خُدا سے رحم و کرم کی درخواست کرتا رہتا ہُوں۔ قارئین کرام مَیں آپ سے درخواست کرتا ہُوں کہ آپ میرے اِس تغافل مُجرمانہ کو یاد رکھیئے کیونکہ مَیں نے اِس وجہ سے بے حد دُکھ اُٹھایا اور دِنوں، مہینوں بلکہ کئی سالوں تک رنج و غم میں مُبتلا رہا۔

۲۴۰۔ اِس آزمائش کی ایک اور وجہ یہ تھی کہ مَیں نے خُدا کی آزمائش کی اور وُہ آزمائش کُچھ اِس قسم کی ہے۔ میری بیوی اُمید سے تھی اور اُس کے وضع حمل میں کافی دیر تھی۔ اچانک وُہ دردِ زہ میں مُبتلا ہُوئی۔ قرائن سے معلُوم ہوتا تھا کہ اس تکلیف کی وجہ سے اُس کے ہاں وقت سے پہلے ہی بچّہ پیدا ہوگا۔ اِس وقت میرے دِل میں خُدا کی ہستی کے متعلّق شک پیدا ہُوا۔ میری بیوی درد کی وجہ سے چلّا رہی تھی۔ مَیں نے پوشیدہ طور پر اپنے دِل میں کہا کہ اَے خُداوند اگر تُو میری بیوی پر نظرِ کرم فرمائے اور اُس کی تکلیف دُور کرے تو مَیں یقین کرلُوں گا کہ تُو دِل کے تمام پوشیدہ رازوں کو جانتا ہے۔

۲۴۱:۔ اور جُونہی مَیں نے اپنے دِل میں یُوں کہا، میری بیوی کو افاقہ

ہُوا، اُس کا درد جاتا رہا اور وُہ آرام سے گہری نیند سو گئی۔ وُہ صبح تک آرام سے سوتی رہی۔ مَیں نے اس بات پہ بڑا ہی تعجب کیا جب مَیں نے دیکھا کہ میری بیوی کو آرام ہے تو مَیں بھی آرام سے سو گیا، صبح کو بیدار ہُوا تو مُجھ پر یہ حقیقت عیاں ہُوئی کہ خُداوند دل کے پوشیدہ رازوں سے واقف ہے۔ کئی دنوں تک مَیں خُدا کی ان باتوں کی وجہ سے محوِ حیرت رہا۔

۲۴۲۔ تقریباً ڈیڑھ سال کے بعد پھر وُہی بُرا خیال میرے دل میں آیا یعنی یہ کہ اگر خُداوند مسیح جانا چاہتا ہے تو اُسے جانے دو۔" مَیں اس خیال کی وجہ سے پریشان سا ہُوا۔ اُس وقت مُجھے اپنے دل کا پہلا خیال بھی یاد آیا اور میرے دل نے سرزنش کی کہ "کیا تم بھُول گئے ہو کہ وُہ ذی شان خُدا تمہارے دل کے پوشیدہ خیالوں سے واقف ہے؟"

۲۴۳۔ اس کے ساتھ ہی خُداوند کے کلام میں جو خُداوند اور جدعون کا واقعہ ہے، میری نظروں کے سامنے آیا۔ جدعون نے خُدا کی آزمائش خُشک اور گیلی اُون سے کی۔ اُس کا فرض تھا کہ وُہ خُداوند کی باتوں پر یقین رکھتا اور اُس کے کلام کے مطابق عمل کرتا۔ اس لئے خُداوند نے آزمانے کی خاطر اُسے ایک بڑے لشکر سے لڑائی کرنے کیلئے بھیج دیا۔ ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ اُس نے اُسے کوئی خاص قوّت یا مدد بھی نہیں دی تھی (قضاۃ ۶، ۷ باب) اس طرح سے خُدا نے میری مدد کی۔ مُجھے خُدا کے کلام پہ ایمان رکھنا چاہیئے تھا، کیونکہ خُدا سمیع و بصیر ہے اور وُہ دل کے تمام پوشیدہ رازوں کو جانتا ہے۔

۲۴۴۔ مَیں آپ کو اس آزمائش کے چند فوائد بھی بتاتا ہُوں۔ پہلا فائدہ تو یہ ہُوا کہ میرے دِل میں خُدا کی ہستی اور اُس کے بیٹے کے جلال کا شاندار احساس پیدا ہو گیا۔ اپنی مذکورہ بالا آزمائش سے میری رُوح بے یقینی، کُفر، سنگ دلی اور خُدا کی ہستی، خُداوند مسیح اور اُس کے کلام کی سچائی کے متعلق شک و شبہ میں گرفتار تھی اور اس طرح بڑی پریشان رہتی۔ مَیں الحاد کا شکار تھا اور اس وجہ سے عذاب میں مُبتلا ہُوا مگر اب حالت بالکل مختلف تھی۔ خُدا اور خُداوند یسُوع مسیح میری آنکھوں کے سامنے تھے۔ اُن کی ذات سے مجھے اطمینان کی بجائے خوف حاصل ہوتا تھا۔ خُدا کی پاکیزگی کے تصوّر نے مجھے ریزہ ریزہ کر دیا کہ کس طرح مسیح نے دُکھ کا پیالہ پیا۔ وُہ جان کنی کی حالت میں کیونکر رہا۔ اس چیز نے بڑی قوّت سے میرے بند بند کو توڑ دیا۔ کیونکہ جب کبھی مَیں اُس کے متعلّق سوچتا تھا تو مجھے ایسا معلُوم ہوتا تھا کہ مَیں نے اُسے ردّ کر دیا ہے۔ اس یاد نے میری ہڈیوں کو توڑ کر رکھ دیا۔

۲۴۵۔ خُدا کے کلام کو مَیں شاندار چیز سمجھنے لگا۔ مَیں نے معلُوم کر لیا کہ اُس کی سچائی اور صداقت، آسمان کی بادشاہت کی کُنجیاں ہیں۔ جب لوگوں پر خُدا کا کلام مہربان ہے تو وُہ برکت کے وارث ہو جاتے ہیں۔ لیکن وُہ لوگ جو اُس کی مخالفت کرتے اور اُس پر الزام لگاتے ہیں ابدی ہلاکت کی سزا پاتے ہیں۔ اِس آیت نے میرے دِل کے پردوں کو پھاڑ دیا کہ "خُدا کا کلام باطل نہیں ہے" — یہ آیت میرے دل پر اثر انداز ہُوئی کہ "خُدا کا کلام باطل نہیں ہے" اور یہ آیت بھی

میرے دل پر اثر انداز ہوئی کہ جن کے گناہ تم بخشو اُن کے بخشے گئے ہیں اور جن کے گناہ تم قائم رکھو، اُن کے قائم رکھے گئے ہیں''۔ میں نے یہ بھی معلوم کیا کہ پناہ کے شہر کے بزرگ رشوں ہیں (یشوع ۲۰: ۴) اور جو لوگ پناہ کے شہر میں داخل کیے جائیں گے وہ زندہ رہیں گے، لیکن وہ لوگ جنہیں داخل نہیں کیا جائے گا اُنہیں خون کا انتقام لینے والا قتل کر ڈالے گا۔

۲۴۶۔ کلام مقدس کی دوسری آیتوں کی نسبت اس آیت نے مجھے عذاب میں مبتلا رکھا۔ میرا دل خوف زدہ تھا۔ کلام پاک کے وہ حوالے جو مجھے اپنے خلاف نظر آتے تھے اُن میں سے ہر ایک ایسا تھا، جیسے چالیس ہزار جوانوں کا لشکر جرار کسی پر حملہ کرتا ہے۔ اُس آدمی پر افسوس ہے جس کے خلاف خدا کا کلام صف آرا ہو۔

۲۴۷۔ اس آزمائش کے بعد میں خدا کے وعدوں کی ماہیت پر زیادہ غور و فکر کرنے لگا۔ اب میں خدا کے قوی ہاتھ کے نیچے اُس کے عدل کی گرج کے سامنے چُور چُور ہو رہا تھا۔ اس کی وجہ سے میں نے بڑی احتیاط سے خدا کے کلام کی ورق گردانی کی۔ میں کانپ رہا تھا۔ میں خدا کے کلام کے ایک ایک لفظ پر بڑی ہوشیاری سے غور کرنے لگا کہ اُس کی قوت اور وسعت کس قدر ہے۔

۲۴۸۔ اس آزمائش سے مجھے اپنی احمقانہ روش میں بُری طرح شکست ہوئی، کیونکہ جب وعدے کا کلام سامنے آتا تھا تو میں اُسے ٹال دیتا تھا۔ تاہم مجھے اس وعدہ سے کوئی اطمینان اور خوشی نصیب نہ ہوئی لیکن جس طرح ڈوبتا ہوا آدمی ایک تنکے کو پکڑنے کی کوشش

کہتا ہے کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ یہ میرا سہارا ہے۔ اسی طرح پہلے تو میرا خیال تھا کہ جب تک اس وعدے سے مجھے کوئی خاص اطمینان نہ ہو اس کے متعلق سوچنا دخل در معقولات ہے۔ لیکن اب یوں سوچنے کا کوئی موقع نہ تھا کیونکہ خون کا انتقام لینے والا میرا پیچھا کر رہا تھا۔

۲۴۹۔ میں اپنے آپ کو اس کلام کا وارث سمجھنے لگا جس کے متعلق مجھے ڈر تھا کہ اُس کو اپنا سمجھنے کا مجھے کوئی حق نہیں ہے اور اگر میں اس وعدے کی آغوش میں کود پڑتا، پھر بھی مجھے ڈر تھا کہ وہ مجھے قبول نہیں کرے گا چنانچہ میں نے خدا کے کلام کو اس کے اصلی رنگ میں سمجھنے کی کوشش کی۔ مجھے یوحنا کی انجیل کے چھٹے باب میں یہ آیت ملی ''جو کوئی میرے پاس آئیگا اُسے میں ہرگز نکال نہ دوں گا'' (آیت ۳۷)۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ خدا کے کلام میں اتنی وسعت ہے کہ میں اُس کا اندازہ نہیں لگا سکتا۔ میں نے کہا کہ خدا نے یہ الفاظ بغیر سوچے سمجھے نہیں کہے ہیں۔ اُس کے یہ الفاظ دانش اور عدالت کے ہیں اور یہ الفاظ برحق ہیں۔

۲۵۰۔ ان دنوں اپنی مصیبت کے دوران میں اکثر وعدے کی طرف اُن گھوڑوں کی طرح ہچکیاں کھاتا جاتا تھا جو دلدل میں سے گذر کر پختہ سڑک پر جانا چاہتے ہوں۔ خوف و ہراس کی وجہ سے میرے حواس معطل ہو چکے تھے، وعدے پر میرا سہارا تھا۔ اُس کی تکمیل میں آسمان اور زمین کے خالق کے ہاتھوں سونپتا ہوں۔ یوحنا کی انجیل کے چھٹے باب کے متعلق میرے دل میں شیطان کے ساتھ بڑی کھینچا تانی ہوتی رہی۔ میرا اصلی مقصد اطمینان کی تلاش نہ تھا اگرچہ اطمینان

مل جاتا تو میری خُوشی کی کوئی انتہا نہ رہتی۔
مَیں کلامِ مُقدّس کی کسی ایسی آیت کی تلاش میں تھا، جس پر مَیں سہارا کر سکتا تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ مَیں ہمیشہ کے لئے ڈوب جاتا۔
۲۵۱۔ اِس وعدے کے متعلق جب مَیں سوچا کرتا تھا تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ خُداوند نے میری رُوح کو ابدی آرام سے محرُوم کر دیا ہے۔ میرے دل میں گویا برچھی سی کھُب گئی اور خُدا نے شعلہ زن تلوار سے مجھے اپنے سے دُور کر دیا ــــ تب مجھے آستر کا خیال آیا جو آئین کے خلاف بادشاہ سے فریادی ہُوئی (آستر ۴: ۱۶) مجھے بِن ہدد کے خادموں کا خیال آیا جو اپنے سروں پر رسّیاں باندھ کر اپنے دشمنوں کے پاس رحم کی درخواست لے کر گئے (۱۔سلاطین ۲۰: ۳۱) کنعانی عورت کو اگرچہ خُداوند مسیح نے کُتّا تک کہا پھر بھی وُہ نہ ڈری۔ (متّی ۱۵: ۲۰-۲۸) مجھے اُس آدمی کا بھی خیال آیا جو رات کے وقت روٹی کی خاطر دُوسرے کے گھر گیا۔ اِس قسم کی باتوں سے مجھے بڑی دلیری ہُوئی۔
۲۵۲۔ اس آزمائش کے بعد مَیں خُدا کے فضل، اُس کی محبّت اور اُس کے رحم کی بلندیوں اور اتھاہ گہرائیوں سے آشنا ہُوا۔ اس سے پیشتر مَیں نے کبھی ایسا تجربہ نہیں کیا تھا۔ گناہِ عظیم کے لئے فضلِ عظیم کی ضرُورت ہے اور جہاں گُناہ بڑا ہی خوفناک اور خونخوار ہُوا وہاں رُوح کو یسُوع مسیح میں خُدا کا فضل زیادہ نصیب ہُوا اور جب خُدا نے ایّوب کی اسیری کو بدل دیا تو اُس نے اُسے جتنا اُس کے پاس پہلے تھا اُس کا دوچند دیا (ایّوب ۴۲: ۱۰)

خُداوند یسُوع مسیح کے لیئے خُدا کو مُبارک کہو۔ کہنے کو تو اور بھی باتیں ہیں لیکن میں بات کو طُول نہیں دینا چاہتا اور اس لیئے میں اُن باتوں کو چھوڑے دیتا ہُوں اور خُدا سے دُعا کرتا ہُوں کہ دُوسرے لوگ مجھ سے عبرت حاصل کریں کیونکہ میں نے بے حد نقصان اُٹھایا ہے۔ دُوسرے لوگ میری حالت کو دیکھ کر خُدا کی تکفیر کرنے سے گریز کریں تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اُن کے گلے میں بھی طوقِ غلامی پڑ جائے۔ مجھے اس آزمائش سے رہائی ہو چکی تھی لیکن دو تین مرتبہ میرے دل میں خُدا کے فضل کے متعلق خدشات پیدا ہُوئے۔ اِن خدشات کی میں برداشت ہرگز نہ کر سکا۔ خُدا کا فضل بڑا ہی حیران کُن تھا اور میں نے سوچا کہ اگر یہ حالت کُچھ عرصہ تک یُونہی رہتی تو میں ایک طور سے بالکل اپاہج ہو جاتا۔

۲۵۳۔ اب میں آپ کو کُچھ اور بتاتا ہُوں کہ خُدا نے میرے ساتھ کیا کُچھ کیا۔ مُختلف موقعوں پر اُس کا میرے ساتھ مختلف قسم کا سلوک رہا۔ آزمائشوں میں اُس نے میرے ساتھ عجیب عجیب سلوک کیئے بیڈ فورڈ کی مسیحی جماعت میں میں شامل ہو گیا۔ یہ خُدا کی جماعت تھی۔ میں اُسی جگہ سے اپنی بات شروع کرتا ہُوں۔ میں نے کلیسیا کے سامنے یہ تجویز پیش کی کہ میری آرزو ہے کہ میں بھی آپ کے ساتھ مل کر خُداوند مسیح کے احکام بجا لاؤں۔ مجھے کلیسیا میں شامل کر لیا گیا۔ خُداوند مسیح نے صلیبی موت سے پیشتر اپنے شاگردوں کے ساتھ آخری عشا کھائی۔ میں نے اس پر غور کیا اور خُدا کے کلام میں یہ حوالہ پڑھا "میری یادگاری کے لیئے یہی کیا کرو" (لوقا ۲۲: ۱۹)

یہ کلام میرے لئے نہایت ہی قیمتی تھا کیونکہ خُداوند مسیح میرے گناہوں کے کفّارہ کے لئے صلیب پر چڑھا اور مَیں نے محسُوس کیا کہ خُداوند مسیح نے مُجھے بھی اس خُون کی تمام برکتوں میں شامل کر لیا ہے۔ مُجھے عشائے ربّانی میں شریک ہُوئے ابھی زیادہ عرصہ نہیں ہُوا تھا کہ میرے دل میں ایک خوفناک آزمائش نے سر اُٹھایا۔ مَیں نے دل ہی دل میں پاک شراکت کی رسم کی تکفیر شرُوع کر دی۔ مَیں پاک عشاء کے شُرکاء کے لئے بددُعائیں کرنے لگا اور مُجھے یہ ڈر رہتا تھا کہ کہیں مَیں اس خوفناک آزمائش میں گرفتار نہ ہو جاؤں۔ اِس لئے مَیں ہر وقت اس آزمائش سے بچنے کی دُعائیں کرتا اور میری یہ بھی آرزو رہتی کہ خُدا اس پیالے پر برکت نازل فرمائے۔ اس آزمائش کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ مَیں نے پاک عشاء میں بڑے ادب اور احترام سے شراکت نہ کی۔

۲۵۴۔ کوئی نو دس ماہ تک یہی حال رہا۔ میرا دِل بے چین تھا۔ میرے دِل میں پھر وہی آیت آئی جو اس سے پیشتر آ چکی تھی کہ "میری یادگاری کے لئے یہی کیا کرو"۔ اب تو میرے دِل میں پھر وہی بات پیدا ہُوئی یعنی مَیں بڑے احترام سے پاک عشاء میں شریک ہونے لگا اور مَیں نے محسُوس کیا کہ وُہ میری ہی خاطر گھائل ہُوا اور میری ہی خاطر صلیب پر اُس کا خُون بہایا گیا۔

۲۵۵۔ ایک مرتبہ مَیں قدرے سل کی بیماری میں مُبتلا ہُوا۔ موسمِ بہار تک نقاہت کا یہ عالم تھا کہ مَیں نے سمجھا کہ بس چند دنوں کا مہمان ہُوں۔ آخر مَیں نے نئے سرے سے آئندہ زندگی کے متعلق سوچنا شرُوع کیا کہ اُس نئے جہان میں میری کیا حیثیت ہو گی۔ مَیں خُدا کا شُکر

کرتا ہوں کہ جب کبھی مجھ پر اُفتاد پڑتی ہے تو مَیں ہمیشہ آئندہ زندگی
کے متعلق سوچا کرتا ہوں ۔ ایک عرصہ سے میرا یہی معمول ہے ۔

۲۵۶ ۔ جُونہی میرے دِل میں خُدا کی رحمتوں کا خیال آتا تو ہزار ہا قسم
کی خطائیں اور تقصیریں میری آنکھوں کے سامنے آجاتیں ۔ مَیں اپنے
فرائض کی انجام دہی میں مُردنی ، بے حِسی اور سرد مہری کا اظہار کرتا
تھا ۔ یہی سب سے بڑے گُناہ تھے ۔ میرا دِل اِدھر اُدھر مارا مارا پھرتا
تھا ۔ نیکی کی باتوں میں مجھے کوئی دلچسپی نہ تھی ۔ مَیں خُدا سے ، اُس
کی راہوں اور اُس کے لوگوں سے محبّت نہیں کرتا تھا ۔ کیا یہ مسیحیّت
کے پھل ہیں ؟ کیا مُبارک آدمی کی یہی نشانیاں ہیں ؟

۲۵۷ ۔ اِن باتوں کے خوف کی وجہ سے میری مُصیبت میں اضافہ
ہُوا ۔ اب میری رُوح مُضطرب تھی ۔ وُہ گُناہوں میں جکڑی ہُوئی
تھی ۔ مجھے خُدا کے رحم کا جو شخصی تجربہ حاصِل ہُوا تھا وُہ اب بھُول
چُکا تھا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ مجھے اِس قسم کا کوئی تجربہ نہیں ہُوا ۔
اب دو خیال میرے لئے سوہانِ رُوح تھے ۔ اوّلاً مجھے زندہ نہیں
رہنا چاہئیے ۔ ثانیاً ۔ مجھ میں مرنے کی جُرأت نہیں ۔ مَیں بڑا
ہی بیقرار تھا اور مَیں نے سمجھا کہ میرا خاتمہ ہو چُکا ہے ۔ مَیں اسی پریشانی
کی حالت میں چہل قدمی کر رہا تھا کہ میرے دِل میں خُدا کا یہ کلام
جلوہ گر ہُوا کہ ہم وُہ اُس کے فضل کے سبب سے اُس مخلصی کے وسیلہ
سے جو مسیح یسُوع میں ہے مُفت راستباز ٹھہرائے جاتے ہیں "
(رومیوں ۳ : ۲۴) لیکن میری زندگی میں اس کا کیسا اثر ہُوا ؟

۲۵۸ ۔ میری حالت اُس آدمی کی سی تھی جو کسی بھیانک خواب یا نیند

سے بیدار ہُوا ہو۔ جب مَیں نے مندرجہ بالا آیت پر غور کیا تو مُجھے ایسا محسُوس ہُوا، جیسے کوئی مُجھ سے کہہ رہا ہے "اَے گنہگار تُم خیال کرتے ہو کہ تُمہارے اپنے گُناہوں اَور کمزوریوں کی وجہ سے مَیں تُمہاری رُوح کو بچا نہیں سکتا، لیکن میرا بیٹا میرے ساتھ ہے، مَیں اُس کی طرف دیکھتا ہُوں، تُمہاری طرف نہیں دیکھتا۔ اَور مَیں تُمہارے ساتھ ایسا سلُوک کرُوں گا جیسا کہ مَیں اپنے بیٹے سے خُوش ہُوں"۔ اس قسم کی تشریح سے میرا دل ہلکا ہُوا، اَور مُجھے اِس بات کی سمجھ آگئی کہ خُدا جس وقت چاہے کسی گنہگار کو راستباز ٹھہرا سکتا ہے۔ وُہ خُداوند مسیح کی طرف دیکھتا ہے اَور اُس کی تمام اچھی چیزیں ہماری طرف منسُوب کرتا ہے۔ اِس سے مُجھے ایک گونا تسلّی ہُوئی۔

۲۵۹۔ مَیں اس کے متعلّق سوچ ہی رہا تھا کہ کلام پاک کی یہ آیت میرے ذہن میں آئی "اُس نے ہم کو نجات دی مگر راستبازی کے کاموں کے سبب سے نہیں جو ہم نے خُود کیٔے بلکہ اپنی رحمت کے مطابق نئی پیدائش کے غُسل اَور رُوح القُدس کے ہمیں نیا بنانے کے وسیلہ سے" (طِطُس ۳:۵۔ ۲-تِمتھیُس ۱:۹) اب تو مُجھے سرفرازی نصیب ہُوئی۔ مَیں رحم و فضل کی آغوش میں تھا۔ اس سے بیشتر مُجھے موت سے بے حد ڈر لگتا تھا، لیکن اب مَیں اپنی جان اُس کے ہاتھوں میں سونپنے کو ہر وقت تیار تھا۔ میری آنکھوں میں موت اب بڑی ہی خُوبصُورت تھی اَور مُجھے معلُوم ہُوا کہ جب تک ہم دُوسرے جہان میں نہ جائیں گے ہم اُس حقیقی زندگی سے محرُوم رہیں گے۔ اِس وقت مَیں نے خیال کیا کہ یہ زندگی اُس

آسمانی زندگی کے مقابلے میں نیند ہے۔ مجھے خُدا کے کلام کی اس آیت سے بڑی تسلی ہوئی "ہم خُدا کے وارث ہیں" (رومیوں ۸ : ۱۷)۔ اِن الفاظ کی تشریح کسی صورت میں ممکن نہیں۔ خُدا خود رسُولوں اور نیک لوگوں کی میراث ہے۔ مجھے اس بات کی سمجھ آگئی۔ مَیں اس کے متعلق سوچتا رہا، لیکن اس وقت میں اس کی تشریح کرنے سے قاصر ہوں۔

۲۶۰۔ ایک دفعہ مَیں علالت کی وجہ سے بے حد کمزور ہو گیا۔ میرے آزمائش کرنے والے ابلیس نے مجھے آڑے ہاتھوں لیا۔ میرا تجربہ ہے کہ جب کوئی انسان نقاہت اور بیماری کی وجہ سے زندہ درگور ہو تو ابلیس بڑی شدت سے حملہ آور ہوتا ہے، کیونکہ اُس کے لئے یہ سنہری موقع ہوتا ہے۔ مَیں خُدا کی رحمت کا قائل تھا لیکن ابلیس نے میرے اس تجربہ کو مجھ سے چھپانے کی کوشش کی۔ مجھے موت اور خُدا کے روزِ عظیم سے اتنا ڈرایا گیا کہ مَیں گویا قریب المرگ تھا۔ مَیں نے محسُوس کیا کہ مَیں موت سے پہلے ہی مر چکا ہوں اور گڑھے میں ڈالا جا رہا ہُوں۔ مَیں نے خیال کیا کہ اب تو میرے لئے دوزخ ہی ہے۔ مجھ پر یہ خوف طاری تھا۔ اس وقت مجھے فرشتوں کے وُہ الفاظ یاد آئے، جو اُنہوں نے لعذر سے اُس وقت کہے تھے جب اُسے ابرہام کی گود میں ڈال دیا گیا تھا۔ اس سے میری رُوح تازہ ہو گئی اور اُمید کے دیئے جلنے لگے۔ تھوڑی دیر تک بڑے آرام سے مَیں اس آیت پر سوچتا رہا۔ اس کے بعد خُدا کے کلام کی یہ آیت میرے سامنے آئی "اے موت تیری فتح

کہاں رہی؟ اور اے موت تیرا ڈنک کہاں رہا؟" (۱-کرنتھی ۱۵:۵۵)
اس آیت سے میرا دل خوش اور میری روح شادمان ہوئی۔ میری علالت جاتی رہی اور مَیں پھر خُدا کے کلام میں مشغول ہو گیا۔

۲۶۱۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ مَیں ہر لحاظ سے شاد و فرحان تھا۔ اچانک مجھ پر تاریکیوں کے بادل چھا گئے۔ اِن بادلوں نے خُدا اور خُداوند یسُوع مسیح کے شاندار کاموں کو مجھ سے چھپا لیا۔ مجھے ایسا معلوم ہونے لگا جیسے مَیں نے اپنی ساری زندگی خُدا کے کسی کام کو نہیں دیکھا ہے۔ میری رُوح مضمحل اور احساس کی قوتیں جواب دے چکی تھیں۔ مجھے احساس تک نہیں تھا کہ خُداوند یسُوع مسیح کے وسیلہ سے فضل اور اطمینان حاصل ہو سکتا ہے۔ میری کمر ٹوٹ چکی تھی اور ہاتھ پاؤں زنجیروں سے جکڑے ہوئے تھے۔ میرے نفسانی جسم پر نقاہت کا غلبہ تھا، اس لئے میری مصیبت میں بڑا اضافہ ہُوا۔

۲۶۲۔ چار پانچ روز تک یہی کیفیت رہی۔ ایک دن مَیں انگیٹھی کے پاس بیٹھا ہُوا تھا۔ اچانک میرے دل نے کہا کہ مجھے خُداوند یسُوع مسیح کے پاس جانا چاہیئے۔ اس خیال کے آتے ہی تشکیک و بے اعتقادی اور الحاد کی ظلمتیں کافور ہو گئیں۔ آسمان کی مُبارک چیزیں مجھے نظر آنے لگیں۔ مَیں بڑا ہی متعجب ہُوا اس لئے مَیں نے اپنی رفیقۂ حیات سے پُوچھا کہ کیا کلام پاک میں کوئی ایسی آیت ہے جس میں یہ ذکر ہو کہ مجھے خُداوند یسُوع مسیح کے پاس جانا چاہیئے؟ میری رفیقۂ حیات نے کہا کہ مجھے تو کوئی آیت

یاد نہیں ہے۔ چنانچہ میں سوچنے لگا کہ آیا اس قسم کی کوئی آیت ہے۔ دو تین لمحوں کے بعد عبرانیوں کے خط کے بارھویں باب کی بائیس تا چوبیس آیات مجھے یاد آئیں۔

۲۶۳۔ میں نے اپنی رفیقۂ حیات سے کہا کہ مجھے یہ آیات مل گئی ہیں۔ میں بڑا ہی خوش تھا۔ وہ رات میرے لئے سب راتوں سے اعلیٰ تھی۔ میرے دل میں آرزو تھی کہ میں خدا کے لوگوں کی کسی جماعت کے سامنے یہ بیان کروں کہ خدا نے میرے لئے کیسے بڑے کام کئے ہیں۔ خداوند مسیح کی قدر و قیمت کا مجھے احساس ہوا۔ خداوند مسیح کے وسیلہ سے مجھے خوشی، اطمینان اور فتح نصیب ہوئی تھی۔ اس وجہ سے مجھے رات بھر نیند نہ آئی۔ صبح ہونے تک یہ کیفیت تو نہ رہی لیکن عبرانیوں کے خط کے اسی باب کی یہی آیات کئی دنوں تک میرے لئے برکت کا باعث بنی رہیں۔

۲۶۴۔ عبرانیوں کے خط کے بارھویں باب کی وہ آیات یہ ہیں۔ "بلکہ تم صیون کے پہاڑ اور زندہ خدا کے شہر یعنی آسمانی یروشلم کے پاس لاکھوں فرشتوں اور اُن پہلوٹھوں کی عام جماعت یعنی کلیسیا جن کے نام آسمان پر لکھے ہیں اور سب کے منصف اور کامل کئے ہوئے راستبازوں کی روحوں اور نئے عہد کے درمیانی یسوع اور چھڑکاؤ کے اُس خون کے پاس آئے ہو جو ہابل کے خون کی نسبت بہتر باتیں کہتا ہے"۔ خدا کی مہربانی سے میں نے ان آیات کے ہر ایک لفظ پر غور کیا۔ مجھے بڑا ہی اطمینان حاصل ہوا اور آج کے دن تک یہ آیات میری روح کو تروتازگی بخش

رہی ہیں۔ خدا کا نام مبارک ہو کہ اُس نے مجھ پر رحم فرمایا۔

بشارت کیلئے بُلاہٹ

۲۶۵۔ اب میں خدا کے کلام کی تبلیغ اور اُس کی مہربانیوں کے متعلق چند باتیں عرض کئے دیتا ہوں۔ پانچ چھ سال سے مجھ میں بیداری کی رُوح پیدا ہو چکی تھی۔ میں نے خداوند یسوع مسیح کی اہمیّت اور قدر و قیمت کا اندازہ لگا لیا تھا۔ میں اپنے مُنجّی کے خیالات میں مگن رہنے لگا۔ کچھ بزرگانِ دین جن کی پاکیزگی کے سب معترف ہیں اس بات پر مُتفق تھے کہ میں خُدا کے مُبارک کلام کو سمجھنے کے قابل ہوں اور خُدا کی حمد و ستائش کی باتیں دُوسروں کو بتا سکتا ہُوں۔ اس لئے اُنہوں نے بڑے خلوص سے مجھے کہا کہ میں اُن کی ایک مجلس میں اُنہیں وعظ و نصیحت کروں۔

۲۶۶۔ میں شرمانے اور لجانے لگا ــــ چُونکہ بزرگانِ دین کی یہی آرزو تھی، اس لئے میں نے اِن کا احترام کیا۔ میں نے دو مرتبہ دو مجالس میں وعظ و نصیحت کی۔ مجھے اپنی ہیچمدانی کا احساس تھا۔ لیکن میں نے خُدا کی نعمتوں اور بخششوں کا بطریق احسن بیان کیا۔ جماعت کے شُرکاء نے خُدا کے حضُور اس امر کا اعتراف کیا کہ میری وعظ سے اُن کے دِل پر بہت اثر ہُوا ہے اور اُنہیں اطمینان بھی

ملا ہے۔ اُنہوں نے خدا کا شکر کیا کہ اُس نے مجھ بندۂ ناچیز پر کرم نوازی فرمائی ہے۔

۲۶۷- اس کے بعد چند بزرگ خوشخبری کی منادی کی خاطر دیہاتوں میں گئے۔ وُہ مجھے بھی اپنے ساتھ لے جانا چاہتے تھے۔ مَیں دیہاتوں میں علانیہ اِس بات کا اظہار نہیں کیا کرتا تھا کہ خُدا نے میرے لئے بڑے بڑے کام کئے ہیں۔ بعض نجی قسم کی مجالس میں مَیں وعظ و نصیحت بھی کرنے لگا۔ اُنہوں نے بڑے شوق سے سُنا کہ خُدا نے مجھ پر بڑا ہی فضل کیا ہُوا ہے وُہ یہ باتیں سُن کر بڑے خُوش ہُوئے اور اُن کی رُوحانی ترقی ہُوئی۔

۲۶۸ — آخرکار کلیسیا کی آرزو کے مطابق، خلوصِ نیت سے دُعا اور روزہ کے بعد مجھے عام بشارت کی خدمت سونپ دی گئی۔ میرا کام نہ ہی صرف یہ تھا کہ مَیں ایمانداروں میں ہی منادی کروں بلکہ اُن لوگوں تک بھی کلام کی خوشخبری سُناؤں جو ابھی تک خُداوند مسیح پر ایمان نہیں لائے۔ اُس زمانہ میں میرے دِل میں ترقّی کی خواہش تھی، لیکن خُدا کا شُکر ہو کہ مَیں جھُوٹی شہرت کا متمنّی نہ تھا۔ اُس زمانہ میں ابلیس کے حملے ایسے تھے جیسے آگ کے تیروں کی بارش ہوتی ہے۔ ابلیس میرے دِل سے ابدی زندگی کے خیال کو نکالنا چاہتا تھا۔ اِن حملوں کی وجہ سے مَیں اکثر بے چین سا رہتا تھا۔

۲۶۹ - مجھ میں کچھ خُوبیاں تو تھیں لیکن ابھی تک مَیں نے اُن کا اظہار نہیں کیا تھا، اِس لئے میرے دِل میں اطمینان نہیں تھا۔ جب مَیں اپنی اِن خُوبیوں کا اظہار کرتا تو نہ ہی صرف مُقدّسوں کی آرزو کی وجہ سے ہی مجھ میں نئی زندگی کی رُوح دوڑتی ہُوئی معلوم ہوتی بلکہ پولُس رسُول

کے اِن الفاظ سے بھی مجھے نئی زندگی حاصل ہوتی تھی "اَے بھائیو! تم اِستفنس کے خاندان کو جانتے ہو کہ وہ اخیہ کے پہلے پھل ہیں اور مُقدّسوں کی خدمت کے لئے مستعد رہتے ہیں، پس مَیں تم سے التماس کرتا ہوں کہ ایسے لوگوں کے تابع رہو بلکہ ہر ایک کے جو اس کام اور محنت میں شریک ہے"۔ (۱۔ کرنتھیوں ۱۶: ۱۵-۱۶)

۲۷۔ اس حوالہ سے مجھے معلوم ہُوا کہ رُوح القُدس کا یہ ہرگز مقصد نہیں ہے کہ وہ لوگ جن میں صلاحیتیں موجود ہیں وہ اُنہیں بروئے کار نہ لائیں بلکہ رُوح القُدس اُن لوگوں کو سراہتا ہے جو "مُقدّسوں کی خدمت کے لئے مستعد رہتے ہیں"۔ کلامِ پاک کا یہ حصّہ میرے دل میں رہنے لگا اور خُدا کی اِس خدمت کے دوران میں مجھے بڑی ہی تسلّی اور قوّت ملتی رہی۔ خُدا کے مُقدّسوں کی مثالوں اور کتابِ مُقدّس کے مختلف حوالوں اور دُوسرے تاریخی واقعات سے میری دلجمعی ہُوئی۔ (اعمال ۸: ۴، ۱۸: ۲۴-۲۵، ۱-پطرس ۴: ۱۰، رُومیوں ۱۲: ۶)

۲۸۔ مَیں اپنے آپ کو خُدا کے مُقدّسوں سے بہت ہی حقیر سمجھتا تھا۔ مجھے اپنی کمزوری اور ہیچمدانی کا احساس تھا۔ لیکن مَیں نے بڑے خوف کے ساتھ اور کانپتے ہُوئے اپنی قابلیّت، استطاعت اور ایمان کے مطابق خُدا کے مُقدّس کلام کی منادی شروع کر دی۔ دیہات کے لوگوں نے میری باتوں کو سُنا تو اُنہیں خُدا کے کلام کی سمجھ آ گئی۔ وہ لوگ سینکڑوں کی تعداد میں خُدا کا کلام سُننے کے لئے دُور دُور سے آیا کرتے تھے مگر اُس مقامی جگہ کے لوگوں کی تعداد بہت کم

ہوتی تھی ۔

۲۷۲۔ میں خُدا کا شُکر ادا کرتا ہُوں کہ میرے دل میں ان لوگوں کے لئے درد اور رحم کے جذبات تھے یہی وجہ ہے کہ میں بڑے جوش و خروش سے کلام مقدس میں سے ایسے پیغام کی تلاش میں رہتا تھا، جس کے وسیلہ سے خُدا اپنی برکت نازل فرماتا تھا تاکہ میں رُوحوں کو بیدار کر سکوں اور یہی میری سب سے بڑی آرزو بھی تھی۔ مجھے مُنادی کرتے زیادہ عرصہ نہیں گُزرا تھا کہ بعض لوگوں کے دِل کلام سے گویا پگھل گئے ۔ وہ اپنے گناہوں پر نادم ہُوئے وُہ گناہ کی وجہ سے بہت ہی عذاب میں مُبتلا تھے اب اُنہیں خُداوند یسُوع مسیح کی ضرورت محسُوس ہونے لگی ۔

۲۷۳۔ میں اپنے آپ کو بڑا ہی حقیر خیال کیا کرتا تھا۔ اس لئے پہلے پہل تو مجھے یقین نہ ہُوا کہ میرے وسیلہ سے خُدا انسان کے دِل سے مُخاطب ہو سکتا ہے۔ تاہم وُہ لوگ جن پر خُدا کے کلام کا اثر ہُوا تھا وُہ مجھے پیار کرنے لگے۔

وُہ میری بڑی عزّت کیا کرتے تھے ۔ اگرچہ میں کہا کرتا تھا کہ اُن میں یہ بیداری میں نے پیدا نہیں کی ہے لیکن پھر بھی وُہ اعتراف کرتے تھے اور مُقدسوں کے سامنے اقرار کرتے تھے کہ یہ سب کچھ میری وجہ سے ہی ہُوا ہے ۔ اگرچہ میں اپنے آپ کو بڑا نکمّا اور بُرا خیال کیا کرتا تھا تاہم وُہ سمجھتے تھے کہ میں اُنہیں نجات کی راہ دکھانے کے لئے خُدا کا چُنا ہُوا وسیلہ ہُوں ۔

۲۷۴۔ یہ لوگ اپنے اقوال و افعال کے بڑے پابند تھے ۔ وہ

بڑے خلوص سے خداوند یسوع مسیح کا عرفان حاصل کرنا چاہتے تھے۔ وہ اس بات کے لئے نہایت ہی شادمان تھے کہ خدا نے مجھے اُن کے لئے بھیجا ہے اور مَیں نے یہ نتیجہ نکالا کہ خدا نے اپنا کام مجھ ناداں کے سپرد کیا ہے۔ اس وقت مجھے کلام پاک کی یہ آیت یاد آئی اور میری رُوح کو تر و تازگی نصیب ہوئی "ہلاک ہونے والا مجھے دُعا دیتا ہے اور مَیں بیوی کے دِل کو ایسا خوش کرتا تھا کہ وہ گانے لگتی تھی۔" (ایوب ۲۹: ۱۳)

۲۷۵۔ اس آیت سے میری رُوح شادمان ہوئی۔ میری مُنادی سے بہت سے لوگ بیدار ہوتے اور اُن کی آنکھوں میں آنسو آ جاتے تھے۔ اِن آنسوؤں سے میری ہمّت بندھی اور مجھے بڑی خوشی ہوئی۔ مجھے خدا کے کلام کی یہ آیات یاد آنے لگیں "کیونکہ اگر مَیں تم کو غمگین کروں تو مجھے کون خوش کرے گا سوا اُس کے جو میرے سبب سے غمگین ہوا۔" (۲-کرنتھیوں ۲: ۲)۔ اِن آیات میں میرے لئے کافی دلائل موجود ہیں کہ خدا نے مجھے کیونکر خوشخبری سُنانے کے لئے بلایا ہے۔ یہ آیت کتنی پیاری ہے "اگر مَیں اَوروں کے لئے رسُول نہیں تو تمہارے لئے تو بے شک ہوں، کیونکہ تم خود خداوند میں میری رسالت پر مُہر ہو۔" (۱-کرنتھیوں ۹: ۲)

۲۷۶۔ خدا کا کلام سُنانے میں ایک بات پر مَیں نے خاص طور پر نگاہ کی ہے کہ خدا نے مجھے گنہگاروں کو خوشخبری سُنانے کے لئے چُنا ہے اور خدا نے اس ضمن میں میری رہنمائی فرمائی ہے۔ مَیں علانیہ کہتا ہوں کہ خون اور گوشت خدا کی بادشاہت کے

وارث نہیں ہیں۔ نفسانی انسان ابدی ہلاکت کے مجرم ٹھہرایا
گیا ہے۔ جونہی انسان اس دُنیا میں پیدا ہوتے ہیں شریعت کے
ماتحت اُن پر خُدا کا غضب ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اُن میں گناہ ہوتا ہے۔ میں
نے اس حصّے کو بطریقِ احسن سرانجام دیا کیونکہ شریعت کا خوف اور حکم
عدولی کا ڈر ہر وقت میرے ضمیر پر بارِ گراں تھا۔ میں اپنے تصوّرات
کی ہی تبلیغ کرتا تھا، اور لوگوں سے وُہی باتیں کہا کرتا تھا جن کی
وجہ سے میری رُوح پر وحشت طاری رہتی۔ میں آہ و زاری کیا
کرتا اور ترساں و لرزاں رہتا تھا۔

۷۷۔ حقیقت یہ ہے کہ میری حالت ایسی تھی گویا میں عالمِ ارواح
سے اُن کے پاس آیا ہوں۔ میں خود زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا اور
اُن کے پاس خوشخبری کا پیغام لے کر گیا جو زنجیروں میں جکڑے ہوئے
تھے۔ میرے دل میں ایک آگ روشن تھی اور میں اُن لوگوں کو بھی
اس سے رُوشناس کرانا چاہتا تھا۔ اُن کو دوزخ کی آگ سے
بچنے کی تلقین کیا کرتا تھا۔ میں سچ کہتا ہوں اور عجیب بات بالکل نہیں
کرتا کہ وعظ کرنے کے لئے جب میں پلپٹ پر چڑھتا تھا تو میرا دل
طرح طرح کے گناہوں سے بھرا ہوتا تھا۔ مجھ پر خوف طاری ہو
جاتا تھا۔ لیکن جلدی ہی یہ کیفیت دُور ہو جاتی تھی اور میں بڑی
آزادی سے وعظ و نصیحت کرتا —— پلپٹ سے نیچے اُتر کر
پھر وہی حالت ہو جاتی۔ میں بدی کی طرف مائل ہو گیا لیکن پھر
خُدا نے قوی بازو سے میری دستگیری فرمائی — اب
گناہ اور دوزخ مجھے اس بشارت کے کام سے ہٹا نہیں سکتے تھے

۲۷۸ - دو سالوں تک مَیں انسانوں کے گُناہوں اور گُناہ کی وجہ سے اُن کی خوفناک حالت کے بارے میں بڑے جوش و خروش سے مُنادی کرتا رہا - اِس کے بعد خُداوند مسیح کے وسیلہ سے خُدا نے مجھے سنجیدہ اطمینان عطا فرمایا اور اُس کی مہربانی سے مَیں خُداوند مسیح کے وسیلہ سے حاصل ہونے والے فضل سے واقف ہو گیا۔ اب مَیں نے اپنی مُنادی کا رُخ بدل دیا۔ ابھی تک مَیں اُسی چیز پر وعظ کرتا تھا جو مَیں دیکھتا اور محسوس کرتا تھا لیکن اب مَیں خُداوند مسیح کی خدمت اور دُنیا پر اُس کے احسانات کی بشارت دینے لگا - مَیں تمام غلط باتوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر نکالتا اور اُن کی تردید کرتا جن پر دُنیا اکثر تکیہ کئے ہوئے ہے اور ہلاک ہو رہی ہے - مَیں خود بھی ایک مدّت تک اِن ہی باتوں پر سہارا کئے رہا۔

۲۷۹ - اس کے بعد خُدا نے مجھے خُداوند یسوع مسیح کے ساتھ میل ملاپ کے راز سے آگاہ کیا - یہ چیز مجھے معلوم ہو گئی اور مَیں نے لوگوں کو بھی بتا دی - پُورے پانچ سال تک مَیں نے خُدا کے کلام کے تین بڑے بڑے نکات سے آگاہی حاصل کی اور ان کے متعلق مُنادی کرتا رہا - آخر اس کے بعد مجھے قید میں ڈال دیا گیا - اس قید خانہ میں کافی عرصہ ہو چُکا ہے - مَیں دُکھ اُٹھا کر اُسی طرح سے کلام مُقدّس کی سچائی کی گواہی دیتا ہوں، جس طرح مَیں مُنادی کر کے اُس کی گواہی دیا کرتا تھا۔

۲۸۰ - مَیں خُدا کا شکر کرتا ہوں کہ اپنی مُنادی کے دوران

میرے دل نے ہر وقت خُدا سے دُعا کی ہے کہ وہ اپنے کام کو رُوح کی نجات کے لئے مؤثر بنائے ۔ مجھے ڈر رہتا ہے کہ کہیں دُشمن کلام کو دِل سے نکال کر نہ لے جائے اور کلام بے پھل رہے۔ چنانچہ میں کلام کو اس طرح سے پیش کرنے کی کوشش کرتا تھا تاکہ صفائی کے ساتھ گناہ اور گنہگار دونوں کی تحقیق ہو سکے۔

۲۸۱ - مُنادی کے دوران میں میرے دِل میں خیال آتا رہتا تھا کہ خُدا کا کلام بارش کی طرح پتھریلی زمین پر بھی کام کریگا۔ میری آرزو ہوتی تھی کہ جن لوگوں نے آج میری باتوں کو سُنا ہے، وہ میری طرح دیکھ سکیں کہ گناہ، موت، دوزخ اور خُدا کا غضب کیا ہے۔ خُداوند مسیح کے وسیلہ سے اُس کا فضل، محبت اور رحم کس قسم کا ہے" اور میں اپنے دل میں خُدا کے حضور اکثر کہا کرتا تھا کہ اگر میں اُن کی آنکھوں کے سامنے تختۂ دار پر بیٹھایا جاؤں اور اس طرح سے وہ بیدار ہو جائیں اور اُن کا ایمان پختہ ہو جائے تو میں ایسا کرنے کے لئے بخوشی تیار ہوں گا۔

۲۸۲ - جب میں یہ مُنادی کرتا ہوں کہ اعمال کے بغیر خُداوند یسُوع مسیح کے وسیلہ سے زندگی ملتی ہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خُدا کا فرشتہ میرے پاس کھڑا ہوا مجھے تقویت دے رہا ہے۔ میں خُداوند مسیح کے وسیلہ سے اُس ملنے والی زندگی کی تشریح کرتا ہوں تاکہ دُوسرے لوگوں پر حقیقت حال کھُل جائے تو اس وقت میں صرف یہی نہیں کہتا کہ مجھے یقین ہے، یا میں ایمان لاتا ہوں بلکہ میرا خیال ہے کہ یہ بات یقین سے بھی قدرے زیادہ ہے کیونکہ وہ باتیں جو میں بیان

کرتا ہوں برحق ہیں۔

۲۸۳۔ جب میں کلام کی منادی کے لئے اپنے ملک سے باہر گیا تو اس جگہ کے خادمانِ دین اور علماء و فضلا نے علانیہ میری مخالفت شروع کر دی ۔۔ میں نے اینٹ کا جواب پتھر سے دینے کی بجائے اس امر کی سعی کی کہ اُن کے نفسانی علماء کو قائل کر سکوں کہ شریعت کے اعتبار سے اُن کی حالت بڑی ناگفتہ بہ ہے۔ انہیں خداوند مسیح کی قدر و قیمت معلوم کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ میں نے خیال کیا کہ "جب کبھی میری اُجرت کا حساب تیرے سامنے ہو تو میری صداقت آپ میری طرف سے بول اُٹھے گی۔" (پیدائش ۳۰: ۳۳)

۲۸۴۔ میں نے متنازعہ فیہ مسائل میں دخل دینے کی کبھی کوشش نہیں کی۔ کچھ باتیں ایسی بھی ہیں جو مُقدسوں کے درمیان نزاع کا باعث بنی ہوئی ہیں اس لئے میں ایسی باتوں کے متعلق کچھ کہنے سے گریز کیا کرتا تھا ۔۔ میں بڑی خوشی اور جوش و خروش سے خداوند مسیح کی موت اور دکھوں کی بابت گناہوں کی معافی کی تعلیم دیا کرتا تھا۔ دوسری معمولی باتوں کو میں چھوڑ دیتا تھا، کیونکہ اِن کا کرنا یا نہ کرنا ایک ہی بات تھی۔ میری خدمت نے ایک اور صورت اختیار کر لی۔ لوگوں میں ایک عجیب قسم کی بیداری شروع ہوئی اور یہ بیداری روز بروز ترقی کرنے لگی۔

۲۸۵۔ مجھے اور کسی بات سے ذکر کرنے کی جرأت نہیں، سوا اُن باتوں کے جو خداوند مسیح نے غیر قوموں کو تابع کرنے کے لئے قول اور فعل سے، نشانوں اور معجزوں کی طاقت سے اور رُوح القدس کی قدرت

سے میری وساطت سے کیں (رومیوں ۱۵: ۱۸) اگرچہ جو کچھ میں کرتا ہوں، اُس کو کافی نہیں سمجھتا تھا، تاہم مَیں نے خیال کیا کہ جو کچھ مجھے خُدا کے کلام اور رُوح القُدس نے سکھایا ہے، اُسے لوگوں کو بتانا میرا فرض ہے۔ مَیں نے لوگوں کو بتایا کہ خُدا کے کلام پر عمل کرنا مُشکل بات نہیں ہے، بشرطیکہ ہم اخلاص سے اُس کی طرف رجُوع کریں تاہم مَیں فخر نہیں کرتا کہ مجھے خُدا کے کلام کا دُوسرے لوگوں کی نسبت زیادہ علم ہے۔ (کلیسیوں ۱: ۱۱-۱۲)

۲۸ - میری خدمت کے وسیلہ سے بہت سی رُوحیں بیدار ہوئی ہیں لیکن جب کبھی ان میں سے کوئی شخص گمراہ ہو جاتا ہے تو حقیقت میں مجھے ایسا نقصان محسُوس ہوتا ہے جیسے میرا اپنا لختِ جگر مجھ سے ہمیشہ کے لئے جُدا ہو جائے اور اُسے سپردِ خاک کر دیا جائے - مَیں سچ سچ کہتا ہُوں کہ میرے دِل پر اس کا بہت ہی اثر ہوتا ہے اور مَیں ڈرتا ہُوں کہ کہیں اس وجہ سے میری رُوح نجات سے محرُوم نہ ہو جائے۔ جہاں کہیں مَیں نے کلام کی مُنادی کی ہے اور لوگ ایمان لائے ہیں، مَیں خیال کرتا ہُوں کہ مَیں اُن جگہوں کا گویا راجہ ہُوں اور میرے وہاں محلات ہیں۔ اس شاندار کام کی بدولت میری رُوح شادمان تھی - اگر خُدا مجھے ساری دُنیا کا شہنشاہ بنا دیتا یا زمین کی تمام شان و شوکت عطا کر دیتا تو مَیں ان چیزوں کی نسبت اس خُوشخبری کی مُنادی کے کام کو زیادہ بابرکت اور عزت والا سمجھتا۔ خُدا کے کلام کے یہ الفاظ کتنے خُوبصورت ہیں "جو کوئی کسی گنہگار کو اُس کی گمراہی سے پھیر لائے گا، وہ ایک جان کو موت سے بچائے گا اور بہت سے گناہوں پر پردہ ڈالے گا۔" (یعقوب ۵: ۲۰)

"صادق کا پھل حیات کا درخت ہے اور جو دانش مند ہے دلوں کو موہ لیتا ہے۔" (امثال ۱۱: ۳۰) "اہل دانش نورِ فلک کی مانند چمکیں گے اور جن کی کوشش سے بہتیرے صادق ہو گئے، ستاروں کی مانند ابدالآباد تک روشن ہوں گے۔" (دانی ایل ۱۲: ۳) "بھلا ہماری اُمید اور خوشی اور فخر کا تاج کیا ہے؟ کیا وہ ہمارے خداوند یسوع کے سامنے اُس کے آنے کے وقت تم ہی نہ ہو گے؟ ہمارا جلال اور خوشی تم ہی تو ہو۔" (۱۔ تھسلنیکیوں ۲: ۱۹-۲۰)
میں کہتا ہوں کہ اس قسم کے حوالہ جات سے مجھے بڑی ہی تازگی ملی ہے۔

۲۸۷۔ میں نے دیکھا کہ جہاں کہیں میں نے خدا کی خدمت کرنے کی کوشش کی ہے، سب سے پہلے میں نے خدا کے روح کی قوت کے لئے دعا کی ہے۔ میں نے یہ بھی دیکھا ہے کہ جن روحوں کو بچانے کے لئے میرے دل میں زبردست آرزو پیدا ہوئی، وہ روحیں میری خدمت کے پھل کے طور پر مجھے انعام میں دی گئیں۔ میں نے دیکھا ہے کہ کبھی کبھی وعظ میں ایک دو الفاظ نے ہی خاطر خواہ اثر پیدا کیا ہے اور بعض اوقات میں نے روحوں کو جیتنے کی کوشش کی تو میں نے دیکھا کہ میری تمام اُمیدیں خاک میں مل گئیں۔

۲۸۸۔ میں نے دیکھا ہے کہ بعض اوقات اگر گنہگاروں کے لئے کوئی کام کرنے کی ٹھانی جائے تو ابلیس دلوں میں گرجتا ہے اور خادموں کی زبان سے جوش و خروش سے بھری ہوئی باتیں نکلتی ہیں۔
اکثر اوقات ایسا بھی ہوا ہے کہ جب اس بُری دنیا نے کلام کی مخالفت کی ہے تو خدا کے کلام سے روحیں بیدار ہوئی ہیں۔

مَیں اس کی مثالیں تو دے سکتا ہوں مگر وقت کی بچت کے لئے ان کو چھوڑ رہا ہوں۔

۲۸۹۔ میرے دل میں سب سے بڑی آرزو یہ رہی ہے کہ مَیں مُلک کے اُس حصّے میں کلام کی روشنی پھیلا دوں، جہاں گناہ کی تاریکیاں ہیں۔ اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ مَیں کسی طرح اُن لوگوں کی برداشت نہیں کر سکتا جو کلام سے واقف نہیں۔ مَیں خُدا کے کلام کو کسی شخص کو سُنانے سے گریز نہیں کرتا لیکن میری رُوح اس طرف مائل ہے کہ مَیں لوگوں میں بیداری پیدا کر کے رُوحوں کو تبدیل کروں اور جس کلام کی مَیں منادی کرتا تھا، وہ اس طرف مائل معلوم ہوتا تھا۔ "اور مَیں نے یہی حوصلہ رکھا کہ جہاں مسیح کا نام نہیں لیا گیا وہاں خوشخبری سناؤں تاکہ دُوسرے کی بنیاد پر عمارت نہ اُٹھاؤں۔" (رومیوں ۱۵: ۲۰)

۲۹۰۔ مَیں بڑی دِلسوزی سے کلام کی منادی کرتا اور لوگوں کو خُدا کے پاس لانے میں بڑی کوشش کرتا تھا۔ جب تک میری منادی کا کوئی پھل ظاہر نہیں ہوتا تھا مجھے تسلّی نہیں ہوتی تھی، اگر میری منادی بے پھل ہوتی تو مجھے کیا پروا کہ اس سے کون خوش ہے یا اگر پھلدار ہوتی تو کیا پروا کہ کون لعن طعن کرتا ہے۔ مجھے ہمیشہ یہ بات یاد رہی ہے کہ "جو دانشمند ہے دِلوں کو موہ لیتا ہے"۔ (امثال ۱۱: ۳۰)

اور پھر یہ آیت "دیکھو! اولاد خُداوند کی طرف سے میراث ہے اور پیٹ کا پھل اُسی کی طرف سے اجر ہے۔ جوانی کے فرزند ایسے ہیں، جیسے زبردست کے ہاتھ میں تیر۔ خوش نصیب ہے وہ آدمی جس کا ترکش اُن سے بھرا ہے۔ جب وہ اپنے دُشمنوں سے پھاٹک پر باتیں کریں گے تو شرمندہ نہ ہوں گے۔" (زبور ۱۲۷: ۳-۵)

۲۹۱۔ اگر خُداوند مسیح اور اپنی نجات سے بے بہرہ لوگ دُوسروں

کی آراء کو اپنا لینے تو مجھے اس سے کوئی خوشی نہ ہوتی تھی۔ لیکن اگر کسی شخص کو اپنے گناہوں کا اعتراف ہو، خاص طور پر یہ کہ وہ بے اعتقاد ہے اور اُس کے دل میں خداوند مسیح کے ذریعہ سے نجات حاصل کرنے کی آگ روشن ہو اور اُس کی رُوح پاک و صاف ہو کر مقدس فضاؤں میں سانس لے تو اس سے مجھے بے حد خوشی ہوتی ہے۔ اس قسم کی رُوحوں کو مَیں نجات یافتہ شمار کرتا ہُوں۔

۲۹۲۔ خوشخبری کی منادی کرنے میں مجھے آزمائشوں نے تختۂ مشق بنائے رکھا ہے۔ مَیں بعض اوقات ہمت ہار دیتا ہُوں اور مجھے ڈر رہتا ہے کہ مَیں خدا کے پاک کلام کو بطریق احسن لوگوں کے سامنے پیش نہیں کر سکتا۔ میری باتیں بے معنی ہوتی ہیں۔ عجیب و غریب قسم کی کمزوری اور نقاہت مجھ پر چھا جاتی ہے۔ میری ٹانگیں لڑکھڑاتی ہیں اور مَیں جلسہ گاہ میں نہیں جا سکتا۔

۲۹۳۔ بعض اوقات منادی کے دوران میں مجھ پر کافرانہ خیالات کا بڑا زبردست حملہ ہوتا ہے اور جماعت کے سامنے اُونچی اُونچی آواز سے بولنے کی آزمائش میں گرفتار ہو جاتا ہُوں اور کبھی کبھی جب مَیں نے بڑی صفائی اور آزادی سے خدا کے کلام کو سُنایا ہے تو وعظ کے خاتمہ سے پیشتر مَیں بے بصیرت ہو جاتا ہُوں اور جو کچھ مَیں نے وعظ و نصیحت کی ہوتی ہے، اُس سے غافل ہو جاتا ہُوں۔ اپنی تقریر سے اتنا چکرا جاتا ہُوں کہ مجھے یاد نہیں رہتا کہ مَیں کیا کہنا چاہتا تھا اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ

اس وعظ و نصیحت کے دوران میرا ضمیر کسی شکنجے میں پھنسا رہا ہے۔

۲۹۴۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوا ہے کہ میں نے کلام کے کسی ایسے حصے کے متعلق وعظ کرنے کی ٹھانی ہے جس سے جماعت کی دُکھتی ہوئی رگ کو چھیڑا جائے۔ اُس وقت آزمانے والے نے مجھے یہ کہا ہے کہ کیا تم اس حصہ پر وعظ کرو گے؟ اس سے تم اپنے آپ کو مجرم ٹھہراؤ گے۔ این گناہیست کہ در شہر شما نیز کنند۔ اس لئے اسے اپنی وعظ کا موضوع نہ ہی بناؤ تو بہتر ہے اور اگر تم یہ وعظ کرو گے بھی تو الفاظ کو یُوں توڑ مروڑ کر پیش کرو کہ تم اس وعظ کی زد میں نہ آسکو، کہیں ایسا نہ ہو کہ دُوسروں کو بیدار کرتے کرتے اِس گناہ کے خود ہی مرتکب نظر آؤ۔ پھر تمہارے لئے اپنی صفائی پیش کرنا مشکل ہوگا۔ لوگ کہیں گے، دیگراں را نصیحت خود میاں فضیحت۔

۲۹۵۔ لیکن خدا کا شکر ہے کہ میں اس قسم کی خوفناک راہ کے پھندے میں نہیں آیا بلکہ سمسون کی طرح میں نے گناہ اور خطا کو اپنی پوری قوت سے مجرم ٹھہرایا اور ایسا کرنے میں میں نے دیکھا کہ میں خود بھی گنہگار ہوں۔ میں نے کہا کہ سمسون کی طرح مجھے بھی کہنا چاہیئے "فلستیوں کے ساتھ مجھے بھی مرنا ہے۔ سو وہ اپنے سارے زور سے جھکا اور وہ گھر ان سرداروں اور سب لوگوں پر جو اس میں تھے گر پڑا"۔ (قضاۃ ۱۶: ۲۹-۳۰) میں خدا کے مقدس کلام کو بگاڑ کر نہیں پیش کرنا چاہتا تھا "تو جو اوروں کو سکھاتا ہے اپنے آپ کو کیوں نہیں سکھاتا؟" اپنے آپ کو بچانے کی خاطر سچائی کو ناراستی میں چھپانے کی نسبت یہ بہتر ہے کہ تو دوسروں کو نصیحت کرتے کرتے اپنے آپ کو مجرم ٹھہرائے۔ اس

اہانت کے لیئے خدا کا مقدس نام مبارک ہو۔

۲۹۶۔ خداوند مسیح کی بشارت کے اس مبارک کام کے سرانجام دینے میں مَیں نے فخر بھی کیا ہے اور اگرچہ یہ کہنے کی تو جرأت نہیں ہے کہ مَیں اس متعدی مرض کا شکار نہیں ہوا لیکن خدا نے اپنی کمال رحمت و شفقت سے مجھ پر یہ احسان فرمایا ہے کہ مَیں نے فخر کرنے میں بہت تھوڑی خوشی محسوس کی ہے کیونکہ میرا ہر روز کا یہ معمول ہے کہ مَیں اپنے دل کی خرابی میں گم رہتا ہوں ۔ مجھے ہزاروں کمزوریاں اور بُرائیاں بھی نظر آتی ہیں، جن کی وجہ سے مَیں اپنی تمام بخششوں اور نعمتوں کے باوجود اپنا سر جھکاتا ہوں ۔ مَیں نے اپنے جسم میں اس کانٹے کو محسوس کیا ہے لیکن خدا کا فضل میرے لئے کافی ہے (۲۔کرنتھیوں ۱۲: ۷، ۹)

۲۹۷۔ مندرجہ بالا آیات کے علاوہ خدا کے پاک کلام کی دوسری آیات بھی میرے سامنے آئی ہیں ۔ ان آیات میں روح کی ہلاکت کے متعلق آیات نشتر کی طرح ہوتی ہیں اور ان میں الٰہی بخشش اور انعام کی خوش خبری بھی ہوتی ہے ۔ مثلاً اس آیت نے مجھے بہت ہی فائدہ پہنچایا ہے " اگر مَیں آدمیوں اور فرشتوں کی زبانیں بولوں اور محبت نہ رکھوں تو مَیں ٹھنٹھناتا پیتل یا جھنجھناتی جھانجھ ہوں۔ اور اگر مجھے نبوت ملے اور سب بھیدوں اور کل علم کی واقفیت ہو اور میرا ایمان یہاں تک کامل ہو کہ پہاڑوں کو ہٹا دوں اور محبت نہ رکھوں تو مَیں کچھ بھی نہیں ہوں"۔ (۱۔کرنتھیوں ۱۳: ۱-۲)

۲۹۸۔ جھنجھنانے والی جھانجھ موسیقی کا ایک ساز ہے ۔ ایک ماہر فن کار اس میں سے دل کش اور مسحور کن نغمے نکالتا ہے ۔ ان کے

سُننے سے وجدان کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے اور دِل رقص کرنے لگتا ہے لیکن جھانجھ میں زندگی نہیں ہوتی ۔ اس میں سے اپنے آپ نغمہ نہیں پھُوٹ سکتا، بلکہ ماہر موسیقار نغموں کی تخلیق کرتا ہے ۔ آخر کار یہ جھانجھ امتدادِ زمانہ سے بوسیدہ ہو کر ٹوٹ پھوٹ جاتی ہے اور ہمیشہ کے لئے ختم ہو جاتی ہے ۔ اور حال یہ ہے کہ اس ہی میں سے نغمے نکلتے تھے ۔

۲۹۹ ۔ مَیں نے دیکھا کہ وُہ لوگ جن میں صلاحیتیں موجُود ہیں مگر اُنہیں نجات کے لئے فضل کی ضرُورت ہے وُہ خُداوند مسیح کے ہاتھ میں ایسے ہیں جیسے داؤد کے ہاتھ میں جھانجھ ۔ خُدا کی خدمت کرنے میں داؤد جھانجھ بجا کر بڑا خوش ہُوا کرتا تھا ۔ اس سے عبادت کرنے والوں میں گویا نئی رُوح آ جاتی تھی ۔ خُداوند مسیح بھی قابل آدمیوں کو اِس طرح سے استعمال کرتا ہے کہ وُہ کلیسیا میں ایک نئی رُوح پھُونک سکیں ۔ اور جب وُہ اپنا کام سرانجام دے چکتے ہیں تو وُہ جھانجھ کی طرح بے جان ہو جاتے ہیں اور پھر اُنہیں لٹکا دیا جاتا ہے ۔

۳۰۰ ۔ اس خیال نے دُوسرے خیالوں کے ساتھ مِل کر فخر اور غرُور اور جھُوٹی شہرت کے سر پر گویا موگریاں برسائیں ۔ مَیں نے خیال کیا کہ کیا مَیں فخر کروں، کیونکہ مَیں جھنجھناتی جھانجھ ہُوں ؟ کیا سارنگی بننا بڑی بات ہے ؟ کیا اِن چیزوں کی نسبت اُس مخلُوق میں جس میں تھوڑی سی زندگی ہے خُدا کی باتیں زیادہ نہیں ہیں ؟ اس کے علاوہ مُجھے معلُوم تھا کہ محبّت کبھی مَر نہیں سکتی، لیکن یہ چیزیں رفتہ رفتہ ختم ہو جائیں گی ۔ اِس لئے مَیں نے نتیجہ نکالا وہ تھوڑا سا

فضل، تھوڑی سی محبت اور خدا کا تھوڑا سا خوف اِن تمام صلاحیتّوں سے بہتر ہے۔ مجھے مکمل طور پر یقین ہے کہ وُہ آدمی جو کسی کو تسلی بخش جواب نہیں دے سکتا، ممکن ہے کہ اُس پر اُن آدمیوں کی نسبت ہزار گنا زیادہ فضل ہو اور وُہ خُداوند کی محبت اور مہربانی سے زیادہ بہرہ ور ہو جو اپنے علم کی وجہ سے فرشتوں کی زبانیں بولتے ہیں۔

۳۰۱۔ پس مجھے معلُوم ہوُا کہ اگرچہ علم و ہُنر کی یہ نعمتیں اپنی ذات میں اُن کاموں کے متعلق نہایت ہی اعلیٰ ہیں، جن کے لیئے یہ ودیعت کی گئی ہیں یعنی اِن سے دُوسرے لوگوں کی رُوحانی ترقی ہوتی ہے لیکن اگر کسی شخص میں علم و ہُنر کی تمام نعمتیں موجُود ہوں اور وُہ اِن سے استفادہ نہ کرے تو اس سے اُسے کوئی خُوشی حاصل نہیں ہوتی کیونکہ یہ نعمتیں قُدرت نے اُسے عطا کی ہیں۔ اِن نعمتوں کی ترقی اور تنزّلی کا وُہ ذمہ دار ہے اور وُہ جو زندوں اور مردوں کا انصاف کرنے والا ہے اُس کے حضُور سب باتوں کا حساب دینا پڑیگا۔

۳۰۲۔ اس سے مجھے معلُوم ہوُا کہ نعمتیں اگر تنہا ہوں تو اپنی ذات میں خطرناک نہیں ہیں، لیکن اِن کے ساتھ تکبّر، فخر اور جھوٹی شان و شوکت کی خواہش اور خود فریبی شامل ہو جاتی ہیں اور اگر کوئی نادان مسیحی کسی کی اِن نعمتوں کی تعریف کرے تو وُہ آدمی خطرے میں مُبتلا ہو جاتا ہے اور وُہ ابلیس کے ساتھ ملعُون بن جاتا ہے۔

۳۰۳۔ مَیں نے یہ بھی دیکھا کہ وُہ آدمی جس میں علم و ہُنر کی صلاحیتیں موجُود ہیں، اُسے اُن آدمیوں سے دُور رہنا چاہیئے، جن کی صحبت

ہی رہ کر اُس کی رُوح نہ بچ سکے تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اُن میں رہ کر وُہ خُدا کے فضل سے دُور ہو جائے۔

۳۰۴۔ اُسے خُدا کے ساتھ ساتھ حلیمی سے چلنے کی ضرورت ہے۔ اُسے اپنے آپ کو حقیر سمجھنا چاہیئے اور یہ خیال رکھنا چاہیئے کہ اُس کی یہ نعمتیں کلیسیا کی ہیں اور اُن کی بدولت وُہ کلیسیا کا خادم ہے۔ اور آخرکار اُسے خُداوند یسُوع مسیح کے سامنے اپنی مختاری کا حساب دینا پڑے گا، اور اگر اُس کا حساب اچھّا ہُوا تو یہ بات اُس کے لیئے برکت کا باعث ہوگی۔

۳۰۵۔ تمام آدمیوں کے دِلوں میں خوف ہونا چاہیئے۔ بڑی بڑی نعمتوں کی آرزو رکھو۔ اگر کسی آدمی پر خُدا کا فضل زیادہ ہو اور اُس کے پاس نعمتیں کم ہوں تو وُہ اِس سے بہتر ہے کہ نعمتیں زیادہ ہوں اور فضل بالکل نہ ہو۔ کتاب مُقدّس میں یہ نہیں لکھا کہ خُداوند نعمتیں اور جلال بخشے گا، بلکہ یُوں لکھا ہے کہ خُداوند فضل اور جلال بخشے گا۔ مُبارک ہے وُہ آدمی جسے خُداوند اپنا سچّا فضل عطا کرتا ہے، کیونکہ فضل جلال کا پیش خیمہ ہے۔

۳۰۶ – جب ابلیس نے دیکھا کہ اُس کے آزمانے کے تمام منصُوبے خاک میں مل گئے ہیں یعنی وُہ مجھے خدمت سے ہٹا دینا چاہتا تھا اور میری مُنادی غیر مؤثر بنا دینا چاہتا تھا تاکہ میری خدمت کا خاتمہ ہو جائے، تب اُس نے ایک اور حربہ استعمال کیا۔ جاہل اور کینہ ور لوگوں نے مُجھ پر لعن طعن کی بوچھاڑ شروع

کردی ۔ یہی ابلیس کا مقصد تھا کہ وہ لوگوں کو میرے خلاف اُکسائے۔ میں نے خیال کیا کہ ابلیس یہ چاہتا ہے کہ لوگ میری منادی کی طرف توجہ نہ دیں اور تُوں میں اس خدمت کو خیرباد کہہ دُوں۔

۳۰۷ ۔ میں پھر گیا تھا لوگوں میں افواہ پھیل گئی کہ میں جادوگر، جنُوں والا یعنی تاوبل بان ڈاکو یا اسی قسم کا کوئی شخص ہوں۔

۳۰۸ ۔ ان باتوں کے جواب میں میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ خُدا جانتا ہے کہ میں معصوم ہوں ۔ میں بہتان لگانے والوں کے لئے یہی کہہ سکتا ہوں کہ وہ خُدا کے بیٹے کے تخت عدالت کے سامنے حاضر ہوں گے اور اگر وہ تائب نہ ہوں تو ان باتوں کے ساتھ دُوسری خطاؤں کی بھی جواب دہی کرنی ہوگی، میں صدقِ دل سے دُعا کرتا ہوں کہ خُدا انہیں توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔

۳۰۹ ۔ لوگوں نے میرے متعلق بڑے وثوق سے افواہیں پھیلا رکھی تھیں کہ میری دو بیویاں ہیں اور میں حرام کار اور زناکار ہوں۔ اسی قسم کی اور بھی افواہیں عام تھیں ۔ ان بہتان کی باتوں سے میں خوش ہوتا ہوں کیونکہ بہتانوں اور احمقانہ دروغ بافی کے انبار ابلیس اور اس کے فرزندوں نے مجھ پر پھینکنے کی کوشش کی ہے اور یہ خدا کے فرزندوں اور مقدسوں پر اس قسم کی تہمتیں ہمیشہ لگائی گئی ہیں ۔ خُداوند مسیح نے فرمایا "جب میرے سبب سے لوگ تم کو لعن طعن کریں گے اور ستائیں گے اور ہر طرح کی بُری باتیں تمہاری نسبت ناحق کہیں گے تو تم مبارک ہوگے۔ خوشی کرنا اور نہایت شادمان ہونا کیونکہ آسمان پر تمہارا اجر بڑا ہے اس لئے کہ لوگوں

نے اُن نبیوں کو بھی جو تم سے پہلے تھے اسی طرح ستایا تھا۔" (متی ۵ : ۱۱-۱۲)

۳۱۰۔ اور اگرچہ لوگوں نے مجھ پر تہمتیں لگائیں لیکن میں یہ کہے دیتا ہوں کہ ان سے مجھے رتی بھر دُکھ نہیں ہوتا۔ میرا ضمیر صاف ہے اور جب لوگ ابلیس کی طرح میری نسبت بُری باتیں کہتے ہیں تو ایک نہ ایک دن وہ اس بُہتان تراشی کی وجہ سے شرمندہ ہوں گے۔

۳۱۱۔ گالی دینے والوں کو کیا کہوں؟ کیا اُنہیں دھمکاؤں؟ کیا اُنہیں ڈانٹ پلاؤں؟ کیا اُن کی خوشامد کروں؟ کیا اُن سے التجا کروں کہ وہ زبان درازی نہ کریں؟ میں کبھی ایسا نہیں کروں گا۔ اِن افعال کی وجہ سے وہ خود بخود لعنتی ہیں۔ میں اِن الزام لگانے والوں سے کہوں گا کہ جو کچھ کہنا ہے کہہ لو کیونکہ اس سے میری عزت افزائی ہوگی۔

۳۱۲۔ اس لئے میں اِن دروغ بافیوں اور تہمتوں کو زیوروں کی طرح پہنتا ہوں۔ ایک مسیحی کو لوگ بُرا بھلا کہتے، الزام لگاتے بُہتان باندھتے اور گالیاں دیتے ہیں اور چونکہ یہ ساری باتیں حقیر ہیں اور خدا اور میرا ضمیر گواہ ہے کہ میں خداوند مسیح کی خاطر لعن طعن کو برداشت کرتا ہوں۔

۳۱۳۔ وہ لوگ جنہوں نے اس بات کا بیڑا اُٹھا رکھا ہے کہ اس امر کی تصدیق کریں کہ میرے خلاف عائد کردہ تمام الزامات اور بُہتان درست ہیں یعنی یہی کہ غیر عورتوں کے ساتھ میرے تعلقات خراب ہیں، میں ایسے لوگوں کو احمق اور بیوقوف کہتا ہوں۔

اُنہوں نے اس امر کی جستجو میں ایڑی چوٹی کا زور لگایا ہے کہ آسمان، زمین یا جہنم میں کوئی ایسی عورت ملے جسے مَیں نے کسی جگہ دن یا رات کے وقت چھیڑنے کی کوشش کی ہے اَور کیا مَیں اس طرح سے اس وجہ سے گفتگو کرتا ہُوں کہ دُشمنوں کی نگاہوں میں میری قدر و منزلت ہو؟ نہیں ہرگز نہیں۔ مَیں اس ضمن میں کسی سے اعانت کی درخواست نہیں کروں گا، خواہ لوگ میرا اعتبار کریں یا نہ کریں، میرے لئے ایک ہی بات ہے۔

۳۱۴۔ میرے دُشمنوں نے مجھ پہ پے در پے حملے تو کئے ہیں لیکن اُن کا وار ہمیشہ خالی گیا ہے۔ مَیں ایسا ویسا آدمی نہیں ہُوں۔ اَے کاش مجھ پر الزام لگانے والے لوگ بے قصوُر ہوں۔ اگر انگلستان کے تمام حرامکار، زناکار لوگ تختۂ دار پر لٹکا دیئے جائیں تو جان بنین صحیح و سالم رہے گا۔ مَیں دُوسری عورتوں کے لباس کو جانتا ہُوں۔ اُن کے بچّوں اَور عام شہرت سے بھی واقف ہُوں۔ لیکن اس کے علاوہ کسی اَور چیز کا مجھے کوئی علم نہیں ہے۔ آسمان کی نیلی چھت تلے کوئی ایسی عورت نہیں ہے، جسے مَیں نے بُری نیّت سے دیکھا ہو۔

۳۱۵۔ مَیں خُدا کی حمد کرتا ہُوں کہ اپنے دِل کی تبدیلی سے لے کر آج تک مَیں عورتوں کے معاملے میں بڑا شرمیلا واقع ہوا ہُوں۔ جن لوگوں سے میری مُلاقات یا راہ و رسم ہے وُہ اس بات کے شاہد ہیں کہ عورتوں سے مجھے کوئی رغبت نہیں ہے، یہاں تک کہ اُن کے سلام سے بھی مجھے نفرت ہے۔ اگر کسی عورت میں مجھے سلام کرنے کی تمنّا ہو تو مَیں اس جذبہ کو قابلِ نفرین خیال

کرتا ہوں ۔ مجھے تو ان کی صحبت بھی اچھی نہیں لگتی ۔ میں نے کسی عورت سے مصافحہ نہیں کیا ، کیونکہ میں خیال کرتا ہوں کہ یہ باتیں میرے لیے موزوں نہیں ہیں ۔ جب میں کسی نیک مرد کو دیکھتا ہوں کہ وہ ان عورتوں کو سلام کرتا ہے ، جن کے ہاں اس کا آنا جانا ہے تو میں نے اس پر اعتراض کیا ہے اور جب اس کی طرف سے یہ جواب ملتا ہے کہ یہ شرافت اور تہذیب کی نشانی ہے تو میں اس سے کہتا ہوں کہ اس کا یہ رویہ پسندیدہ نہیں ہے ۔ بعض لوگ تو بوسے کے لیے بھی اصرار کرتے ہیں ۔ میں ان سے کہا کرتا ہوں کہ وہ تخصیص کیوں کرتے ہیں یعنی وہ سب سے زیادہ خوبصورت عورت ہی کو سلام کیوں کرتے ہیں اور بھدی اور بدشکل عورتوں کو قابل التفات نہیں سمجھتے ۔ یہ باتیں دوسروں کی نگاہ میں خواہ کیسی ہی بھلی کیوں نہ ہوں ، میرے نزدیک وہ غیر موزوں اور ناشائستہ ہیں ۔

۱۶۳ ۔ حاصل کلام یہ کہ میں نہ ہی صرف آدمیوں کو بلکہ فرشتوں سے بھی کہوں گا کہ وہ ثابت کریں کہ کسی عورت کے ساتھ ناشائستہ حرکت کا میں مرتکب ہوا ہوں ، اور میں بار بار یہی کہوں گا کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ اس معاملہ میں میں خدا کے خلاف کوئی بات نہیں کہہ رہا ہوں اور میں اس کی منت کروں گا کہ وہ اپنے دفتر میں یہ لکھ لے کہ میں اس معاملہ میں معصوم ہوں ۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ میں اپنی کسی خوبی کی وجہ سے اس برائی سے محفوظ رہا ہوں بلکہ خدا نے اپنے لطف و کرم سے مجھے محفوظ رکھا ہے ۔

میں خدا سے دست بدعا ہوں کہ وہ مجھے نہ ہی صرف اس بُرائی سے بلکہ ہر ایک بُری روش سے بچا کر آسمانی بادشاہت کے لئے محفوظ رکھے۔ آمین

۳۱۷۔ ابلیس نے طعن و تشنیع اور بہتان طرازی کے ذریعہ مجھے میرے ہم وطنوں میں بدنام کرنے کی کوشش کی، تاکہ اگر ممکن ہو تو میری مُنادی بے اثر ہو جائے۔ میرے مصائب میں اضافہ کرنے کے لئے مجھے زندان میں ڈال دیا گیا تاکہ میں خداوند مسیح کی خدمت کرنے سے ڈر جاؤں اور دُنیا پر خوف طاری ہو جائے اور لوگ میری مُنادی سُننے سے گریز کریں۔ اپنی قید کی سرگزشت میں اب بیان کرتا ہوں۔

قید کی سرگزشت

۳۱۸۔ میں خداوند مسیح کے جلالی کلام پر ایمان لا چکا تھا۔ میں نے پانچ سال تک اس کلام کی مُنادی کی۔ ایک دن محمّدسوں کی جماعت میں مجھے گرفتار کر لیا گیا اور اگر میرے پکڑنے والے مجھے چھوڑ دیتے تو میں ضرور اس جماعت میں کلام سُناتا، لیکن مجھے پکڑ کر کسی دُور مقام پر لے گئے۔ مجھے ایک جج کے سامنے پیش کیا گیا۔ میں نے جج کی عدالت میں اگلی مرتبہ حاضر ہونے کی ضمانت پیش کر دی، لیکن

جج نے مجھے سزا سُنا دی، کیونکہ میرے ضامن اس بات کی ضمانت دینے پر رضامند نہ ہو سکے کہ میں لوگوں میں خوشخبری کی مُنادی نہ کروں گا۔

۳۱۹۔ عدالت میں مجھ پر مقدمہ چلایا گیا کہ میں مخالفانِ کلیسیائے انگلستان کی ناجائز خُفیہ مجلس منعقد کرنے والوں کا سرغنہ ہوں اور کلیسیائے انگلستان کی قومی مُستند عبادت اور نماز کا پابند نہیں ہوں۔ ججوں نے ایک دُوسرے کے ساتھ صلاح مشورہ کیا۔ چونکہ میرا رویّہ بڑا مصالحانہ تھا، اس لئے اُنہوں نے اسے اعترافِ گناہ سمجھا۔ میں نے کلیسیائے انگلستان کا مُقلد بننے سے انکار کر دیا۔ مجھے مُدت العُمر کے لئے جلاوطنی کی سزا دی گئی۔ مجھے داروغۂ جیل کے سپرد کر دیا گیا۔ قید خانہ میرا گھر تھا۔ میں متواتر بارہ سال تک قید میں رہا اور اِس انتظار میں رہنے لگا کہ یہ لوگ میرے ساتھ کیا کریں گے۔

۳۲۰۔ میں خُدا کے فضل سے قید خانہ میں بڑے آرام سے رہا۔ اس عرصہ میں خُداوند ابلیس اور میری اپنی خطاؤں نے میرے دِل میں عجیب طرح کی کیفیّت پیدا کر دی تھی۔ خُداوند یسُوع مسیح کی حمد ہو کہ میں نے بہت کچھ سیکھا ہے اور میرے علم میں بڑا اضافہ ہُوا ہے۔ میں اس کے متعلق طولانی گفتگو نہیں کروں گا۔ محض چند باتیں گوشِ گذار ہی کروں گا تاکہ خُدا ترس لوگ خُدا کو مُبارک کہیں اور میرے لئے دُعا کریں اور اگر اُن پر بھی اسی قسم کی اُفتاد پڑے تو وہ آدمیوں سے نہ ڈریں بلکہ میری باتوں سے اُن کی حوصلہ افزائی ہو۔

۳۲۱۔ مجھے خُدا کے کلام کے اسرار و رموز کا ایسا عرفان ہُوا کہ

اس سے پیشتر کبھی میرے وہم و گمان میں بھی نہ آیا تھا۔ کلامِ پاک کے وہ حصّے جن کی میرے نزدیک کچھ زیادہ اہمیت نہ تھی اور نہ ہی اُن کی تفسیر سے مَیں آگاہ تھا اب قید خانہ کی تاریک فضاؤں میں وہ میرے دل پر نُور برسانے لگے۔ خُداوند یشوع مسیح میرے لئے اِس سے پیشتر اتنی زبردست حقیقت نہ تھا۔ مَیں نے اُسے قید خانہ میں دیکھا ہے اور محسوس کیا ہے۔ کلامِ پاک کی یہ آیت دیکھئے "کیونکہ جب ہم نے تمہیں اپنے خُداوند یشوع مسیح کی قدرت اور آمد سے واقف کیا تھا تو دغا بازی کی گھڑی ہُوئی کہانیوں کی پیروی نہیں کی تھی بلکہ خُود اُس کی عظمت کو دیکھا تھا"۔ (۲۔ پطرس ۱: ۱۶)۔ اور خُدا نے مسیح کو مُردوں میں سے جلایا اور جلال بخشا تاکہ تمہارا ایمان اور اُمید خُدا پر ہو (۱۔ پطرس ۱: ۲۱) قید کے ایام میں خُدا کا یہ کلام میرے لئے برکت کا باعث ہُوا۔

کلامِ پاک کے مندرجہ ذیل حوالوں سے میری رُوح کو تازگی ملی ہے۔ یُوحنّا ۱۴: ۱-۴، یُوحنّا ۱۶: ۳۳، کُلسّیوں ۳: ۲-۴ عبرانیوں ۱۲: ۲۲-۲۴۔ بعض اوقات اس کلام کا مجھے ایسا لُطف آتا ہے کہ مَیں اپنی تباہی پر ہنستا ہُوں۔ مَیں گھوڑے اور سوار دونوں کو ناچیز سمجھنے لگا (ایّوب ۳۹: ۱۸) مَیں نے اسی قید خانہ میں اپنے گناہوں کی معافی کا حسین نظارہ اور اپنے آپ کو خُداوند یشوع مسیح کے ساتھ کسی دُوسری دُنیا میں دیکھا ہے یعنی صیّون کے پہاڑ اور زندہ خُدا کے شہر یعنی آسمانی یروشلیم کے پاس اور لاکھوں فرشتوں اور اُن پہلوٹھوں کی عام جماعت یعنی کلیسیا جن کے نام آسمان پر لکھے ہیں اور سب

کے مُنصف خُدا اور کامل کئے ہُوئے راستبازوں کی رُوحوں اور
نئے عہد کے درمیانی یشُوع اور چھڑکاؤ کے اُس خُون کے پاس آئے
ہو جو ہابل کے خُون کی نسبت بہتر باتیں کہتا ہے"۔ (عبرانیوں ۱۲: ۲۲-۲۴)
مَیں نے اپنی قید کے دوران وُہ کُچھ دیکھا ہے کہ مَیں اِسے اِس دُنیا
میں اپنے الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا۔ مَیں نے خُدا کے اِس کلام
میں سچائی دیکھی ہے "اُس سے تُم بے دیکھے محبّت رکھتے ہو اور
اگرچہ اِس وقت اُس کو نہیں دیکھتے تو بھی اُس پر ایمان لا کر ایسی
خُوشی مناتے ہو، جو بیان سے باہر اور جلال سے بھری ہے"۔
(۱۔ پطرس ۱: ۸)

۳۲۳۔ مجھے کبھی معلُوم نہیں ہوتا تھا کہ مُصیبت کے وقت اور
ابلیس کے ہر بُرے منصُوبے کے وقت خُدا میری قید میں میری
دستگیری کیوں کرتا ہے۔ جُونہی خوف و ہراس نے سر نکالا میری
دلجوئی کے سامان پیدا ہو گئے۔ کبھی کبھی مَیں اپنے سایہ سے ڈر
جاتا تھا لیکن خُدا مُجھ پر مہربان تھا۔ اُس نے مُجھے ضرر سے
محفُوظ رکھا۔ اُس وقت کلامِ پاک کے مختلف حوالوں سے میری
حوصلہ افزائی ہوتی تھی اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ مَیں کہا کرتا تھا
کہ اگر یہ شرعی طور پر جائز ہو تو مَیں زیادہ دُکھ کے لئے دُعا کروں
تاکہ مُجھے زیادہ اطمینان نصیب ہو (یشُوع بن سیرخ ۲: ۴،
۲۔ کرنتھیوں ۱: ۵)

۳۲۴۔ قیدخانہ میں آنے سے پیشتر مَیں نے معلُوم کیا کہ یہاں آنا
کیا ہوتا ہے۔ میرے دِل میں دو خیال تھے۔ پہلے یہ کہ اگر میری

قید طویل اور تکلیف دہ ہوئی تو میں اسے کس طرح برداشت کروں گا۔ دوسرے یہ کہ اگر قید خانہ میں ہی مجھے موت آ جائے تو میں اس کا کس طرح سے مقابلہ کروں گا۔ پہلے خیال کے جواب میں یہ حوالہ میرے سامنے آیا "اور اس کے جلال کی قدرت کے موافق ہر طرح کی قوت سے قوی ہوتے جاؤ تاکہ خوشی کے ساتھ ہر صورت سے صبر اور تحمل کر سکو" (کلسیوں ۱:۱۱) اس سے میری بڑی تسلی ہوئی۔ قید ہونے سے پیشتر میں کبھی کبھار ہی دعا مانگا کرتا تھا لیکن کوئی ایک سال کے عرصہ سے مندرجہ بالا آیت ہر وقت میرے دل میں رہتی ہے کہ اگر میری مصیبت کے ایام طویل ہوئے تو مجھے صبر کرنا چاہیئے اور خوشی کے ساتھ ہر ایک مصیبت کی برداشت کرنی چاہیئے۔

۳۲۵- دوسرے خیال کے جواب میں یہ آیت مشعل راہ تھی "بلکہ اپنے اوپر موت کے حکم کا یقین کر چکے تھے تاکہ اپنا بھروسہ نہ رکھیں بلکہ خدا کا جو مردوں کو جلاتا ہے" (۲-کرنتھیوں ۱:۹) میں نے اس آیت کی یوں تفسیر کی کہ صحیح طریقہ سے دکھ اٹھانا یہ ہے کہ اس زندگی کی تمام چیزوں پر موت کا حکم وارد کر دیا جائے یہاں تک کہ میں اپنے آپ کو، اپنی بیوی، اپنے بچوں، اپنی صحت، اپنی خوشیوں اور دوسری تمام چیزوں کو اپنے لئے مردہ سمجھوں مثلاً "جو کوئی باپ یا ماں کو مجھ سے زیادہ عزیز رکھتا ہے وہ میرے لائق نہیں اور جو کوئی بیٹے یا بیٹی کو مجھ سے عزیز رکھتا ہے وہ میرے لائق نہیں" متی ۱۰:۳۷

۳۲۶- دوسری بات ان دیکھے خدا میں زندگی بسر کرنا تھا۔

پولوس رسول نے فرمایا ہے "ہم دیکھی ہوئی چیزوں پر نہیں بلکہ ان دیکھی چیزوں پر نظر کرتے ہیں، کیونکہ دیکھی ہوئی چیزیں چند روزہ ہیں، مگر ان دیکھی چیزیں ابدی ہیں"۔ (۲۔کرنتھیوں ۴: ۱۸) میں نے اپنے ساتھ یوں بحث کی کہ اگر میں قید ہو جاؤں تو مجھے معلوم بھی نہ ہوگا اور کوڑے مجھے برسا کریں گے۔ پھر ٹکٹکی میں کس دیا جاؤں گا اور اگر میں ان چیزوں کا اہتمام کروں تو پھر میں جلاوطن نہیں کیا جاؤں گا۔ علاوہ ازیں اگر میں یہ نتیجہ نکال لوں کہ جلاوطنی سب سے بُری بات ہے تو اگر موت آ جائے تو مجھے بڑی حیرانی ہوگی۔ آنے والے جہان کے متعلق بات یوں ہے کہ سب سے بہتر یہی ہے کہ دُکھ اُٹھا کر میں خداوند مسیح کے وسیلہ سے خدا پر ایمان لاؤں اور اس دُنیا کے متعلق یہ ہے کہ "میں اُمید کروں کہ پاتال میرا گھر ہے۔ میں نے اندھیرے میں اپنا بچھونا بچھا لیا ہے۔ میں نے سڑاہٹ سے کہا ہے کہ تو میرا باپ ہے اور کیڑے سے کہ تو میری ماں اور بہن ہے" یعنی میں نے اپنے آپ کو ان چیزوں سے آشنا کر لیا ہے۔

۲۷۳۔ میں نے یہ بھی معلوم کیا کہ میں انسان ہوں، میں مصائب میں گھرا ہوا تھا۔ بیوی اور بال بچوں کی جدائی سوہان روح تھی۔ مجھے ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے ہڈیوں سے گوشت جدا کر دیا گیا ہے۔ میں خدا کے رحم و کرم کا آرزومند ہوں۔ مجھے ہر وقت خیال رہتا تھا کہ میرے بعد میرے غریب خاندان پر تکالیف کا پہاڑ ٹوٹ پڑیگا۔ مجھے اپنی ننھی منی نابینا بچی کا خیال ہر وقت ستاتا رہتا تھا۔ میرے بعد میری معصوم نابینا بچی کے لئے خدا جانے کون کون سی مصیبتیں

ہوں۔ ایسی باتوں سے میرا دِل ٹوٹ جاتا تھا۔

۳۲۸۔ مجھے اپنی غریب نابینا بچی کا خیال آیا کہ اُسے اِس دُنیا میں کس قسم کے رنج و الم کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اُسے مار پڑے گی۔ وہ سردی اور گرمی کی صعوبتیں برداشت کرے گی۔ وہ بھوکی اور ننگی پھرا کرے گی اور در در بھیک مانگ کر بھوک کی آگ کو ٹھنڈا کیا کرے گی۔ ہزارہا مصائب میں گرفتار ہوگی اور میری تو یہی دُعا ہے کہ اُسے آنچ تک نہ آئے۔ لیکن میں نے کہا کہ میں اُسے خُدا کے سپُرد کرتا ہُوں۔ مجھے ایسا محسوس ہُوا کہ میں اُس آدمی کی مانند ہُوں جو اپنے گھر کی عمارت اپنی بیوی اور بال بچوں پر گرا رہا ہو۔ تاہم میں نے کہا کہ میں ضرور اپنے بال بچوں اور بیوی کو چھوڑ دُوں گا۔ مجھے اُن دُودھ دینے والی دو گایوں کا خیال آیا جنہیں عہد کا صندوق اُٹھا کر دُوسرے مُلک میں لے جانا تھا اور اُن کے بچے پیچھے ہی رہ جانے تھے۔ (۱۔سیموایل ۶: ۱۰-۱۲)

۳۲۹۔ لیکن چند خیالات نے اِس آزمائش میں میری رہنمائی کی۔ میں اِن تین کا خاص طور پہ ذکر کرُوں گا۔ اوّل۔ میں نے کلامِ پاک کے دو حوالوں کے بارے میں سوچا "تُو اپنے یتیم فرزندوں کو چھوڑ میں اُن کو زندہ رکھوں گا، اور تیری بیوائیں مُجھ پہ توکّل کریں" اور دوم "میں تجھے تقویت بخشوں گا کہ تیری خیر ہو۔ یقیناً میں مُصیبت اور تنگی کے وقت دُشمنوں سے تیرے سامنے اِلتجا کراؤں گا۔" (یرمیاہ ۴۹: ۱۱، ۱۵: ۱۱)

۳۳۰۔ میں نے یہ بھی خیال کیا کہ اگر میں خُدا کی خاطر اپنی جان جوکھوں

میں ڈال دوں گا تو خدا میرے تمام معاملات کی نگہداشت کرے گا اور اگر کسی مصیبت میں گرفتار ہونے کے خوف سے میں خدا کو اور اُس کی روشنیوں کو چھوڑ دوں تو میں اپنے ہی عقیدے کو باطل ٹھہراؤں گا اور یہ خیال کروں گا کہ اگر میں اپنے تمام معاملات کو خدا کے سپرد کردوں تو اُن کی نگہداشت ایسی اچھی طرح سے نہیں ہو سکے گی، جیسے میں کر سکتا ہوں۔ یہ عیارانہ خیال تھا۔ اس نے میری جسمانی خواہشات کو بیدار کیا۔ کلامِ مقدس کا وہ حوالہ بھی میرے دل میں تھا جب خداوند مسیح نے یہوداہ اسکریوتی کے لئے دُعا کی کہ اُسے اپنے حریصانہ خیالات کی تکمیل میں مایوسی ہو، کیونکہ اُس نے اپنے آقا کو بیچنے کے لئے کمر باندھ رکھی تھی۔ ان آیات کو بڑی سنجیدگی سے مطالعہ کیجئے۔ (زبور ۱۰۹: ۶ — ۲۰)

۲۳۱۔ میرے دل میں ایک اور بھی خیال تھا کہ وہ لوگ جو صلیب کے خوف سے آدمیوں کے سامنے خداوند مسیح کا نام لینے اور اس کے کلام کی منادی سے شرماتے تھے، وہ جہنم کے عذاب کے سزاوار ہوں گے۔ مجھے اس جلال کا بھی خیال آیا جو خداوند اُن لوگوں کو عطا کرے گا جو ایمان، محبت اور صبر سے اُس کی راہوں پر چلتے رہیں گے۔ جب میں اپنے ایمان کی وجہ سے بڑی مصیبت اُٹھاتا ہوں تو اُس وقت یہ باتیں مجھے تسلی بخشتی ہیں۔

۲۳۲۔ جب مجھے یہ خیال آیا ہے کہ اپنے ایمان اور منادی کرنے کی وجہ سے مجھے جلاوطن کر دیا جائے گا، تو اُس وقت کلامِ پاک کی یہ آیت میرے سامنے آتی ہے۔ ”وہ سنگسار کئے گئے، آرے سے

چھیرے گئے، آزمائش میں پڑے، تلوار سے مارے گئے۔ بھیڑوں اور بکریوں کی کھال اوڑھے ہوئے محتاجی میں، مصیبت میں، بدسلوکی کی حالت میں مارے مارے پھرے۔ دنیا اُن کے لائق نہ تھی۔ وہ جنگلوں اور پہاڑوں اور غاروں اور زمین کے گڑھوں میں آوارہ پھرا کئے۔ (عبرانیوں ۱۱: ۳۷-۳۸) میں نے اس آیت پر بھی غور کیا ہے۔ "روح القدس ہر شہر میں گواہی دے دے کر مجھ سے کہتا ہے کہ قید اور مصیبتیں تیرے لئے تیار ہیں"۔ اپنے دل میں جلاوطنی کی پراذیت حالت کے متعلق بہت کچھ سوچا ہے۔ جلاوطن لوگ بھوکے رہتے ہیں۔ سردی اور گرمی کی صعوبتیں برداشت کرتے ہیں۔ وہ خطروں میں گھر جاتے ہیں۔ ننگے رہتے ہیں، دشمن اُن کو دکھ پہنچاتے ہیں اور ہزاروں مصیبتیں اُن کی زندگی کو اجیرن بنا دیتی ہیں۔ آخرکار وہ ایک غریب بھیڑ کی طرح کسی غار میں تڑپ تڑپ کر مر جاتے ہیں، لیکن میں خدا کا شکر کرتا ہوں کہ نازک دلائل نے میرے ارادے کو متزلزل نہیں کیا بلکہ اس کے برعکس میرا دل مضبوط اور خدا پر میرا ایمان پختہ ہو گیا ہے۔

۴۳۳۔ میں آپ کو ایک بڑی خوبصورت بات بتاتا ہوں۔ ایک مرتبہ کئی ہفتوں تک میری حالت ناگفتہ بہ رہی۔ میں جوان قیدی تھا اور قیدخانہ کے قوانین سے بالکل نابلد اور کورا تھا۔ میں سوچا کرتا تھا کہ ایک نہ ایک دن مجھے پھانسی چڑھا دیا جائے گا اور یوں میری مصیبتوں کا خاتمہ ہو جائے گا، اس لئے ابلیس نے مجھے بزدل بنانے کی بڑی کوشش کی۔ اس نے کہا کہ جب تمہیں مرنا ہی ہے تو تمہاری حالت کس طرح سے بہتر ہو سکتی ہے؟

اس لیے نہ ہی تم خدا کی باتوں کی طرف توجہ دو اور نہ ہی اگلے جہان میں بہتر زندگی کی آرزو پیدا کرو، کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ اس وقت خدا کی باتیں مجھ سے پوشیدہ تھیں۔

۳۳۴۔ اس لیے جب میں نے اس کے متعلق سوچنا شروع کیا تو مجھے بڑی کوفت ہوئی کیونکہ میں نے اپنے دل میں کہا کہ اس حالت میں میں مرنے کے قابل نہیں ہوں اور اگر مجھے مرنے کو کہا جائے تو میں مر بھی نہیں سکتا۔ علاوہ ازیں میں نے یہ بھی خیال کیا کہ اگر میں تختۂ دار پہ چڑھنے کے لیے ہاتھ پاؤں مارہوں تو لڑکھڑاؤں گا اور یا مجھ پہ رعشتی طاری ہو جائے گی۔ اس وجہ سے لوگ خدا اور اُس کے بندوں کی راہوں کو حقیر سمجھیں گے اور کہیں گے کہ خدا کے لوگ ڈرپوک ہیں۔ میں کئی دن تک اسی تکلیف میں مبتلا رہا کیونکہ مجھے اس طرح سے مرنے میں شرم آتی تھی کہ میرا رنگ زرد اور مارے خوف کے تمام جسم پہ لرزہ طاری ہو۔

۳۳۵۔ اس لیے میں نے خدا سے اطمینانِ قلب کے لیے دعا کی تاکہ وہ مجھے مصائب کے برداشت کرنے کی طاقت عطا فرمائے۔ لیکن مجھے اطمینان نہ ملا۔ موت کا خیال ہر وقت میرے دل میں رہنے لگا اور کبھی کبھی مجھے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ پھانسی کا پھندا میرے گلے میں ہے اور میں تختۂ دار پر کھڑا ہوا ہوں۔ میرے دل میں اس بات سے قدرے ہمت آ جاتی تھی کہ وہ جم غفیر جو مجھے مرتے ہوئے دیکھنے کے لئے آئے ہیں، میں اُن کے سامنے اپنی آخری بات بیان کر سکوں گا اور میں نے یہ خیال کیا کہ اگر میری آخری

باتوں سے ایک رُوح بھی بچ جائے تو مَیں اپنی زندگی کو فضُول شمار نہیں کرُوں گا۔

۲۳۶۔ لیکن خُدا کی باتیں میری نگاہوں سے پوشیدہ رہیں، اور آزمانے والا ہمیشہ میرے تعاقب میں رہتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ مرنے کے بعد تمہارا کیا حشر ہوگا؟ تم کہاں جاؤ گے؟ آنے والے جہان میں تم کہاں ہوگے؟ آسمان اور جلال اور پاک لوگوں کے درمیان میراث کا تمہارے پاس کیا ثبوت ہے؟ کئی ہفتوں تک مَیں اسی کشمکش میں رہا اور اس کا کوئی حل نظر نہیں آتا تھا۔ آخرکار میرے دل میں یہ خیال آیا کہ مَیں خدا اور اس کے کلام کی خاطر اس حالت کو پہنچا ہُوں، اس لئے مَیں اپنی جگہ سے بال بھر ادھر اُدھر ہونے کے لئے تیار نہیں ہُوں۔

۲۳۷۔ مَیں نے یہ بھی سوچا کہ اس وقت اطمینان دینا یا موت کے وقت اطمینان عطا کرنا خُدا کا کام ہے اور اس لئے اب مَیں یہ نہیں کہوں گا کہ آیا مَیں اپنے ایمان پر قائم رہُوں یا نہ رہُوں۔ مَیں محدود ہُوں لیکن وہ لامحدود ہے خواہ وہ اس وقت میری طرف نگاہِ کرم فرمائے یا آخری دن مجھے بچائے۔ اُس کے کلام پر قائم رہنا میرا فرض ہے، اس لئے مَیں نے خیال کیا کہ خواہ مجھے اس دُنیا میں آرام ملے یا نہ ملے۔ نکتہ یہ ہے کہ مَیں آگے قدم مارتا جاؤں گا اور خداوند یسُوع مسیح سے ابدی زندگی حاصل کرُوں گا۔ مَیں نے خیال کیا کہ اگر خُدا اور میان میں نہ آیا تو مَیں آنکھیں بند کئے تختۂ دار سے ابدیت میں کُود پڑوں گا۔ مَیں ڈوب مروں یا تیر کر کنارے پر آ نکل جاؤں

خواہ بہشت ہو خواہ دوزخ۔ اے خُداوند یسوع مسیح تُو مجھے بچا اور اگر تُو نہ بچائے تو پھر بھی مَیں تیرے نام کی خاطر تمام مصیبتیں برداشت کروں گا۔

۳۳۸- میرے دل میں اسی قسم کے خیال تھے کہ میرے سامنے یہ بات آئی "کیا ایوب یونہی خُدا کی خدمت کرتا ہے" یعنی الزام لگانے والے شیطان نے کہا کہ خُداوند ایوب راستباز آدمی نہیں ہے۔ چونکہ تُو نے اُسے برکت بخشی ہے اس لئے وہ تجھ سے ڈرتا ہے "کیا تُو نے اُس کے گھر کے گرد اگرد اور جو کچھ اُس کا ہے اُس سب کے گرد چاروں طرف باڑ نہیں بنائی ہے"۔ "پر تُو ذرا اپنا ہاتھ بڑھا کر جو کچھ اُس کا ہے اُسے چھُو ہی دے تو کیا وہ تیرے مُنہ پر تیری تکفیر نہ کرے گا"۔ مَیں نے کہا کہ کیا یہ راستباز آدمی کی نشانی ہے کہ وہ خُدا کی بے لوث خدمت کرے؟ خُدا مبارک ہو کیونکہ میرا دل راستباز ہے کیونکہ مَیں نے ارادہ کر لیا ہے کہ اگر خُدا مجھے طاقت عطا فرمائے تو مَیں اپنے ایمان میں ثابت قدم رہوں گا۔ اسی سوچ بچار میں زبور ۲۴ : ۱۲-۲۶ آیات میری آنکھوں کے سامنے آئیں۔

۳۳۹- اب میرا دل اطمینان سے بھر گیا، کیونکہ مجھے اُمید تھی کہ اب مجھ میں خلوص ہے۔ مَیں زیادہ دیر تک اس آزمائش کے بغیر نہ رہ سکتا تھا۔ جب کبھی مجھے اس آزمائش کا خیال آتا ہے تو مجھے بڑی ہی تسلی ہوتی ہے اور مجھے اُمید ہے کہ اس طرح سے جو تعلیم مجھے حاصل ہوئی ہے، اس کی وجہ سے میں ہمیشہ خُدا کو مبارک کہا کروں گا۔ خُدا نے مجھ پر بہت سی مہربانیاں کی ہیں

میں اُن میں سے چند ایک کا بیان کروں گا۔ "لڑائیوں کی لوٹ میں سے اُنہوں نے خداوند کے گھر کی مرمت کے لئے کچھ نذر کیا تھا۔"
(۱۔ تواریخ ۲۶ : ۲۷)

نتیجہ

۱۔ میری زندگی میں بہت سی آزمائشیں آئیں لیکن سب سے بڑی دو تھیں۔

ا۔ خدا کی ہستی اور اُس کے کلام پر شک کرنا۔ ان ہی دو کو برداشت کرنا کارے وارد۔ جب یہ آزمائش آتی ہے تو ہمت جواب دے دیتی ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ زمین پاؤں کے نیچے سے سرک رہی ہے۔ میں نے اکثر اوقات اس آیت کے متعلق سوچا ہے "سچائی سے کمر کس لو" اور پھر یہ آیت "جب بنیادیں تباہ ہو جائیں تو راستباز کیا کر سکتے ہیں"۔

ب۔ بعض اوقات میں نے گناہ کیا ہے تو میں نے یہ توقع کی ہے کہ خدا بری طرح سے سرزنش کرے گا۔ لیکن اس کے برعکس اُس کے فضل نے میری خطاؤں پر پردہ ڈال دیا۔ جب کبھی مجھے اطمینانِ قلب ملا ہے تو میں نے اپنے آپ کو احمق سمجھا ہے اور جب مجھ پر مصیبتیں آئی تھیں تو میں کیوں بلبلا اُٹھا تھا۔ اور جب کبھی میں گر پڑتا ہوں تو میں خیال کرتا ہوں کہ میں

نے اپنے اطمینان کی کچھ قدر نہ جانی، اس لئے میں دانش مند نہیں ہوں۔ ان دونو باتوں کا مجھ پر بہت ہی اثر رہا ہے۔

۳۔ میں نے اس چیز پر بڑا ہی سوچ بچار کیا ہے کہ اگرچہ میں نے اپنے دل میں خدا کا عرفان حاصل کیا ہے، لیکن کبھی کبھی مجھ پر مایوسیوں کی گھٹائیں بھی چھائی ہیں، اور مجھے اس بات کا علم نہیں ہوا کہ وہ خدا اور وہ اطمینان کیا تھا، جس سے میری رُوح تازہ ہوئی تھی۔

۴۔ کبھی کبھی بائبل کی ایک آیت میں میں نے الٰہی اسرار و رموز کو دیکھا ہے لیکن کبھی کبھی تمام بائبل مجھے بے جان اور خشک لکڑی کی طرح معلوم ہوتی ہے۔ میرا دل بائبل مقدس کی طرف سے ایسا مُردہ اور بے حس ہو گیا کہ اگرچہ میں نے بار بار بائبل مقدس میں سے اطمینان تلاش کرنے کی کوشش کی مگر مجھے اس میں سے رتی بھر تر و تازگی نہ ملی۔

۵۔ وہ آنسو جن میں خداوند مسیح کا خون ہوتا ہے اُن کی قدر و قیمت بہت زیادہ ہے اور وہ خوشی جس کی کوئی مثال نہیں، وہی ہے، جس میں خداوند مسیح کی محبت کی آہ و زاری شامل ہوتی ہے۔ خداوند مسیح کی آغوش میں خدا کے حضور دو زانو ہونا کتنی سُہانی بات ہے۔ مجھے اُمید ہے کہ مجھے ان باتوں کا علم ہے۔

۶۔ آج بھی میرے دل میں سات مذموم باتیں ہیں (۱) بے اعتقادی کی طرف رُجحان (۲) خداوند مسیح کی محبت اور فضل کو یکلخت

بھول جانا (۳) شریعت کے اعمال کی طرف مائل ہونا (۴) دعا میں ٹامک ٹوئیاں مارنا اور خشوع و خضوع کا فقدان (۵) اپنی دعا کے جواب کا انتظار نہ کرنا (۶) یہ سمجھنا کہ میرے پاس زیادہ مال و دولت نہیں ہے (۷) میں وہ کام نہیں کرتا جس کے کرنے کا خدا مجھے حکم دیتا ہے بلکہ وہ کام کرتا ہوں جو میری بری فطرت کرنے کو کہتی ہے " جب میں نیکی کا ارادہ کرتا ہوں تو بدی میرے پاس آموجود ہوتی ہے "۔

۷۔ میں ان باتوں کو جانتا ہوں اور انہیں محسوس بھی کرتا ہوں اور ان کی وجہ سے میں عذاب میں مبتلا ہوتا ہوں، لیکن خدا ان چیزوں سے میرے لئے نیکی پیدا کرتا ہے (۱) ان کی وجہ سے میں اپنے آپ سے نفرت کرنے لگتا ہوں (۲) میں اپنے آپ پر اعتبار نہیں کرتا (۳) مندرجہ بالا باتیں مجھے قائل کر دیتی ہیں کہ وہ راستبازی جو ورثہ میں ملی ہے کافی نہیں ہے (۴) مجھے خداوند یسوع مسیح کی طرف جانے کی ضرورت کا احساس دلاتی ہیں۔ (۵) یہ باتیں مجھے خدا سے دعا کرنے کے لئے مجبور کرتی ہیں۔ (۶) یہ مجھے بتاتی ہیں کہ مجھے انتظار کرنے اور سنجیدہ رہنے کی ضرورت ہے (۷) یہ باتیں مجھے جوش دلاتی ہیں کہ خداوند یسوع مسیح کے وسیلہ سے ہم مدد کے لئے خدا کی طرف نگاہ کریں تاکہ اس دنیا کے سفر میں ہمارا انجام بخیر ہو۔

آمین!

نومبر ۱۶۶۰ء میں بیڈفورڈ کے مجسٹریٹ انیسل مسٹر جان بنین کی قید اور ججوں کے سامنے اُس کی پیشی کا حال۔ تحریرِ عدالت کے ساتھ بات چیت۔ اُس کی بیوی کا رہائی کے لئے اپیل دائر کرنا اور ججوں کے ساتھ اُس کی باتیں

خُدا کی مہربانی سے مَیں نے پانچ چھ سال تک بلا روک ٹوک آزادی سے خُداوند مسیح کی مُنادی کی۔ خُدا نے مجھے برکت بھی دی، اس لئے میری حوصلہ افزائی ہُوئی۔ لیکن ابلیس جو انسان کی نجات کا دُشمن ہے، اُس نے لوگوں کو میرے خلاف مشتعل کیا۔ میرے خلاف وارنٹ جاری ہُوئے اور مجھے قید کی سزا ہُوئی۔ یہ نومبر ۱۶۶۰ء کا واقعہ ہے۔

۱۲ر نومبر ۱۶۶۰ء کو میرے چند دوستوں نے مجھے سمسیل (S!MSELL) میں آکر کلام سُنانے کی دعوت دی۔ یہ گاؤں بیڈفورڈشائر میں ہارلنگٹن

کے قریب ہے۔ میں نے اُن سے وعدہ کیا کہ اگر خدا نے چاہا تو میں
وقت مقررہ پر اُن کے ہاں آؤں گا۔ مسٹر جسٹس فرانسس ونگیٹ؎ کو
اس کی اطلاع ہوئی، اس لئے اُنہوں نے جھٹ میری گرفتاری کے
وارنٹ جاری کر دیئے تاکہ مجھے اُن کی عدالت میں پیش کیا جائے جس
گھر میں عبادت ہونے والی تھی، اُس پر کڑا پہرہ بٹھا دیا گیا کیونکہ اُن
کے خیال میں عبادت کرنے والے لوگ کوئی خوفناک واردات کرنے
والے تھے یعنی وہ ملک کو تباہ کر دیں گے۔ لیکن افسوس جب
کنسٹیبل اندر داخل ہوا تو اُس وقت ہر ایک کے ہاتھ میں بائبل تھی
اور ہم خدا کا کلام سننے اور سنانے کے لئے تیار تھے۔ ہم عبادت
کرنے ہی لگے تھے اور ہم نے دعا کی کہ خدا ہمیں برکت دے تاکہ حاضر
جماعت کے سامنے خدا کے کلام کی منادی کی جائے لیکن کنسٹیبل نے
اندر آکر ہمیں عبادت کرنے سے روکا۔ میں گرفتار کر لیا گیا اور مجھے
زبردستی کمرے سے باہر لے گئے ـــــ اگر میں بزدلی دکھاتا تو بچ
سکتا تھا، کیونکہ جب میں کلام سنانے کے لئے اپنے دوست کے گھر
پہنچا تو لوگ سرگوشیاں کر رہے تھے کہ میری گرفتاری کے وارنٹ جاری
ہو چکے ہیں۔ میرا دوست قدرے کمزور دل واقع ہوا تھا۔ اُس
نے یہ سُنا اور مجھے کہا کہ کیا ہم عبادت کریں یا نہ کریں؟ اُس نے پھر
کہا میرے لئے یہ بہتر ہے کہ میں یہاں سے چلا جاؤں، کیونکہ میں گرفتار
کر لیا جاؤں گا۔ جسٹس کے سامنے میری پیشی ہوگی اور اس کے بعد
میں قید میں ڈال دیا جاؤں گا۔ میرا دوست میرے دشمنوں سے اچھی
طرح واقف تھا کہ وہ کس قسم کے آدمی ہیں، کیونکہ وہ اُن کے

؎ MR. FRANCIS WINGATE

قریب رہتا تھا۔ تاہم میں نے اپنے دوست کی بات ماننے سے انکار کر دیا۔ میں نے کہا کہ میرا ارادہ متزلزل نہیں ہو سکتا اور آج کی عبادت ضرور ہو کر رہے گی اور اسے کسی صورت میں ملتوی نہیں کیا جا سکتا۔ میں نے کہا کہ ہمیں اطمینان رکھنا چاہیئے۔ ہمارا مقصد نیک ہے۔ ہمیں شرمانے کی کیا ضرورت ہے۔ خدا کے کلام کی منادی کرنا کتنا اچھا کام ہے۔ اگر ہم اس کی خاطر دکھ اٹھائیں تو ہمیں اس کا اجر ملے گا۔ لیکن میرا خیال ہے کہ میرا دوست اپنی نسبت میری وجہ سے زیادہ ڈر رہا تھا۔ میں صحن میں ٹہلنے لگا۔ میں گہری سوچ میں ڈوب گیا اور میرے دل میں خیال آیا کہ میں نے اپنے وعظ میں بڑی دلیری اور جرأت کا اظہار کیا ہے اور خدا کا شکر ہو کہ میں نے دوسروں کی بھی ہمت بندھائی ہے۔ لیکن اگر میں راہِ فرار اختیار کروں اور اپنی جان بچاؤں تو لوگوں کے دلوں پر اچھا اثر نہ ہوگا کیونکہ کمزور اور نو مرید مسیحی دوست دیکھیں گے کہ میرے قول اور فعل میں تضاد ہے یعنی میں بات کہنے میں دلیر ہوں لیکن اعمال سے اپنی کمزوری کا اظہار کرتا ہوں۔ مجھے یہ بھی ڈر تھا کہ اگر میں بھاگ جاؤں تو میرے خلاف گرفتاری کا وارنٹ تو جاری ہو ہی چکا ہے، میری اس حرکت سے میرے یہ بھائی خوف زدہ ہو جائیں گے اور ثابت قدم نہیں رہیں گے۔ انہیں بڑی بڑی باتیں بتانے کی ضرورت ہے۔ میں نے یہ بھی خیال کیا کہ خدا نے فضل و رحم سے مجھے اس لئے چُنا ہے کہ میں اُس کا کلام اس ملک میں سُناتا پھروں، یعنی میں پہلا شخص ہوں، جس

کی انجیل کی خاطر مخالفت کی جا رہی ہے۔ اگر میں بھاگ جاؤں تو ساری جماعت ہمت ہار بیٹھے گی۔ میں نے یہ بھی خیال کیا کہ دنیا سمجھے گی کہ میں نے بزدلی دکھائی اور انجیل کی تکفیر کی۔ انہیں میری خدمت کے متعلق شک کرنے کا موقع ملے گا۔ میں نے ان باتوں پر اچھی طرح سے غور کیا۔ میں اندر آیا اور قوی ارادہ کر لیا کہ عبادت جاری رہے گی اور میں یہاں سے ہرگز نہیں جاؤں گا، اگرچہ گرفتار ہونے سے ایک گھنٹہ پیشتر میں یہاں سے جا سکتا تھا۔ میں نے ارادہ کر لیا تھا کہ میں اپنی نسبت سب کچھ سننے کے لئے تیار رہوں گا۔ خدا کا شکر ہو کہ میں نے قولاً یا فعلاً کوئی برائی نہیں کی تھی، پس میں نے عبادت جاری رکھی۔ لیکن چونکہ کنسٹیبل گرفتاری کے وارنٹ لے کر اندر آگیا، اس لئے میں عبادت جاری نہ رکھ سکا۔ لیکن جانے سے پیشتر میں نے جماعت کو نصیحت کی اور ان کی ہمت بندھائی کہ انہیں کلام سننے سے منع کیا جا رہا ہے اس لئے انہیں تکلیف اور دُکھ اٹھانے کے لئے بھی تیار رہنا چاہیئے۔ میں نے انہیں تلقین کی کہ وہ حوصلہ نہ ہاریں کیونکہ اس نیک مقصد کے لئے دُکھ اٹھانا سعادت ہے، کیونکہ ہم نہ چور ہیں نہ قاتل اور نہ ہی کسی اور برائی کے مرتکب ہوئے ہیں۔ خدا کا شکر ہو کہ ہم مسیحی ہونے اور نیک کام کرنے کی وجہ سے دُکھ اٹھاتے ہیں۔ ہم ایذا پہنچانے والے نہیں بلکہ ایذا سہنے والے ہیں۔ تاہم جسٹس کا خاص نوکر اور کنسٹیبل جو مجھے گرفتار کرنے آئے تھے ان پر کچھ اثر نہ ہوا۔ ہم گھر سے روانہ ہوئے لیکن جسٹس یعنی عدالت عالیہ

کا جج چونکہ کہیں باہر گیا ہوا تھا، اس لئے میرے ایک دوست نے اس بات کی حامی بھر لی کہ وُہ مجھے کل کنسٹیبل کے پاس پہنچا دے گا۔ اگر یہ صورت نہ ہوتی تو مجھے کڑی نگرانی میں رکھا جاتا یا کوئی اور طریقہ اختیار کیا جاتا، کیونکہ میرا جُرم بڑا سنگین تھا۔ پس اگلی صبح ہم کنسٹیبل کے پاس گئے اور اس کے بعد عدالتِ عالیہ کے جج کے سامنے پیش ہوئے۔ جج نے کنسٹیبل سے پُوچھا کہ ہم نے کیا کیا ہے اور ہم کس جگہ فراہم ہوئے تھے اور ہمارے پاس کیا تھا؟ میرا خیال ہے کہ جج کا اس سوال سے یہ مطلب تھا کہ کیا ہمارے پاس کوئی ہتھیار بھی تھا۔ لیکن جب کنسٹیبل نے کہا کہ چند آدمیوں کی ایک مجلس محض کلام سُننے کی غرض سے فراہم ہوئی تھی اور اس کے علاوہ کوئی دُوسری بات نہ تھی تو جج چُپ رہا، کیونکہ ہمارا کوئی خاص جُرم نہ تھا۔ لیکن چونکہ جج نے احکام جاری کئے تھے اس لئے اس نے مجھ سے چند سوالات کئے کہ میں نے وہاں کیا کیا؟ میں اپنے پیشہ سے کیوں مطمئن نہیں ہوں؟ کیونکہ جو کچھ میں نے کیا ہے وُہ قانون کے خلاف ہے۔

جان بنین:۔ میرا مقصد وہاں اور دُوسری جگہوں پر جانے کا یہ ہے کہ میں لوگوں کو وعظ و نصیحت کروں کہ وُہ اپنے گناہوں سے توبہ کریں۔ خداوند مسیح کے پاس آئیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ وُہ ہلاک ہو جائیں، اور یہ سب کچھ میں کوئی بکھیڑا کئے بغیر ہی کر رہا ہوں اور اس طرح میں اپنے پیشے کا بھی خیال کرتا ہوں اور خُدا کے کلام کی مُنادی بھی کرتا ہوں۔ میرا یہ جواب سُن کر

جج غیظ و غضب سے بھر گیا اور کہنے لگا کہ میں تمہاری ان مجالس کا خاتمہ کر دوں گا اور جب میں نے کہا کہ ایسا ہو سکتا ہے تو جج نے مجھ سے ضمانت طلب کی ورنہ مجھے جیل میں جانا پڑتا۔ میرے ضامن تیار تھے میں نے انہیں اندر بلایا۔ جج نے اُن سے اس امر کی ضمانت لی کہ وہ مجھے عدالت میں پیش کر دیں گے اور مجھے کلام سُنانے سے بھی باز رکھیں گے۔ اور اگر میں نے وعظ کیا تو ضمانت ضبط کر لی جائے گی۔ میں نے اس کے جواب میں کہا کہ اس ضمانت کے حکم کی میں خود ہی خلاف ورزی کروں گا۔ میں خُدا کا کلام سُنانے سے باز نہیں رہُوں گا۔ میں لوگوں کو وعظ و نصیحت کروں گا اور انہیں اطمینان حاصل کرنے کی تعلیم دوں گا۔ میں نے خیال کیا کہ اس قسم کے کام سے کسی کو ضرر نہیں پہنچتا۔ اور اس کام کو بُرا کہنے کی نسبت یہ بہتر ہے کہ اس کی تعریف کی جائے۔

جج وِنگیٹ: ۔ اگر ضامن اس قسم کی ضمانت کے لئے تیار نہیں ہیں تو جیل جانے کا پروانہ تیار کیا جائے اور مجھے جیل بھیج دیا جائے، تاکہ عدالت عالیہ کے سہ ماہی اجلاس تک میں وہاں رہوں۔

جس وقت میرا جیل جانے کا پروانہ تیار ہو رہا تھا تو جج تبدیل ہو گیا اور ڈاکٹر لنڈیل اُن کی جگہ تشریف لائے۔ یہ صاحب سچائی کے پُرانے دشمن تھے۔ انہوں نے آتے ہی مجھ پر طعن و تشنیع کی بوچھاڑ شروع کر دی، اور مجھ پر طرح طرح کے الزام عائد کرنے لگے۔

جان بنین :۔ میں آپ کے سامنے نہیں بلکہ عدالت عالیہ کے جج کے سامنے جواب دہی کے لئے پیش ہوا تھا۔

جج نے اس سے یہ نتیجہ نکالا کہ مجھے اپنی صفائی میں کچھ نہیں کہنا ہے۔ اُنہوں نے اسے اپنی فتح سمجھا اور مجھ پر یہ الزام لگایا کہ میں دخل در معقولات کا مستوجب ہوں، اور مجھ سے پوچھا کہ کیا میں نے حلف اُٹھایا ہے؟ اور اگر حلف نہیں اُٹھایا تو بڑے افسوس کی بات ہے۔ مجھے ضرور جیل بھیج دینا چاہیئے۔ میں نے کہا کہ اگر میری بات سُنی جائے تو میں ہر معقول سوال کا جواب دے سکتا ہوں۔ پھر جج نے مجھ سے پوچھا کہ میں کس طرح سے ثابت کر سکتا ہوں کہ منادی کرنا خلاف قانون نہیں ہے اور مجھے فتح کا یقین ہے۔

آخر کار جج کو معلوم ہو گیا کہ اگر مجھے پسند ہو تو میں اُس کے سوال کا جواب دے سکتا ہوں۔ اِس لئے میں نے پطرس کے خط کی یہ آیت اُس کے سامنے پیش کی۔ "جن کو جس جس قدر نعمت ملی ہے وہ اُسے خدا کی مختلف نعمتوں کے اچھے مختاروں کی طرح ایک دوسرے کی خدمت میں صرف کریں"۔

ڈاکٹر لنڈیل :۔ اس آیت میں کن لوگوں کو خطاب کیا گیا ہے؟

جان بنین :۔ جن لوگوں کو خطاب کیا گیا ہے، ہر اُس آدمی کو خطاب کیا گیا ہے، جسے خدا کی طرف سے کوئی نعمت ملی ہے۔ دیکھئے رسول کہتا ہے کہ "جن کو جس جس قدر نعمت ملی ہے" اور پھر "کیونکہ تم سب کے سب ایک ایک کر کے نبوت کر سکتے ہو"۔ یہ سُن کر

ڈاکٹر لنڈیل نے قدرے توقّف کیا اور ذرا آرام سے باتیں سُننے لگا۔ لیکن چُونکہ وُہ آج کا دن ضائع نہیں کرنا چاہتا تھا، اِس لیئے اُس نے کہا۔

ڈاکٹر لنڈیل :۔ مجھے یاد ہے کہ مَیں نے سکندر ٹھٹھیرے کے متعلق پڑھا ہے کہ اُس نے رسُولوں کی بہُت مُخالفت کی۔

جج کا اِس سے میری طرف ہی اشارہ تھا کیونکہ مَیں بھی ٹھٹھیرا تھا۔

جان بنین :۔ مَیں نے بہت سے کاہنوں اور فریسیوں کے متعلق پڑھا ہے، جنہوں نے خُداوند یسُوع مسیح کا خُون بہانے میں حصّہ لیا۔

ڈاکٹر لنڈیل :۔ تم اِن فقیہوں اور فریسیوں میں سے ایک ہو کیونکہ تم دکھاوے کے لیئے نماز کو طُول دیتے ہو اور بیواؤں کے گھروں کو نگل جاتے ہو۔

جان بنین :۔ آپ نے عبادت کرنے اور نماز ادا کرنے کی وجہ سے مجھ سے مال و دولت حاصل نہیں کیا ہے تو آپ اتنے امیر نہ ہوتے جتنے اب ہیں۔ لیکن اُس وقت خُدا کے کلام کی یہ آیت میرے سامنے آگئی۔ "احمق کو اُس کی حماقت کے مطابق جواب نہ دے مُبادا تُو بھی اُس کی مانند ہو جائے۔" مَیں بھائی کو نقصان پہنچائے بغیر اپنی تقریر میں بڑا محتاط تھا۔

اب میرا جیل جانے کا پروانہ تیار ہو گیا اور مجھے بیڈفورڈ کی جیل میں جانے کے لیئے کنسٹیبل کے سپرد کر دیا گیا۔

جب مَیں جیل خانے کی طرف جا رہا تھا تو راستے میں مُجھے دو بھائی ملے۔ اُنہوں نے کنسٹیبل کو ٹھہرنے کے لیئے کہا تا کہ کسی

دوست کی سفارش سے جج کے فیصلہ میں تبدیلی ہو جائے اور
میں رِہا ہو جاؤں۔ پس ہم ٹھہر گئے اور وہ دونو بھائی عدالت عالیہ
کے جج کے پاس روانہ ہوئے۔ اُنہوں نے اُس کے ساتھ بہت
سی باتیں کیں۔ فیصلہ یہ ہُوا کہ اگر جج کے پاس آکر اُس کے سامنے
ایک خاص قسم کا بیان دُوں تو مَیں رِہا ہو سکتا ہُوں۔ میرے
دوستوں نے مُجھے آکر بتایا تو مَیں نے کہا کہ اگر اُن الفاظ کے کہنے
سے میری ضمیر مُجھے ملامت نہ کرے تو مَیں وہ الفاظ کہہ دُونگا
ورنہ مَیں ایسا کرنے سے گریز کروں گا۔ پس اِن کے پیہم اصرار
پر مَیں عدالت عالیہ کے جج کے پاس آیا۔ تاہم مُجھے اپنی رِہائی کا
یقین نہیں تھا، کیونکہ مُجھے ڈر تھا کہ میرے دُشمن سچائی کے
مُخالف ہیں اور جب تک مَیں کسی نہ کسی طرح سے خُدا کے نام
کی توہین نہ کروں اور اپنی رُوح کو مجرُوح نہ کر لُوں، وہ مُجھے
جانے نہیں دیں گے۔ اِس لئے جب مَیں عدالت میں پہنچا تو مَیں
نے تقویت کے لئے خُدا سے درخواست کی تاکہ مَیں کوئی ایسا
کام نہ کروں، جس سے اُس کے مُقدس نام کی توہین ہو اور اپنے
ضمیر سے دھوکا کروں اور نہ وہ لوگ جن کے دِل خُداوند یسُوع مسیح
کی طرف مائل ہیں، اِس سے اُن کے حوصلے پست ہو جائیں۔
اچھا تو مَیں جج کے پاس آیا۔ بیڈفورڈ کے مسٹر فاسٹر ایک
کمرے سے باہر آرہے تھے۔ مدھم بتی جل رہی تھی۔ رات اندھیری
تھی۔ مسٹر فاسٹر نے مُجھے دیکھا اور بڑے مُحبت بھرے لہجے میں
کہا کہ جان بنین تم ہو؟ ایسا معلُوم ہوتا تھا کہ وہ مُحبت سے

مجھے چوم لے گا ۔ اس سے مجھے حیرانی ہوئی کیونکہ یہ شخص میرا گہرا آشنا نہ تھا اور اس کے علاوہ خدا کی باتوں کا مخالف تھا ۔ لیکن اب تو وہ سراپا محبت نظر آرہا تھا ۔ مجھے اُس کے پُر محبت سلوک سے یہ باتیں یاد آئیں "اُس کی باتیں تیل سے زیادہ ملائم پر ننگی تلواریں تھیں" اور یہ آیت بھی سامنے آئی "آدمیوں سے خبردار رہو"۔ جب میں نے اُسے جواب دیا کہ خدا کی مہربانی سے خیریت ہے تو اُس نے پُوچھا کہ میں وہاں کیوں آیا ہُوں یا میرا وہاں آنے کا کیا مقصد ہے ؟ اور میں نے مختصراً اُسے کہہ سنایا کہ میں ایک عبادت میں کلام کی مُنادی کے ذریعہ لوگوں کو نصیحت کرنیوالا تھا کہ عدالت العالیہ کے جج نے بذریعہ وارنٹ مجھے اپنے حضور پیش ہونے کے احکام صادر فرمائے ہیں ۔

فاسٹر :۔ میں سمجھ گیا ۔ اچھا اگر تم وعدہ کرو کہ اس قسم کی مجالس کا اہتمام نہ کرو گے تو تم بخوشی اپنے گھر جا سکتے ہو ، کیونکہ اگر تم قانون کی خلاف ورزی نہ کرو تو برادرِ مکرم تمہیں جیل بھیجنے کے لئے خوش نہیں ہیں ۔

جان بنین :۔ جناب عالی ۔ براہِ کرم مجھے بتائیے کہ "اس قسم کی مجالس کے اہتمام سے" آپ کی کیا مُراد ہے ؟ اس قسم کے اجتماعات سے میرا سوائے اس کے کوئی اور مطلب نہیں ہے کہ میں اُنہیں رُوح کی نجات کے لئے نصیحت کروں تاکہ وُہ بچ جائیں ۔

فاسٹر :۔ اب بحث و تمحیص کی ضرورت نہیں ہے لیکن اگر تم اس بات کا اقرار کرو کہ تم مجالس کا اہتمام نہ کیا کرو گے تو تم رِہا ہو

جاؤ گے لیکن بصورتِ دیگر جیل خانہ کی ہوا کھاؤ گے۔

جان بنین :۔ جنابِ عالی! میں کسی آدمی کو اپنی باتیں سننے کے لئے مجبور نہیں کروں گا، لیکن اگر کسی جگہ پہلے سے لوگ اکٹھے ہوں تو میں حتی المقدور اپنی سمجھ کے مطابق اُنہیں نصیحت کروں گا کہ اپنی نجات کی خاطر وہ خداوند یسوع مسیح کی پیروی کریں۔

فاسٹر :۔ یہ تمہارا کام نہیں ہے۔ تمہیں اپنا کام کرنا چاہیئے اور اگر منادی چھوڑ کر تم اپنے کام میں لگ جاؤ تو جج کی مہربانی سے تمہیں رہا کر دیا جائے گا۔

جان بنین ۔ میں اپنا پیشہ ورانہ کام بھی جاری رکھوں گا اور کلام کی منادی بھی کروں گا اور بشرطِ فرصت میں دونوں کام کرنا اپنا فرض سمجھوں گا۔

فاسٹر :۔ اس قسم کے اجلاس خلافِ قانون ہیں۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ اس خیال کو اپنے دل سے نکال دو اور کہہ دو کہ میں لوگوں کو فراہم نہیں کروں گا۔

جان بنین :۔ میں یہ وعدہ کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا کیونکہ میرا ضمیر مجھے اجازت نہیں دیتا اور نہ ہی صرف میں اپنے پیشہ ورانہ کام سے اپنا فرض ادا کرتا ہوں بلکہ نیکی کرنے کی کوشش کرتا ہوں، اور حسبِ توفیق اپنی سمجھ کے مطابق کلام کی منادی بھی کرتا ہوں۔

فاسٹر :۔ تم تو گویا پوپ پرست ہو اور میں جلدی ہی تمہیں قائل کر لوں گا۔

جان بنین :۔ کن باتوں میں میں پوپ کے کاملِ اقتدار کا حامی ہوں؟

فاسٹر:- تم اس بات میں پوپ پرست ہو کہ تم صحیفوں کو لفظی طور پر سمجھنے کی کوشش کرتے ہو۔

جان بنین:- وہ صحیفے جنہیں لفظی طور پر سمجھنے کی ضرورت ہے ہم اُنہیں لفظی طور پر سمجھتے ہیں، لیکن وہ جنہیں لفظی طور پر سمجھنے کی ضرورت نہیں ہے ہم اُنہیں اُسی طرح سے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

فاسٹر:- کون سے صحیفے تم لفظی طور پر سمجھتے ہو؟

جان بنین:- "وہ جو ایمان لائے اور بپتسمہ لے وہ نجات پائیگا"۔ اس آیت کا لُبِ لباب یہ ہے کہ وہ جو خداوند یسوع پر ایمان لاتا ہے وہ نجات پائے گا اور یہی اس آیت کی تعلیم ہے۔

فاسٹر:- تم جاہل ہو اور صحیفوں کو نہیں سمجھتے کیونکہ جب تک تم یونانی میں اصل صحیفوں کا مطالعہ نہ کرو تم کس طرح سمجھ سکتے ہو؟

جان بنین:- اگر آپ کا یہی خیال ہے کہ کوئی شخص یونانی کے بغیر صحیفوں کو نہیں سمجھ سکتا تو اس کا یہ مطلب ہُوا کہ بہت کم تعداد میں نہایت عجیب قسم کے لوگ نجات پائیں گے۔ یہ زیادتی ہے، لیکن خدا کا کلام کہتا ہے کہ "تو نے یہ باتیں داناؤں اور عقلمندوں سے چھپائیں اور بچوں پر ظاہر کیں"۔

فاسٹر:- تمہاری باتیں محض احمق اور بیوقوف لوگ ہی سُنتے ہیں۔

جان بنین:- میری باتیں عقلمند بھی سُنتے ہیں اور بیوقوف بھی اور وہ لوگ جنہیں دُنیا عام طور پر بیوقوف سمجھتی ہے، وہ خدا کے نزدیک عقلمند ہیں۔ خدا نے داناؤں، زور آوروں اور

امیروں کو رد کر دیا ہے اور اس نے حقیر اور بیوقوف لوگوں کو چن لیا ہے۔

فاسٹر:۔ تم لوگوں سے اس طرح سے باتیں کرتے ہو کہ وہ اپنے کام کاج کو چھوڑ دیتے ہیں، اور خدا کا حکم ہے کہ لوگ چھ دن کام کریں اور ساتویں دن اُس کی عبادت کریں۔

جان بنین۔ ہر ایک امیر، غریب کا فرض ہے کہ وہ ان چھ دنوں میں بھی اپنے جسم اور روح کا خیال رکھے۔ اور خدا نے کہا ہے کہ "ہر روز آپس میں نصیحت کیا کرو تاکہ تم میں سے کوئی گناہ کے فریب میں آکر سخت دل نہ ہو جائے۔

فاسٹر:۔ تمہارا وعظ سننے کے لئے چند غریب، حقیر اور جاہل لوگ آجاتے ہیں۔

جان بنین:۔ احمق اور بے خبر لوگوں کو خدا کے کلام کی زیادہ ضرورت ہے اور اس لئے یہ کام کرنا میرے لئے نفع بخش ہے۔

فاسٹر:۔ آمدم برسر مطلب۔ لیکن کیا تم وعدہ کرتے ہو کہ لوگوں کو فراہم نہیں کرو گے؟ اگر تم یہ وعدہ کرو تو تمہیں چھوڑ دیا جائے گا، اور تم اپنے گھر جا سکتے ہو۔

جان بنین:۔ جو کچھ مجھے کہنا تھا اس سے زیادہ کہنے کی مجھ میں جرأت نہیں، کیونکہ میں وہ کام کس طرح سے چھوڑ سکتا ہوں، جس کو کرنے کے لئے خدا نے مجھے بلایا ہے؟

یہ باتیں سن کر مسٹر فاسٹر تو چلے گئے اور جج کے دوسرے نوکر چاکر میرے گرد ہو لئے اور کہنے لگے کہ میں جزئیات کا قائل ہوں۔ ہمارا

اُقا تمہیں رہا کرنے کے لئے تیار ہے بشرطیکہ تم اتنی سی بات کہہ دو کہ لوگوں کو اکٹھا کر کے اُنہیں وعظ و نصیحت نہ کرو گے۔
جان بنین :۔ لوگوں کو فراہم کرنے کے کئی طریقے ہو سکتے ہیں مثلاً اگر آدمی منڈی میں جا کر کوئی کتاب پڑھنا شروع کر دے۔ اور وہ اُن سے یہ نہ کہے کہ صاحبو! اِدھر آؤ، میری بات سُنو لیکن اگر لوگ اُس کو کتاب پڑھنا سُننے کے لئے اکٹھے ہو جائیں تو کہا جا سکتا ہے کہ اُس نے اپنے پڑھنے سے لوگوں کو اکٹھا کر لیا کیونکہ وُہ اُس کی بات سُننے کے لئے اکٹھے نہ ہوتے اگر وُہ کتاب پڑھنے کے لئے وہاں نہ آتا۔ اور اس طرح کے فعل کو کہا جا سکتا ہے کہ یہ لوگوں کو فراہم کرنا ہے۔ مَیں یہ جُرات نہیں کر سکتا کہ مَیں کہہ دوں کہ مَیں لوگوں کو فراہم نہیں کروں گا، کیونکہ مندرجہ بالا دلیل کی رُو سے کہا جا سکتا ہے کہ مَیں نے اپنی منادی کے ذریعہ سے لوگوں کو اکٹھا کر لیا ہے۔
وِنگیٹ اور فاسٹر :۔ عدالت عالیہ کا جج اور مسٹر فاسٹر پھر میرے پاس آئے۔ منادی کرنے کے بارے میں تھوڑی سی بات چیت ہوئی لیکن چونکہ مَیں بھول گیا ہوں کہ وُہ بات چیت کس طرح سے ہوئی، اس لئے مَیں اسے چھوڑ دیتا ہوں ـــــ جب اُنہوں نے دیکھا کہ مَیں اپنی دُھن کا پکا ہوں اور مجھ پر کسی بات کا اثر نہیں ہوتا اور نہ ہی مجھے ترغیب دی جا سکتی ہے تو مسٹر فاسٹر جنہوں نے بڑی محبت کا اظہار کیا تھا، جج سے کہا کہ اس کو جیل خانے بھیج دیا جائے، کیونکہ اس صورت میں یہی بہتر ہے، اس لئے کہ اس

طرح سے وُہ اُن تمام لوگوں کی نمائندگی کر سکے گا جو عبادت کے
لیۓ اکٹھے ہُوا کرتے ہیں۔ یہ کہہ کر وُہ مجھ سے رخصت ہو گئے۔
اور سچی بات یہ ہے کہ جب مَیں جیل خانے کے لیئے دروازہ
سے باہر نکلا تو میرا دِل اطمینان سے بھرا ہُوا تھا۔ خُدا کا شُکر ہے
کہ مَیں خُوشی خُوشی جیل خانے گیا۔ میرا دِل چین سے معمُور تھا۔
مجھے قید خانہ میں ابھی پانچ چھ دن ہُوئے تھے کہ بھائیوں نے
مجھے ضامنوں کے ذریعہ قید سے نکلوانے کی کوشش کی، کیونکہ میری
قید کی یہی شرائط تھیں کہ ضمانت دائر کرنے تک مَیں قید خانہ میں
ہی رہُوں گا۔ مسیحی بھائی الِسٹو (ELSTOW) میں عدالت عالیہ
کے ایک جج مسٹر کرمبٹن کے پاس پہنچے۔ اور اُس سے درخواست
کی کہ وُہ عام مُجرموں کی سہ ماہی عدالت میں حاضر ہونے کی ضمانت
لے لیں۔ پہلے تو وُہ اس بات پر رضامند ہو گئے، لیکن پھر اُنہوں نے
اعتراض اُٹھایا کہ وُہ میری قید کی مِثل کا ملاحظہ کریں گے۔ مِثل میں
یُوں درج تھا کہ مَیں کلیسیائے انگلستان کے مخالفوں سے مِلتا جُلتا
ہُوں، اور اُن میں عبادت کا اہتمام کرتا ہُوں۔ اِس طرح سے
چرچ آف انگلینڈ کی توہین ہوتی ہے۔ مِثل پڑھنے کے بعد جج نے
کہا کہ جو کچھ مِثل میں درج ہے، مَیں نے اِس سے زیادہ جُرم کیا ہے
اور چُونکہ مَیں نوجوان ہُوں، اِس لیئے میری ضمانت نہیں لی جائے
گی۔ یہ ساری باتیں مجھے داروغۂ جیل نے بتائیں۔ لیکن مَیں بالکل
ہراساں نہ ہُوا، اور اِس بات پر خُوش تھا کہ خُدا نے میری سُن لی ہے
کیونکہ جج کے سامنے پیشی ہونے سے پہلے مَیں نے خُدا سے دُعا کی،

کہ اگر آزاد رہ کر میں جیل خانے کی نسبت زیادہ مفید ہو سکتا ہوں تو مجھے رہائی مل جائے۔ لیکن اگر ایسا نہ ہو تو اُس کی مرضی پوری ہو، کیونکہ میرے دل میں پوری اُمید تھی کہ میری قید کی وجہ سے ملک کے مقدسوں میں بیداری پیدا ہو گی، اِس لئے میں قید اور آزادی دونوں میں سے کسی ایک کو چُننے سے قاصر تھا۔ چنانچہ میں نے اس معاملہ کو خُدا کے سامنے پیش کر دیا، اور میں سچ کہتا ہوں کہ جب میں قید خانہ میں پھر واپس آیا تو خُدا کا اطمینان میرے شاملِ حال تھا اور مجھے اس سے ایک گونہ تسلی ہوئی کہ اُس کی مرضی اسی میں ہے کہ میں قید میں ہی رہوں۔

میں قید خانہ میں عدالت عالیہ کے جج کے تحقیر آمیز سوال پر غور کر رہا تھا تو خُدا کے کلام کی یہ آیت میرے سامنے آئی "دکیونکہ اُسے معلوم تھا کہ اُنہوں نے اُس کو حسد سے پکڑوایا ہے"۔ اگرچہ میں کوٹھڑی میں پڑا ہوا تھا میں خُدا کے فضل و کرم کا اُمیدوار تھا کہ وہ اپنی مرضی کے مطابق میرا انصاف کرے۔ میں یہ جانتا ہوں کہ آسمانی باپ کی مرضی کے بغیر میرے سر کا ایک بال بھی زمین پر نہیں گر سکتا خواہ لوگ کتنے ہی کینہ ور اور فتنہ انگیز کیوں نہ ہوں، وہ خُدا کی مرضی کے بغیر ایک قدم بھی اِدھر اُدھر نہیں جا سکتے ہر ایک آدمی خُدا کی مرضی کے تابع ہے۔ اور جب لوگ بہت ہی بُرے فعل کے مُرتکب ہوتے ہیں تو ہمارے سامنے یہ آیت آ جاتی ہے "اور ہم کو معلوم ہے کہ سب چیزیں مل کر خُدا سے محبت رکھنے والوں کے لئے بھلائی پیدا کرتی ہیں"۔ (رومیوں ۸:۲۸)

الوداع

جسٹس کیلن ، جسٹس چیٹر ، جسٹس بلنڈیل

JUSTICE BLUNDALE JUSTICE CHEETER JUSTICE KEELIN

جسٹس بیچر اور جسٹس سنیگ کے سامنے

JUSTICE SNAGG & JUSTICE BEACHER

میری پیشی کی روئداد

مجھے قید خانہ میں سات ہفتوں سے کچھ اوپر ہو گئے۔ عام مجرموں کے لئے عدالتِ عالیہ کا سہ ماہی اجلاس بیڈفورڈ میں منعقد ہوا۔ میں حاضر کیا گیا۔ جب داروغہ جیل نے مجھے عدالت عالیہ کے ججوں کے سامنے پیش کیا تو مجھ پر تحریری استغاثہ دائر کیا گیا جو یوں ہے۔

"شہر گاہ جان بنین سکنہ بیڈفورڈ، سکنہ مزدودی، جو فلاں فلاں حیثیت کا شخص ہے، عرصہ اتنے سے ابلیسانہ اور خبیثانہ طور پر دیدہ دانستہ گرجے نہیں آتا اور جماعتی عبادت سے گریز کر رہا ہے۔ وہ کئی غیر قانونی اجلاس کرتا اور کلیسیائے انگلستان کی مخالفت کرنے کا مرتکب ہوا ہے، جس سے اس مملکت کی اچھی رعایا میں بڑی بدامنی اور گڑبڑ پھیل گئی ہے۔ یہ بات ہمارے بادشاہ سلامت کے احکام کے خلاف ہے وغیرہ وغیرہ"

محرّر:۔ (جب تحریری استغاثہ پڑھا گیا تو عدالت عالیہ کے محرّر نے مجھ سے کہا) تمہیں اپنی صفائی میں کیا کہنا ہے۔

جان بنین:۔ پہلے حصّے کے جواب میں میں یہ کہتا ہوں کہ میں خدا کی عبادت کے لئے گرجے جایا کرتا ہوں اور خدا کے فضل سے اُس کلیسیا کا ایک ممبر ہوں، جس کا سر مسیح ہے۔

جسٹس کیلن:۔ اُس عدالت میں جج کون تھا؟ کیا تم گرجے آیا کرتے ہو؟ میرا خیال ہے کہ تم میرا مطلب سمجھتے ہو۔ کیا تم اپنے حلقے کے گرجا میں خدا کی عبادت کے لئے جایا کرتے ہو؟

جان بنین:۔ نہیں جناب میں نہیں جایا کرتا۔

کیلن:۔ کیوں؟

جان بنین:۔ کیونکہ خدا کے کلام میں اِس قسم کا کوئی حکم موجود نہیں ہے۔

کیلن:۔ ہمیں دُعا مانگنے کا حکم ہے۔

جان بنین:۔ لیکن دُعائے عام کی کتاب سے دُعائیں مانگنے کو نہیں کہا گیا۔

کیلن:۔ تو پھر کس طرح سے دُعا مانگنے کو کہا گیا ہے؟

جان بنین:۔ رُوح سے دُعا مانگنے کو کہا گیا ہے۔ رسُول کہتا ہے "میں رُوح سے بھی دُعا کروں گا اور عقل سے بھی دُعا کروں گا۔"

(۱۔ کرنتھیوں ۱۴: ۱۵)

کیلن:۔ ہم رُوح اور عقل سے بھی دُعا کر سکتے ہیں اور دُعائے عام کی کتاب سے بھی دُعا کر سکتے ہیں۔

جان بنین :- دعائے عام کی کتاب کی تمام دعائیں دوسرے آدمیوں نے لکھی ہیں اور روح کی تحریک سے نہیں لکھی گئیں اور رسول کہتا ہے کہ میں روح سے بھی دعا کروں گا اور عقل سے بھی دعا کروں گا اور یہ نہیں کہتا کہ میں روح سے دعا کروں گا اور دعائے عام کی کتاب سے دعا کرونگا۔

دوسرا جج :- تم دعا کو کیا سمجھتے ہو؟ کیا تم خیال کرتے ہو کہ دعا کرنا لوگوں کے سامنے چند الفاظ کا دہرانا ہے؟

جان بنین :- نہیں ! ہرگز نہیں - لوگ اپنی دعائیں بڑے پُرشکوہ اور عمدہ الفاظ استعمال کرتے ہیں ، اور یہ ہرگز دعا نہیں ہے - لیکن جب کوئی شخص دعا کرتا ہے تو وہ اپنی ضروریات روح کی ہدایت سے خداوند مسیح کے وسیلہ سے خدا کے سامنے پیش کرتا ہے اور وہ اپنے دل کو خدا کے حضور انڈیل دیتا ہے - بیشک اس کی دعا کے الفاظ اتنے پُرشکوہ نہیں ہوتے -

جج صاحبان :- یہ تو سچ ہے -

جان بنین :- دعائے عام کی کتاب کے بغیر بھی یہ ہو سکتا ہے -

دوسرا جج :- (غالباً یہ جسٹس بلینٹیل یا اسپنگ تھے) ہمیں کس طرح سے معلوم ہو کہ تم اپنے دعا کو لکھتے نہیں اور پھر لوگوں کے سامنے پڑھ دیتے ہو؟ (یہ بات انہوں نے ازراہِ مذاق کہی)

جان بنین :- ہمارا یہ دستور نہیں ہے کہ کاغذ اور قلم لے کر چند الفاظ کو لکھ لیا اور پھر جماعت میں پڑھ دیا -

دوسرا جج :- لیکن ہمیں کس طرح معلوم ہو -

جان بنین :- جناب عالی ! یہ ہمارا دستور نہیں ہے -

کیلین :- لیکن دعائے عام کی کتاب اور اسی قسم کی دوسری دعاؤں کا

استعمال قانوناً جائز ہے کیونکہ خداوند مسیح اور یوحنا بپتسمہ دینے والے نے اپنے شاگردوں کو دُعا سکھائی۔ کیا ایک آدمی دوسرے آدمی کو دُعا نہیں سکھا سکتا؟ "ایمان سُننے سے پیدا ہوتا ہے"۔ ایک آدمی دُوسرے آدمی کو اُس کے گُناہ کا احساس دلا سکتا ہے، اس لئے وُہ دُعائیں جو آدمی لکھتے ہیں اور پڑھتے ہیں وُہ سکھانے کے لئے اچھی ہیں اور لوگوں کو دُعا مانگنے میں مدد دیتی ہیں۔

جب مسٹر کیلن یہ بات کر رہے تھے تو خدا کی طرف سے رُومیوں آٹھویں باب کی چھبیسویں آیت میرے دل میں آئی۔ اس سے پیشتر میں نے کبھی اس آیت کے متعلق نہیں سوچا تھا۔ لیکن جب مسٹر جسٹس کیلن بات کرتے تھے تو اُس وقت گویا مجھے خدا کا کلام یہ کہہ رہا تھا کہ بس یہی آیت پیش کرو، یہی آیت پیش کرو۔

جان بنین:۔ جنابِ عالی! خُدا کا کلام کہتا ہے کہ رُوح ہماری کمزوری میں مدد کرتا ہے، کیونکہ جس طور سے دُعا کرنا چاہیئے ہم نہیں جانتے مگر رُوح خود ایسی آہیں بھر بھر کر ہماری شفاعت کرتا ہے جن کا بیان نہیں ہو سکتا۔ اس میں یہ نہیں لکھا کہ دعائے عام کی کتاب ہمیں دُعا کرنا سکھاتی ہے بلکہ رُوح ہمیں دُعا کرنا سکھاتا ہے اور رسُول کہتا ہے کہ "رُوح ہماری کمزوری میں مدد کرتا ہے" نہ کہ یہ کہتا ہے کہ دُعائے عام کی کتاب ہمیں دُعا کرنا سکھاتی ہے اور خُداوند کی دُعا میں "اے ہمارے باپ" کہنا زبان سے تو بڑا ہی آسان معلوم ہوتا ہے لیکن رُوح سے "ہمارے باپ" کوئی نہیں کہہ سکتا۔ کیونکہ خُدا کو باپ کہنا کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ "ہمارے باپ" کہنے والے جانتے ہیں کہ نئی پیدائش سے کیا مراد ہے اور خُدا کے رُوح سے

پیدا ہوتا کیا ہے۔ لیکن اگر یہ نہ ہو تو دُعا محض بکواس ہے۔

کیبلن :۔ ہاں! یہ تو سچ ہے ۔

جان بنین :۔ اور حضور والا! جو کچھ آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ایک آدمی دوسرے کو اُس کے گناہوں کا احساس دلا سکتا ہے، ایمان سُننے سے پیدا ہوتا ہے اور ایک آدمی دوسرے کو دُعا کرنے کا طریقہ بتا سکتا ہے تو اس کے متعلق مجھے یہ کہنا ہے کہ لوگ اپنے گناہوں کے متعلق ایک دوسرے سے بات چیت کر سکتے ہیں، لیکن انہیں اپنے گناہوں کا احساس صرف رُوح سے ہی ہو سکتا ہے اور اگرچہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ "ایمان سُننے سے پیدا ہوتا ہے" لیکن رُوح سے ایمان دل میں اپنا کام کرتا ہے اور یہ سب کچھ سُننے کی وجہ سے ہوتا ہے ورنہ سُننے سے کچھ بھی فائدہ نہیں ہوتا (عبرانیوں ۴: ۱۲) اور اگرچہ ایک آدمی دوسرے کو دُعا کرنے کا طریقہ تو سکھا سکتا ہے لیکن جیسا میں نے ابھی کہا ہے جب تک رُوح اُس کی مدد نہ کرے وہ دُعا نہیں کر سکتا۔ دُعائے عام کی کتاب بھی یہ نہیں کر سکتی۔ رُوح سے ہم اپنے گناہوں کو دیکھ سکتے ہیں اور یہی رُوح ہمیں مسیح کو دکھاتی ہے۔ (یُوحنا ۱۶: ۲۷) اور رُوح ہمارے دلوں میں خُدا کے پاس آنے کی آرزو پیدا کرتا ہے کہ ہم اپنی ضرورتیں اُس کے حضور پیش کریں، اور رُوح خود "ایسی آہیں بھر بھر کر ہماری شفاعت کرتا ہے جن کا بیان نہیں ہو سکتا۔"

میری ان باتوں سے جج صاحبان کی قدرے تسلّی ہوئی۔

کیبلن :۔ لیکن دُعائے عام کی کتاب کے خلاف تمہیں کیا اعتراض ہے؟

جان بنین :۔ حضور والا! اگر آپ میری سُنیں تو میں اپنے دلائل پیش کرتا ہُوں۔

کیبلن :۔ تمہیں کہنے کی آزادی ہے لیکن میں تمہیں اس امر سے آگاہ

کردوں کہ دُعائے عام کی کتاب کے متعلق بڑے ادب اور احترام سے بات کرنا کیونکہ اگر تم بے ادبی سے اس کتاب کا ذکر کرو گے تو نہیں نقصان پہنچے گا۔

جان بنین:۔ خدا کے کلام میں دُعائے عام کی کتاب کا کوئی حکم نہیں ہے اس لیئے میں اُسے استعمال نہیں کر سکتا۔

ایک جج:۔ خدا کے کلام میں یہ کہاں حکم ہے کہ تم ایلسٹو یا بیڈ فورڈ جاؤ اور اگر کوئی اِن دونوں مقامات پر جاتا ہے تو وہ قانونی طور پر اس کا مجاز ہے۔

جان بنین:۔ ایلسٹو یا بیڈ فورڈ میں میرا جانا ایک شہری حق ہے اور یہ کوئی مادی چیز نہیں ہے۔ اگرچہ اس کا حکم کلام مقدس میں تو نہیں ہے لیکن خدا کا کلام مجھے منادی کرنے کی اجازت دیتا ہے اور اس لئے اگر مجھے اِن مقامات پر منادی کرنا ہو تو میں وہاں جاتا ہوں لیکن دُعا کرنا خدا کی عبادت کا ایک اہم جزو ہے، اس لئے اسے خدا کے کلام کے قوانین کے مطابق ہی عمل میں لانا چاہیئے۔

ایک جج:۔ اس کی باتیں ضرر پہنچائیں گی۔ اِسے زیادہ بولنے کی اجازت نہ دی جائے۔

جسٹس کیلن:۔ نہیں، نہیں، اس سے ڈرنا نہیں چاہیئے۔ ہم اپنے ایمان میں مستحکم ہیں۔ وہ کیا نقصان پہنچا سکتا ہے ہم جانتے ہیں کہ دُعائے عام کی کتاب رسُولوں کے زمانہ سے چلی آرہی ہے اور اسے گرجے میں استعمال کرنا جائز ہے۔

جان بنین:۔ رسُولوں کے خطوں میں وہ حوالہ بتایئے جہاں دُعائے عام

کی کتاب کا ذکر ہو یا کتابِ مقدس میں سے کوئی آیت بتایئے جو مجھے اِس کتاب کو پڑھنے کا حکم دیتی ہے تو میں اِسے استعمال کروں گا۔ لیکن وہ لوگ جو اِس کتاب کو استعمال کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں وہ فعلِ مختار ہیں یعنی میں انہیں یہ کتاب استعمال کرنے سے روک نہیں سکتا، لیکن اپنے متعلق یہ ہے کہ ہم اِس کتاب کے بغیر بھی دعا کر سکتے ہیں۔ خدا کے نام کی تمجید ہو۔

اس موقع پر ایک جج نے کہا کہ تمہارا خدا کون ہے؟ بعلزبول ہے؟ جج صاحبان نے سمجھا کہ میں فریب خوردہ ہوں اور مجھ میں بدروح ہے۔ میں اِن باتوں کا خیال نہیں کرتا، خدا انہیں معاف کرے۔

ہم دلجمعی سے دعا کے لئے فراہم ہوتے ہیں اور وعظ و نصیحت کرتے ہیں، کیونکہ خدا کا اطمینان ہم میں ہے اور ہم اُس کی حضوری کو محسوس کرتے ہیں۔ اُس کے مقدس نام کی تمجید ابدالآباد تک ہوتی رہے۔

کیلن:۔ یہ محض بساطیوں کی سی باتیں ہیں۔ تم منافقت اور ریاکاری کو چھوڑ دو۔ خداوند تمہاری آنکھیں کھول دے۔

جان بنین:۔ ”جس روز کو آج کا دن کہا جاتا ہے، ہر روز آپس میں نصیحت کیا کرو تاکہ تم میں سے کوئی گناہ کے فریب میں آکر سخت دل نہ ہو جائے“۔ (عبرانیوں ۳: ۱۳)

کیلن:۔ تم منادی نہ کیا کرو۔ تمہیں منادی کرنے کا اختیار کہاں سے ملا؟

جان بنین:۔ میں یہ ثابت کر سکتا ہوں کہ میں اگر خدا کے کلام کی منادی کرتا ہوں تو یہ جائز ہے۔

کیلن:۔ کس صحیفے سے تم یہ ثابت کر سکتے ہو؟ صرف ایک حوالہ بتا دو۔

ہیں نے کہا کہ ا۔پطرس ۴: ۱۰، ۱۱ اور اعمال ۱۸ باب اور کلام مُقدّس کے دُوسرے حوالوں سے بھی ثابت کر سکتا ہُوں مگر جسٹس کیلن نے مجھے حوالے پیش کرنے سے منع کر دیا اور کہا کہ تم صرف ایک ہی حوالہ بتا دو۔

جلال بنین :۔ "جن کو جس جس قدر نعمت ملی ہے وہ اُسے خُدا کی مختلف نعمتوں کے اچھے مختاروں کی طرح ایک دُوسرے کی خدمت میں صرف کریں۔ اگر کوئی کچھ کہے تو ایسا کہے کہ گویا خُدا کا کلام ہے۔ اگر کوئی خدمت کرے تو اُس طاقت کے مطابق کرے جو خُدا دے تاکہ سب باتوں میں یسُوع مسیح کے وسیلہ سے خُدا کا جلال ظاہر ہو۔ جلال اور سلطنت ابدالآباد اُسی کی ہے۔ آمین"

(ا۔پطرس ۴: ۱۰-۱۱)

کیلن :۔ میں اس آیت کی ذرا تشریح کرتا ہُوں "جن کو جس جس قدر نعمت ملی ہے" اِس کا مطلب یہ ہے کہ ہر کسے را بہر کارے ساختند یعنی ہر ایک آدمی کا ایک پیشہ ہے۔ ایک کام ہے اس لئے اُسے اپنا کام کرنا چاہیئے یعنی اگر کوئی ٹھٹھیرا ہے تو اُسے یہ نعمت ملی ہے، اُسے یہ کام کرنا چاہیئے اور تم ٹھٹھیرے ہو لہذا اپنا کام کرو۔ دُوسرے آدمی بھی اپنا اپنا کام کریں اور خُدا کے برگزیدہ لوگوں کو اپنا کام کرنا چاہیئے یعنی اُنھیں عبادت کرانی چاہیئے۔

جلال بنین :۔ نہیں حضُور والا : اِس کا یہ مطلب نہیں ہے بلکہ مطلب صاف ہے کہ رسُول کلام کی مُنادی کرنے کو کہتا ہے اگر آپ دونو آیتوں کا باہمی مقابلہ کریں تو اگلی آیت اس نعمت کی تشریح کرنی

ہے کہ "اگر کوئی کچھ کہے تو ایسا کہے گویا خُدا کا کلام ہے" پس اس سے یہ بات صاف ہے کہ رُوح القُدس اس جگہ عام کرنے کو نہیں کہتا اور اب وُہ نعمتیں جو خُدا کی طرف سے ہمیں ملی ہیں اُس کے متعلق یہ ہے کہ......

کیبلن۔ (قطع کلامی کرتے ہُوئے) ہم یہ کام اپنے خاندانوں میں کر سکتے ہیں اور کسی دُوسری طرح سے یہ کام کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

جان بنین:۔ اگر کچھ آدمیوں سے نیکی کرنا روا ہے تو زیادہ آدمیوں سے نیکی کرنا بھی روا ہے۔ اگر اپنے خاندانوں سے نصیحت کی باتیں کہنا اچھی بات ہے تو دُوسروں کو نصیحت کرنا بھی اچھی بات ہے لیکن اگر جماعت کی صُورت میں فراہم ہو کر خُدا کے چہرے کو دیکھنا اور ایک دُوسرے کو نصیحت کرنا گُناہ سمجھا جاتا ہے تو میں یہ گُناہ بار بار کروں گا، کیونکہ ہمیں یہی کرنا چاہیئے۔

کیبلن:۔ میں صحیفوں سے اچھی طرح سے واقف نہیں ہُوں، اس لئے یہ بحث نہیں کر سکتا۔ اب میرے پاس زیادہ دیر ٹھہرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ کیا تم اقبال جُرم کرتے ہو؟

جان بنین:۔ میں اعتراف کرتا ہُوں کہ ہم نے دعائیہ اجلاس کئے ہیں اور ایک دُوسرے کو نصیحت بھی کی ہے اور اس سے ہماری بڑی دلجمعی ہُوئی ہے کہ خُداوند کا اطمینان ہمارے شاملِ حال رہا۔ ابدالآباد اُس کے نام کی تمجید ہو۔

میں نے ایک طرح سے اپنے جرم کا اقبال کر ہی لیا۔

کیلن :- اب اپنا فیصلہ سُنو - تمہیں تین ماہ کی قید کی سزا دی جاتی ہے - تین ماہ کے ختم ہونے پر اگر تم خدا کی عبادت میں شامل ہونے کے لئے گرجے نہ گئے، اور منادی کرنا بند نہ کیا تو تمہیں جلاوطن کر دیا جائے گا - اور اگر وقتِ معینّہ سے پہلے تم اس مملکت میں بادشاہِ وقت کی اجازت کے بغیر آ گئے تو میں یہ واضح کئے دیتا ہوں کہ تمہیں پھانسی پر چڑھا دیا جائے گا -

جج نے داروغۂ جیل کو حکم دیا کہ وہ مجھے قید خانہ میں لے جائے -

جان بنین :- میں آپ سے متفق ہوں، کیونکہ اگر میں آج ہی رہا ہو جاؤں تو کل خدا کی مدد سے ضرور کلام کی منادی کروں گا -

اس وقت ایک اَور جج نے مجھے کچھ جواب دیا لیکن داروغۂ جیل مجھے زبردستی کمرے سے باہر لے گیا، اس لئے مجھے معلوم نہیں کہ جج نے کیا کچھ کہا - میں اپنے بھائیوں سے جُدا ہوا - میں خداوند یسوع مسیح کو مبارک کہتا ہوں، کہ اس مقدمہ کے دوران اور قید خانہ میں واپس آنے پر میری دلجمعی رہی - مجھے خداوند یسوع مسیح کے کلام کی حقیقت معلوم ہوئی کہ یہ کوئی معمولی کلام نہیں ہے "کیونکہ میں تمہیں ایسی زبان اور حکمت دوں گا کہ تمہارے کسی مخالف کو سامنا کرنے یا خلاف کہنے کا مقدور نہ ہوگا" (لوقا ۲۱ : ۱۵) اس کا اطمینان میرے شاملِ حال ہے اور کوئی اُسے مجھ سے چھین نہیں سکتا -

میں نے آپ کو اپنے مقدمہ کے متعلق کچھ باتیں بتا دی ہیں - خدا کرے کہ یہ باتیں پڑھنے اور سُننے والوں کے لئے مفید ثابت ہوں -

---

عدالتِ عالیہ کے محرّر اور جان بنین کے درمیان بحث کا خلاصہ

مجھے قید خانہ میں آئے ہوئے کوئی بارہ ہفتے ہو چکے تھے۔ مجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ میرا کیا حشر ہوگا۔ ۳ر اپریل ۱۶۶۱ء کو مسٹر کاب (COBB) محرّر عدالتِ عالیہ قید خانہ میں مجھے نصیحت کرنے کے لئے تشریف لائے۔ اُنھوں نے مجھے باہر بلایا اور کہا کہ مَیں کلیسائے انگلستان کی پیروی کروں۔

کاب:۔ بھائی بنین۔ کہئے مزاج کیسے ہیں؟

جان بنین:۔ جناب عالی۔ شکریہ۔ خُدا کی مہربانی سے خیریت ہے۔

کاب:۔ مَیں تُمہارے پاس اس لئے آیا ہوں کہ تم اس مُلک کے قوانین کا احترام کرو، ورنہ عدالتِ عالیہ کے اگلے اجلاس میں تُمہاری خیر نہیں۔ تمہیں جلاوطن کر دیا جائے گا یا اس سے بھی کڑی سزا دی جائے گی۔

جان بنین:۔ مَیں دُنیا میں ایک انسان اور مسیحی کی حیثیت سے زندہ رہنا چاہتا ہوں۔

کاب:۔ لیکن تُم اپنے مُلکی قوانین کا احترام کرو، اور جماعتی اجلاس فراہم کرنے سے باز آؤ کیونکہ قانون اس قسم کے اجلاس کی اجازت نہیں دیتا اور مجھے عدالتِ عالیہ کے ججوں نے تُمہارے پاس اس لئے بھیجا

ہے کہ تمہیں آگاہ کر دوں کہ اگر تم قانون کی خلاف ورزی کرو گے تو وہ قانون کے مطابق تمہارے خلاف کارروائی کریں گے۔
جہان بشپن :۔ جناب عالی! میرا خیال ہے کہ وہ قانون جس کی رُو سے میں قید خانہ میں پڑا ہوں نہ ہی مجھے ملزم گردانتا ہے اور نہ ہی مجھے جماعتی اجلاس فراہم کرنے سے منع کرتا ہے۔ یہ قوانین ان لوگوں کے لئے مرتب کئے گئے تھے جو مذہب کی آڑ میں اپنی مجالس میں بدی کے منصوبے باندھا کرتے تھے۔ اور اس طرح اپنی برائیوں کی پردہ پوشی کیا کرتے تھے۔ اس قانون کا مقصد نجی قسم کے جماعتی اجلاس پر کوئی پابندی عائد کرنا نہیں ہے کیونکہ ہمارا مقصد محض خداوند کی عبادت اور ایک دوسرے کو نصیحت کرنا ہے۔ ان اجلاس سے میرا مقصد دوسروں کا بھلا کرنا ہے یعنی وہ تھوڑی سی نعمت جو مجھے میسر ہے اُس کے ذریعہ لوگوں سے بھلائی کرنا چاہتا ہوں اور میں امن عامہ میں خلل نہیں ڈالنا چاہتا۔
کاب :۔ ہر ایک آدمی یہی کہہ سکتا ہے۔ حال ہی میں جو لندن میں سازش ہوئی، وہ سازشی کس قسم کی شاندار باتیں کیا کرتے تھے، لیکن در پردہ وہ مملکت اور دولت مشترکہ کی تباہی و بربادی کے درپے تھے۔
جہان بشپن :۔ میں اُن کی حرکات کو نفرت کی نگاہوں سے دیکھتا ہوں لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ چونکہ اُن لوگوں نے ایسا کیا تھا، اس لئے دوسرے بھی ایسا ہی کریں گے۔ میں اپنے بادشاہ کی حکومت میں ایک اچھے انسان اور مسیحی کی حیثیت سے زندہ رہنا

اپنا فرض سمجھتا ہوں، اور اگر وقت آئے تو میں بڑی خوشی سے اپنے اقوال و افعال کے ذریعہ اپنے بادشاہ سے اپنی وفاداری کا اظہار کروں گا۔

کاب:۔ میں بحث و مباحثہ میں اُلجھنے کا عادی نہیں ہوں لیکن بھائی بنین! میں یہ ضرور کہوں گا کہ تم سنجیدگی سے اس بات پر غور کرو اور مُلکی قوانین کا احترام کرو۔ تمہیں نجی طور پر اپنے ہمسایہ کو وعظ و نصیحت کرنے کی آزادی ہے، اس لئے لازم ہے کہ تم کسی جماعت کو فراہم نہ کرو اور اگر تم یہی طریقہ اختیار کرو تو تم خُداوند مسیح کی کلیسیا کی زیادہ بھلائی کر سکتے ہو۔ تم یہ کر سکتے ہو اور قانون تمہیں اس حق سے محروم نہیں کرتا۔۔۔ قانون صرف تمہارے شخصی اجلاس کے خلاف ہے۔

جان بنین:۔ جناب عالی۔ اگر میں اپنی گفتگو سے ایک آدمی کو فائدہ پہنچا سکتا ہوں تو دو آدمیوں کو اس سے کیوں فائدہ نہیں پہنچ سکتا؟ اور اگر دو آدمیوں کو فائدہ پہنچ سکتا ہے تو آٹھ آدمیوں کو کیوں نہیں؟

کاب:۔ ہاں! میں تو کہتا ہوں کہ سو آدمیوں کو بھی فائدہ پہنچ سکتا ہے۔

جان بنین: ہاں! جناب عالی۔ میرا خیال ہے کہ مجھے زیادہ سے زیادہ آدمیوں کو فائدہ پہنچانے سے روکا نہ جائے۔

کاب:۔ یہ ہو سکتا ہے کہ تم بظاہر تو لوگوں کو فائدہ پہنچاؤ لیکن درپردہ لوگوں کو حکومت کے خلاف بغاوت پر آمادہ کرو اور یوں نقصان پہنچاؤ اس لئے تمہیں بڑے مجمع میں بولنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم نقصان پہنچاؤ۔

جان بنین :- لیکن آپ تو کہتے ہیں کہ قانون مجھے اپنے ہمسایہ کو نصیحت کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ یقیناً کوئی بغاوت پر اکسانے کی اجازت نہیں دیتا۔ اس لئے اگر میں قانونی طور پر ایک آدمی سے بات چیت کرتا ہوں تو یقیناً میرا مقصد اُس کی بھلائی ہے اور اگر گفتگو کے ذریعہ ایک آدمی کا بھلا ہوتا ہے تو یقیناً اُسی قانون کی رُو سے میں دُوسروں کا بھی بھلا کر سکتا ہوں۔

کاب :- قانون صریحاً تمہیں انفرادی پوشیدہ اجلاس کی اجازت نہیں دے سکتا، اس لئے تمہارے اجلاس کی برداشت نہیں کی جاسکتی۔

جان بنین :- میں ملکہ الزبتھ کے عہد کی پارلیمنٹ کے بنائے ہوئے حکم کی سخت گیری کا قائل نہیں ہوں، کیونکہ میں یہ خیال نہیں کرتا کہ اس قانون کا مقصد خدا کے کسی واضح قانون کو دبانا یا کسی شخص کو خدا کی راہ سے روکنا مطلوب ہے۔ لیکن لوگ قانون کو ایسا مسخ کرتے ہیں کہ وہ خدائی قوانین کے بالکل برخلاف معلوم ہوتا ہے۔ لیکن اگر اس قانون کو بغور دیکھئے تو یہ اُن آدمیوں کے خلاف نبرد آزما ہے جو اپنے دلوں اور اجلاس میں بدی کے منصوبے باندھتے ہیں اور مذہب کو محض آڑ یا پردہ بنا رکھا ہے، کیونکہ اس قانون کی دفعہ کی عبارت یہ ہے "اگر کوئی جلسہ مذہب کی آڑ یا مذہبی رنگ سے کر منعقد کیا جائے وغیرہ وغیرہ"۔

کاب :- بہت اچھا۔ جب بادشاہ نے دیکھا کہ لوگ بہانہ جو ہیں اور اُنہوں نے مذہب کو محض آڑ بنا رکھا ہے تو اس لئے بادشاہ سلامت اور قانون نے ایسے انفرادی پوشیدہ اجلاس کو حکماً منع کر دیا ہے۔ عام کھلے اجلاس پر کوئی پابندی نہیں ہے تم کھلے اجلاس کر لیا کرو۔

جان ہسن :- لیکن جناب عالی میں ایک مثال سے آپ کے سوال کا جواب دینا چاہتا ہوں۔ فرض کیجیے کہ جنگل کی طرف کچھ ڈاکو شرارت کی غرض سے فراہم ہوتے ہیں۔ کیا اس قسم کا قانون بن جانا چاہیئے کہ جو کوئی اس طرف آئے گا اُسے مار دیا جائے گا۔ یہ ممکن ہے کہ اُس طرف چور بھی نکل آئیں اور نیک آدمی بھی۔ اِس معاملہ میں بھی یہی بات ہے۔ میرا خیال ہے کہ بعض لوگ ایسے بھی ہو سکتے ہیں جو دولت مشترکہ کی تباہی و بربادی کے منصوبے باندھتے ہوں، لیکن اس سے ہرگز یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ تمام پوشیدہ انفرادی اجلاس خلاف قانون ہیں۔

مجرموں کو سزا دینی چاہیئے لیکن اگر میں کسی وقت اپنی گفتگو میں کوئی ایسا فعل کروں جو ایک انسان اور مسیحی کی شان کے شایاں نہیں ہے تو میں سزا کا مستوجب ہوں۔ آپ کے کہنے کے مطابق میں کھلے اجلاس کیا کروں گا، اور اگر مجھے کوئی تکلیف پہنچے تو میں بخوشی برداشت کروں گا، لیکن مجھے کافی کھلے اجلاس کرنے کی اجازت ہو تو میں پوشیدہ انفرادی اجلاس کرنے کی طرف متوجہ نہیں ہوں گا۔ میں اسی لئے تو پوشیدہ انفرادی اجلاس نہیں کرتا کیونکہ میں کھلے اجلاس کرنے سے ڈرتا ہوں۔ میں خدا کو مبارک کہتا ہوں کہ اگر کوئی آدمی میرے عقیدے یا عمل کی وجہ سے مجھ پر الزام لگائے جو بدعت یا میری غلطی ہو تو میں اُس سے دستبردار ہو جاؤں گا اور میں عام کھلے اجلاس میں اس بات کا اعلان کرنے کے لئے تیار ہوں لیکن اگر میں راستی پر ہوں تو میں آخری دم تک اپنے موقف پر قائم رہوں گا، اور حضور آپ میری تعریف کریں گے۔ غلطی کرنا اور بدعتی ہونا دو مختلف چیزیں ہیں۔ میں

سرکش آدمی کی طرح اُس چیز کی حمایت نہیں کروں گا جو کلامُ اللہ کے خلاف ہے۔ کوئی بات جس پر میرا عقیدہ ہے اُسے غلط ثابت کیجئے تو مَیں علی الاعلان اس سے توبہ کروں گا۔

کاب: لیکن دوست ہنین کھلے اجلاس منعقد کرنے والی بات کا زیادہ خیال نہ کرو۔ کیا تم قانون کا احترام نہیں کرو گے بلکہ اس قسم کے اجلاس فراہم کرنے کے بغیر ہی ہمسائیگی کے طور پر اپنے پڑوسیوں کی بھلائی نہ کرو گے؟

جان ہنین: ۔مَیں اپنی تعریف نہیں کرتا بلکہ اپنے آپ کو ناچیز خیال کرتا ہوں ۔اور جتنے المقدور لوگوں کی بہتری و بہبودی کی کوشش کرتا ہوں ۔ اور جب مَیں دیکھتا ہوں کہ خُدا نے میری محنت پر برکت نازل فرمائی ہے تو مَیں اُس نعمت کو جو خُدا نے مجھے عطا فرمائی ہے لوگوں کے فائدے کیلئے استعمال کرتا ہوں۔ مَیں عام اجلاس میں بھی وعظ و نصیحت کیا کروں گا۔

کاب: تم عام جلسوں میں آکر وعظ و نصیحت کی باتیں سُن سکتے ہو اور اگر تم خود وعظ و نصیحت نہ بھی کرو تو کیا حرج ہے؟ تم سُن تو سکتے ہو۔ یہ خیال نہ کرو کہ تم بہت عالم فاضل ہو اور تمہیں دوسروں سے افضل نعمت ملی ہے۔ تم دوسروں کی وعظ و نصیحت یا کوئی اور بات سُن لیا کرو۔

جان ہنین: ۔مَیں سُننے کا بھی اتنا ہی مشتاق ہوں جتنا سُنانے اور وعظ و نصیحت کرنے کا۔ اور مَیں یہ دونو کام کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں، کیونکہ وہ شخص جو خود مُعلّم ہے، دُوسرے کی تعلیم سے سیکھ سکتا

ہے جو رسول کہتا ہے "تم سب کے سب ایک ایک کر کے نبوّت کر سکتے ہو تاکہ سب سیکھیں" (۱-کرنتھیوں ۱۴: ۳۱) اس کا یہ مطلب ہے کہ جس کسی کو کوئی نعمت ملی ہو اُسے چاہیئے کہ وہ اُسے دُوسروں کے فائدے کے لئے استعمال کرے تاکہ بہتوں کی دلجمعی ہو۔ اور جب وہ ایسا کر چکے تو اُسے دُوسروں کی سُننا چاہیئے تاکہ اُس کی دلجمعی ہو۔

کاب:۔ اگر تم تھوڑے عرصہ تک خاموش رہو تو اس میں کیا حرج ہے؟

جان نبین:۔ جنابعالی! جان وکلف نے کہا ہے کہ وہ شخص جو خارج المذہب ہونے کے خوف سے مُنادی کرنے یا خُدا کا کلام سُننے سے گریز کرتا ہے اُسے خُدا نے خارج کر دیا ہے۔ عدالت کے دن اُسے خُداوند مسیح کے غدّاروں میں شمار کیا جائے گا۔

کاب:۔ ہاں وہ جو کلام کی باتیں نہیں سُنتا اُسے غدّار شمار کیا جائے گا، اس لئے کیا تم کلام سنو گے؟

جان نبین:۔ لیکن جناب عالی جان وکلف نے کہا ہے کہ وہ شخص، جو مُنادی کرنے، خُدا کا کام سُننے سے گریز کرے گا وغیرہ وغیرہ۔ یعنی اگر کسی شخص کو خُدا کا جلال ظاہر کرنے کی نعمت ملی ہے تو وہ اگر اپنی توفیق کے مطابق اُسے لوگوں کی نصیحت کی خاطر استعمال نہ کرے تو یہ اُس کے خلاف گناہ گنا جائے گا۔ سارا وقت دُوسروں کی وعظ و نصیحت کی باتیں سننے میں ہی نہیں گزارنا چاہیئے۔

کاب:۔ تمہیں کس طرح سے معلوم ہو کہ تمہیں نعمت ملی ہے؟

جان نبین:۔ جب چاہے کوئی آدمی اس بات کی سُن کر تصدیق

کر سکتا ہے اور میرے عقیدے کی بائبل کے مطابق چھان پھٹک کی جا سکتی ہے۔

کاب:۔ لیکن کیا تم اس بات پر رضامند ہو کہ دو غیر جانبدار آدمی اس نزاعی مسئلے کو سُن کر اپنا فیصلہ صادر کریں؟ اور کیا تم اُن کے فیصلے کو مان لو گے؟

جان بنین:۔ کیا وہ دونو آدمی ناممکن الخطا ہیں؟

کاب:۔ نہیں۔

جان بنین:۔ ممکن ہے کہ میرا فیصلہ بھی اتنا ہی اچھا ہو جیسا دوسروں کا فیصلہ۔ لیکن میں اُن دو غیر جانبدار آدمیوں اور اپنے فیصلے کو نظر انداز کرتا ہوں، اور اس معاملے میں خُدا کے کلام کا فیصلہ ناطق سمجھتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ خُدا کا کلام قطعی ہے اور اُس میں خطا کا شائبہ تک نہیں۔

کاب:۔ لیکن تمہارے درمیان کوئی مُنصف ہو کیونکہ تم کلام کی کچھ تفسیر کرتے ہو اور وہ کچھ۔

جان بنین:۔ اس حالت میں خُدا کا کلام ہی مُنصف ہے۔ خُدا کے پاک کلام کے ایک حصّے کا دُوسرے کے ساتھ مُقابلہ کیا جا سکتا ہے کیونکہ اگر صحیح طور سے مُقابلہ کیا جائے تو خُدا کے کلام سے ہی جواب مِل سکتا ہے مثلاً اگر آپ لفظ درمیانی کے معنی معلوم کرنا چاہتے ہیں تو پاک کلام سے ہی یہ حقیقت کُھل جائے گی کہ درمیانی ہمیشہ دو کے درمیان ہوتا ہے" اب درمیانی ایک کا نہیں ہوتا مگر خُدا ایک ہی ہے" اور "کیونکہ خُدا ایک ہے اور خُدا اور انسان

کے بیچ درمیانی بھی ایک یعنی مسیح یسوعؔ جو کامل انسان ہے" (کلسیوں ۲ : ۲۰، ۱ تیمتھیس ۲ : ۵) اس طرح سے خدا کا کلام مسیح کو کامل کہتا ہے یا سردار کاہن کہتا ہے۔ یہ صاف ظاہر ہے کہ وُہ خدا بھی ہے اور کامل انسان بھی۔ اسی طرح اُس کا خون بھی چُھڑانا ہے۔ خدا کے کلام میں مُقدّس مجمع وغیرہ کے متعلق بھی حکم موجود ہے۔

کلاب :۔ کیا تم کلیسیا کا فیصلہ ماننے کے لئے تیار ہو؟

جیان سنگھ :۔ ہاں جناب۔ اگر خدا کی کلیسیا کو یہ پسند آئے تو میں تیار ہوں۔ خدا کے کلام میں کلیسیائی فیصلے کی تشریح کی گئی ہے۔

ہم نے کئی دُوسرے مسائل پر بھی تبادلۂ خیالات کیا۔ اب کئی باتیں حافظہ سے اُتر گئی ہیں۔ اپنے قومی قوانین اور حکومت کی فرمانبرداری کے متعلق میں نے کہا کہ میں ضمیر کی آواز سُنتا ہوں، اور خواہ بادشاہ ہو یا نہ ہو، میں راستی کے قوانین پر چلتا ہوں اور اگر میں کسی قانون کی خلاف ورزی کروں تو بڑے صبر سے میں قانون کی طرف سے تجویز کردہ سزا کو برداشت کروں گا جو اس قسم کے مجرموں کو دی جاتی ہے۔ میں نے اس قسم کی اور بھی باتیں کیں، اور اس کے علاوہ میں نے یہ بھی کہا کہ میں اپنے وعظ کے نوٹ دوسروں کو دینے کے لئے تیار ہوں تاکہ دُوسروں کے دل میں اگر میرے پوشیدہ انفرادی اجلاس کے متعلق کوئی شک وشبہ ہو تو وہ نکل جائے۔ میرے یہ اجلاس بالکل بے ضرر ہیں

کیونکہ بڑے خلوص سے میری یہ آرزو ہے کہ میں خاموشی سے اپنے ملک میں رہوں اور حاکم وقت کی فرمانبرداری کروں۔

کاب:۔ ہاں تو بھائی بنین۔ میں کہتا ہوں کہ عدالت عالیہ کے سہ ماہی اجلاس تک ان باتوں پر بڑے ٹھنڈے دل سے غور کرو اور ملکی قوانین کی فرمانبرداری کرو۔ اگر تم اس ملک میں رہو تو اس سرزمین کے لئے مفید ہو سکتے ہو۔ لیکن افسوس کہ اگر تمہیں دنیا کے کسی دور دراز ملک یعنی سمندر سے پرے سپین یا قسطنطنیہ میں جلاوطن کر دیا جائے تو تمہارے دوستوں یا دوسرے لوگوں کو اس سے کیا فائدہ حاصل ہوگا؟ میری بات مان جاؤ اور قوانین کا احترام کرو۔

داروغۂ جیل:۔ جناب عالی! میرا خیال ہے کہ یہ قانون کا احترام کرے گا۔

جان بنین:۔ میری آرزو ہے کہ جب تک میں اپنے ملک میں ہوں بڑے خلوص اور دیانتداری سے ملکی قوانین کے تحت اپنی زندگی بسر کروں اور اگر آپ کے کہنے کے مطابق مجھے جلاوطن کر دیا جائے تو مجھے اُمید ہے کہ خدا مجھے تمام مصائب کے برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے گا۔ میں نے کوئی ایسی برائی نہیں کی جس کی وجہ سے مجھے اس قسم کی سزا ملنی چاہیئے۔ میں یہ باتیں اس طرح سے کہہ رہا ہوں گویا خدا کے حضور باتیں کر رہا ہوں۔

کاب:۔ تم جانتے ہو کہ خدا کے کلام میں لکھا ہے کہ "کوئی حکومت ایسی نہیں جو خدا کی طرف سے نہ ہو اور جو حکومتیں موجود ہیں وہ خدا کی طرف سے مقرر ہیں"

جان بنین :- ہاں! میں بادشاہ سلامت کی تابعداری کروں گا، کیونکہ وہ اعلےٰ حاکم ہے اور اُن حاکموں کی بھی تابعداری کروں گا جو خدا کی طرف سے ہیں۔

کاب :- اچھا تو پھر بادشاہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ پوشیدہ انفرادی اجلاس نہ کیا کرو، کیونکہ ایسا کرنا خلاف قانون ہے اور بادشاہ خدا کی طرف سے مقرر ہے اس لئے اُس کا حکم مانو اور جلسے نہ کیا کرو۔

جان بنین :- پولوس رسول اپنے زمانے کی حکومتوں کو خدا کی طرف سے مقرر کردہ مانتا تھا، لیکن اِن باتوں کے باوجود وہ قیدخانہ میں ڈالا گیا اور اگرچہ خداوند یسوع مسیح نے پلاطُس سے کہا کہ اُسے اُس پر کوئی اختیار نہیں ہے اور اُسے اُوپر سے یہ اختیار ملا ہے تاہم پلاطُس نے عہد میں اُس نے صلیبی موت کا دُکھ سہا۔ لیکن آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ خداوند مسیح یا پولوس نے اعلیٰ حکومت کا انکار کیا اور اس طرح سے اُنہوں نے حکم کی توہین کر کے خدا کے خلاف گناہ کیا۔ جنابعالی! قانون نے حکم ماننے کے دو طریقے بتائے ہیں۔ اوّل۔ اپنی ضمیر کے مطابق کام کرنا۔ دوم —— جہاں میں ضمیر کی آواز سُن کر عمل کرنا اور میں ہر طرح کی تکلیف برداشت کرنے کے لئے تیار رہتا ہوں۔

یہ بات سُن کر مسٹر کاب زمین پر بیٹھ گئے اور خاموش ہو گئے۔ میں نے اُن کی شریفانہ بات چیت کے لئے اُن کا شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد ہم ایک دوسرے سے رخصت ہو گئے۔

الوداع

جان بنین

جان بنین کی بیوی اور ججوں کے درمیان جان بنین کی رہائی کے متعلق مذاکرات

میری جلاوطنی یا پھانسی پر چڑھائے جانے کے احکام صادر ہو چکے تھے۔ ججوں نے مجھے یہ کہا کہ میں اپنے طریقۂ تبلیغ سے باز آ جاؤں اور اُس سے دستبردار ہونے کی قسم اُٹھاؤں۔ اس وقت بادشاہ (چارلس دوم) کی تاجپوشی ہونے والی تھی۔ اب بادشاہوں کی تاجپوشی پر بہت سے قیدیوں کو رہا کیا جاتا ہے۔ مجھے بھی رہائی کی مراعات مل جاتیں تو کوئی بات نہ تھی، لیکن ذمہ دار لوگوں نے مجھے سزا یافتہ خیال کیا اور کہا کہ جب تک میں معافی نہ مانگ لوں، مجھے یہ رعایت نہیں مل سکتی۔ جس دن تاجپوشی کا اعلان ہوا، اس دن سے لیکر ایک سال تک میں جب چاہوں معافی مانگ سکتا تھا۔ اس لئے اگرچہ وہ مجھے قیدخانہ سے کئی ہزار قیدیوں کی طرح رہا تو نہیں کر سکتے تھے، لیکن وہ اس قانون میں ہیرا پھیری بھی نہیں کر سکتے تھے کہ میں معافی مانگ کر رہا ہو سکتا ہوں۔ میں عدالتِ عالیہ کے اگلے اجلاس تک قید میں ہی رہا۔ یہ اجلاس اگست ۱۶۶۱ء میں موسم گرما میں منعقد ہوا۔ اب میں ہر قسم کی قانونی چارہ جوئی کرنا چاہتا تھا، اس لئے میری بیوی نے میرے کہنے پر تین مرتبہ عدالتِ عالیہ کے ججوں کے سامنے اپیل

دائر کی تاکہ غیر جانبداری سے میرے مقدّمے کی سماعت کی جائے۔
پہلی مرتبہ میری بیوی جج ہیل (HALE) کے سامنے پیش ہوئی اُنہوں نے ازراہِ نوازش درخواست لے لی، اور میری امداد کرنے کا وعدہ کیا لیکن اُنہوں نے کہا کہ اُنہیں اس معاملہ میں کفور ڈاسا ڈر محسوس ہوتا ہے، اس لئے وُہ میری حمایت نہ کر سکے گا مجھے ڈر تھا کہ جج عدیم الفرصت ہیں اس لئے شاید وُہ میرے متعلق سب کچھ بھول جائیں لہٰذا میری بیوی نے جج ٹوسڈن کی بگھی میں درخواست پھینک دی۔ اُنہوں نے درخواست کو پڑھا اور جھلّا کر کہا کہ چونکہ مَیں سزا بھگت رہا ہوں، اس لئے جب تک منادی نہ کرنے کا وعدہ نہ کروں، مجھے رہا نہیں کیا جاسکتا۔ اس کے بعد جج ہیل کے سامنے ایک اور درخواست پیش کی گئی۔ وُہ اس وقت عدالت میں تھے وُہ میری بیوی کو رُوبرو بلا کر اُس کی درخواست پر ہمدردانہ غور کرنے پر رضامند نظر آتے تھے لیکن جٹس چیسٹر جو بنچ کے دُوسرے جج تھے، کہنے لگے کہ چونکہ مجھے عدالت سے سزا مِل چکی ہے اور مَیں تیز طبیعت انسان ہوں، اس لئے اُنہوں نے میری درخواست کو نامنظور کر دیا اور اس کے متعلق بات چیت تک نہ کی، لیکن ایک اعلیٰ افسر نے میری بیوی کی حوصلہ افزائی کی، لہٰذا وُہ ایک مرتبہ پھر عدالتِ عالیہ میں پیش ہوئی۔ وُہ انجیل مُقدّس کی اُس بیوہ عورت کی طرح تھی جو بار بار بے انصاف قاضی کے ہاں جایا کرتی تھی۔ میری بیوی میری رِہائی کی کوشش کرتی رہی، کیونکہ عدالت عالیہ کا اجلاس اب کسی اور شہر میں ہونے والا تھا۔ میری بیوی سوین (SWAN)

چیمبر میں پہنچی۔ وہاں دو عدالتِ عالیہ کے جج صاحبان اور دیگر ملک کے شرفا موجود تھے۔ وہ شرماتی لجاتی ہوئی کمرے میں داخل ہوئی۔ اُس کا دل دھک دھک کر رہا تھا۔ اُس نے اپنی درخواست یوں پیش کی۔

میری بیوی :۔ حضور والا (جج ہیل کو مخاطب کرتے ہوئے) میں آپ کی عدالت میں دوبارہ اس لئے حاضر ہوئی ہوں تاکہ یہ معلوم کر سکوں کہ میرے شوہر کے متعلق کیا کیا جا سکتا ہے؟

جج ہیل :۔ میں نے تمہیں پہلے ہی بتا دیا ہے کہ میں اس معاملہ میں تمہاری کچھ مدد نہیں کر سکتا، کیونکہ عدالتِ عالیہ کے سہ ماہی اجلاس میں جو کچھ تمہارے شوہر نے کہا تھا وہ اُس کی سزایابی کا باعث ہوا ہے اور جب تک وہ بیان بدلے نہ جائیں تب تک میں کچھ نہیں کر سکتا۔

میری بیوی :۔ حضور والا! میرے شوہر کو ناجائز طور پر قید میں ڈال دیا گیا ہے۔ اس قسم کے اجلاس کرنے سے پیشتر ہی لوگوں نے اُسے گرفتار کروا دیا۔ اُس کے خلاف الزام جھوٹا ہے۔ علاوہ ازیں عدالت نے اُس سے یہ بھی تو نہیں پوچھا کہ آیا وہ صحتِ جرم کا اقرار بھی کرتا ہے کہ نہیں اور تاحال میرے شوہر نے جرم کا اقبال بھی نہیں کیا ہے۔

عدالتِ عالیہ کا ایک جج :۔ حضور (جسٹس ہیل سے مخاطب ہو کر) اُسے قانون کے مطابق سزا دی گئی ہے۔

میری بیوی :۔ یہ جھوٹ ہے، انہوں نے کب میرے شوہر سے پوچھا تھا کہ وہ اقبالِ جرم کرتا ہے؟ میرے شوہر نے صرف اتنا ہی بیان کیا تھا کہ وہ کئی جماعتی اجلاس میں حاضر ہوا کرتا تھا، جہاں

خدا کا کلام سنایا جاتا تھا اور دعائیں کی جاتی تھیں اور وہ خدا کی حضوری کو محسوس کیا کرتے تھے۔

جج ٹوسڈن:۔ (غصے سے) کیا تمہارا خیال ہے کہ ہم سنی سنائی بات کے مطابق فیصلہ کرتے ہیں؟ تمہارا شوہر امن عامہ میں خلل ڈالتا ہے، اس لئے قانون کے مطابق اسے سزا دی گئی ہے۔

چنانچہ جج ہیل نے رجسٹر قوانین منگوایا۔

میری بیوی:۔ لیکن حضور! میرے شوہر کو قانون کے مطابق سزا نہیں دی گئی۔

جج چیسٹر:۔ (جسٹس ہیل سے) حضور! اسے قانون کے مطابق سزا دی گئی ہے۔

میری بیوی:۔ یہ جھوٹ ہے محض بحث مباحثے کو انہوں نے جرم قرار دے دیا۔ آپ نے پہلے بھی سن لیا ہے کہ عدالتِ عالیہ کے سہ ماہی اجلاس میں محض بحث مباحثہ ہوا تھا۔

جج چیسٹر:۔ لیکن اے خاتون! یہ چیز کارروائی میں موجود ہے۔

جج چیسٹر کو کوئی اور بات تو آتی نہ تھی بس وہ یہی کہتے تھے کہ یہ چیز کارروائی میں موجود ہے۔ یہی ان کی دلیل تھی۔

میری بیوی:۔ حضور والا۔ کچھ عرصہ ہوا کہ میں اپنے شوہر کی رہائی کے سلسلہ میں لنڈن گئی تھی۔ میں نے دار الامرا کے ممبر لارڈ ڈیا رک ووٹ کو ایک درخواست دی تھی۔ انہوں نے میری درخواست دار الامرا کے دوسرے ممبروں کے سامنے پیش کر دی۔ انہوں نے درخواست پر ہمدردانہ غور تو کیا لیکن کہا کہ وہ میرے شوہر کو رہا نہیں کر سکتے۔

بلکہ اُنہوں نے عدالت عالیہ کے اگلے اجلاس میں اُس کی رہائی کے بارے میں ججوں سے کہہ دیا ہے۔ اسی غرض سے میں آپ کے سامنے حاضر ہوئی ہوں۔

جج صاحبان نے میری اس بات کی طرف کوئی خاص توجہ نہ دی۔

جج چیسٹر:۔ اُسے سزا ہو چکی ہے، اور یہ کارروائی میں موجود ہے۔

میری بیوی:۔ اگر ایسی بات ہے تو یہ جھوٹ ہے۔

جج چیسٹر:۔ حضور! وہ مفسد اور مخرب اخلاق شخص ہے۔ ملک بھر میں اُس جیسا کوئی مضرت رساں شخص نہیں ہے۔

جج ٹوسڈن:۔ کیا تمہارا شوہر مُنادی کرنا چھوڑ دے گا؟ اگر وہ ایسا کرنے پر رضامند ہو تو اُسے ہمارے سامنے بلا بھیجو۔

میری بیوی:۔ جب تک میرے شوہر میں قوت گویائی ہے، وہ مُنادی کرنے سے باز رہنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔

جج ٹوسڈن:۔ دیکھیئے۔ ہم ایسے شخص کے متعلق کیا کریں؟ کیا وہ من مانی کرتا رہے؟ اُس نے قانون کی خلاف ورزی کی ہے اور امن عامہ میں خلل ڈالا ہے۔

میری بیوی:۔ میرا شوہر امن سے زندگی بسر کرنا چاہتا ہے۔ وہ اپنا پیشہ ورانہ کام کر کے اپنے بال بچوں کا پیٹ پالنا چاہتا ہے اور حضور والا! میرے چار چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ ان میں سے ایک اندھی لڑکی ہے۔ گزارے کے لئے میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ چند نیک دل اور کریم النفس حضرات کی خیرات پر زندگی کے دن گزر رہے ہیں۔

جج ہیل :۔ کیا تمہارے چار بچے ہیں؟ تم تو ابھی جوان عورت معلوم ہوتی ہو۔

میری بیوی :۔ حضور میری شادی کو ابھی دو ہی سال ہوئے ہیں۔ جب میرے شوہر کو پہلے پہل گرفتار کیا گیا تو میں اُمید سے تھی۔ میں ایسی باتیں سُننے کی عادی نہ تھی۔ اِس خبر سے مجھے اتنا صدمہ ہُوا کہ میں دردِ زہ میں مُبتلا ہو گئی۔ آٹھ دن تک میری یہی حالت رہی۔ میرے ہاں بچہ تو ہُوا لیکن چند دنوں کے بعد وہ مر گیا۔

جج ہیل :۔ (بڑی سنجیدگی سے غور کرتے ہوئے) خاتون بڑے افسوس کی بات ہے۔

جج ٹوسڈن :۔ تم نے غریبی کو محض بہانہ بنا رکھا ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ تمہارا شوہر شادی کر کے اچھی خاصی آمدنی پیدا کر لیا کرتا تھا، اس لئے اُسے اپنے پیشے کی تو کوئی پروا ہی نہیں۔

جج ہیل :۔ اُس کا پیشہ کیا ہے؟

دُوسرے لوگ :۔ حضور! وہ ٹھٹھیرا ہے۔

میری بیوی :۔ ہاں حضور! چونکہ وہ غریب ٹھٹھیرا ہے، اِس لئے اس سے نفرت کی جا رہی ہے اور اس سے انصاف نہیں کیا جا رہا۔

جج ہیل :۔ (بڑی نرمی سے) خاتون! مجھے معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ تمہارے شوہر نے کہا، اُنہوں نے اُسے ہی جرم سمجھ لیا۔ اب یا تو بادشاہ سلامت سے درخواست کرو یا معافی مانگ لو یا غلطی کی رٹ منظور کرا لو۔ (ان الفاظ سے جج چیسٹر کو بڑی کوفت ہوئی

انہوں نے اُسے اپنی توہین خیال کیا اور جج ہیل سے کہنے لگے،

جج چیلسیٹر:- حضور! وہ پھر مُنادی کرکے اپنی من مانی کرے گا۔

میری بیوی:- وہ خُدا کے کلام کے سوا کسی اور چیز کی مُنادی نہیں کرتا۔

جج ٹوسڈن:- وہ خدا کے کلام کی مُنادی کرتا ہے اور اِدھر اُدھر پھر کر بڑا نقصان بھی پہنچا رہا ہے۔

میری بیوی:- نہیں حضور والا! خُدا اُس کے ذریعہ سے بڑا اچھا کام کروا رہا ہے۔

جج ٹوسڈن:- وہ خدا کا کام کر رہا ہے؟ اُس کا عقیدہ تو ابلیسانہ ہے۔

میری بیوی:- جب راستبازانہ منصف ظاہر ہوگا تو معلوم ہو جائے گا اُس کا عقیدہ ابلیسانہ نہیں ہے۔

جج ٹوسڈن:- حضور (جج ہیل سے)، اس کی نہ سُنیئے۔ اسے بھیج دیجئے۔

جج ہیل:- خاتون مجھے افسوس ہے کہ میں تمہاری کچھ مدد نہیں کر سکتا۔ میں نے تمہیں تین ہدایتیں دی ہیں۔ ان میں سے کسی ایک پر عمل کرو یعنی بادشاہ سلامت سے اپیل کرو، اپنے شوہر کی معافی حاصل کرو یا غلطی کی رِٹ لے لو اور رِٹ سب سے سستی رہے گی۔

میری بیوی:- (جج چیلسیٹر تلملا رہے تھے، انہوں نے اپنی ٹوپی اُتار دی، اور غصے سے اپنا سر کھجلانے لگے)۔ میں نے محسوس کیا کہ میرے شوہر کو عدالت میں بچانے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی

مَیں نے کئی بار عدالتِ عالیہ سے کہا کہ میرے شوہر کو بُلا لیا جائے تاکہ وُہ عدالتِ عالیہ کے سامنے پیش ہو کر کچھ بیان دے، جس سے جج صاحبان کی تسلی ہو جائے۔ مجھے اب بہت سی باتیں بھول گئی ہیں لیکن مجھے ایک بات اچھی طرح سے یاد ہے کہ جب مَیں عدالت کے کمرے میں آئی تھی تو مَیں خوف سے کانپ رہی تھی۔ لیکن عدالت کے کمرے سے باہر آنے سے پیشتر آنسوؤں سے میرا دامن تر ہو رہا تھا۔ مَیں اس وجہ سے اشکبار نہ تھی کہ جج صاحبان، سنگدل اور بے رحم ہیں اور میرے شوہر سے اُن کا سلوک غیر ہمدردانہ ہے بلکہ مجھے اس خیال سے بڑا دُکھ ہو رہا تھا کہ خُداوند کی آمد پر اس قسم کی حقیر مخلوق اُس کے حضور کیا جواب دے گی، کیونکہ اُنہیں اپنے اچھے اور بُرے تمام افعال کی جوابدہی کرنی پڑے گی۔

جب مَیں کمرے سے باہر آئی تو رجسٹرِ قوانین لایا گیا۔ مجھے معلوم نہیں ہو سکا کہ جج صاحبان نے اس کتاب میں سے کیا پڑھا اور کس قسم کی قانونی موشگافیاں کیں، کیونکہ اس کے بعد اُنھوں نے میرے ساتھ کوئی بات نہیں کی۔

تحقیقاتِ جیوری کے میعادی اجلاس منعقدہ ۱۹ جنوری ۱۶۶۲ء میں خُدا کی سچائی کے دشمنوں کی روش

تحقیقاتِ جیوری کے دو میعادی اجلاس کے درمیان جو کچھ واقعات رُونما ہُوئے ہیں اُن کا ذکر نہیں کروں گا۔ داروغۂ جیل نے مجھے کچھ مراعات دے رکھی تھیں، اس لئے میں حسبِ توفیق موقع سے فائدہ اُٹھاتا اور خُدا کے مُقدس لوگوں کے ہاں جا کر کلام سُنایا کرتا تھا۔ مَیں اُنہیں ایمان پر ثابت قدم رہنے کی تلقین کیا کرتا اور کہا کرتا تھا کہ وہ دُعائے عام کی کتاب کو چھوئیں تک نہ، بلکہ صرف خُدا کے کلام کا خیال رکھیں جو خُداوند یسُوع مسیح پر ایمان لانے کے ذریعہ سے مردِ خُدا کو کامل بناتا اور ہر ایک نیک کام کے لئے اُسے تیار کرتا ہے (۲۔ تیمتھیس ۳: ۱۷) مجھے یہاں تک آزادی تھی کہ میں لندن جا کر بھائیوں سے ملنے لگا۔ میرے دُشمنوں کو اس کی اطلاع ہُوئی۔ تو وہ بڑے برافروختہ ہُوئے۔ اُنہوں نے داروغۂ جیل کو اپنے عہدے سے سبکدوش کرانے کی

کوشش کی اور اُسے سزا دلانے کی دھمکی بھی دی۔ اُنہوں نے مجھ پر بھی الزام لگایا کہ میں کوئی سازش کر کے بغاوت پھیلانا چاہتا ہوں۔ لیکن خدا جانتا ہے کہ یہ محض بہتان تھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ میری آزادی سلب ہو گئی اور مجھ پر اتنی کڑی پابندی لگا دی گئی کہ میں قید خانہ کے دروازہ سے باہر نہیں جھانک سکتا تھا۔

۱۰ نومبر کو عدالتِ عالیہ کا سہ ماہی اجلاس ہوا۔ میرا خیال تھا کہ میرے مقدمے کی اچھی طرح سے چھان بین کی جائے گی لیکن مجھے کسی نے پوچھا تک نہیں۔ اس لئے میں تحقیقاتِ جیوری کے میعادی اجلاس کا انتظار کرنے لگا۔ یہ اجلاس ۱۹ جنوری کو ہونے والا تھا۔ جج صاحبان تشریف لائے۔ میں نے داروغۂ جیل سے درخواست کی کہ جب زیر مقدمہ قیدیوں کی فہرست تیار کی جائے تو میری کیفیت کے خانے میں "بدمعاش" لکھا جائے۔ میں نے جج اور افسرِ اعلیٰ سے راہ و رسم پیدا کر لی۔ اُنہوں نے مجھے عدالت میں بلانے کا وعدہ کر لیا۔ میں نے خیال کیا کہ اس طرح سے میری آرزو بر آئے گی، لیکن یہ سب کچھ رائگاں گیا۔ جیوری کا اجلاس شروع ہوا۔ میرا نام زیرِ مقدمہ قیدیوں کی فہرست میں موجود تھا۔ ایک جج اور ایک افسرِ اعلیٰ نے مجھے عدالت میں پیش کرنے کا وعدہ کر لیا تھا۔ لیکن عدالتِ عالیہ کے جج اور محررِ عدالت نے کچھ ایسی چال چلی کہ میں اس مرتبہ عدالت میں پیش نہ کیا گیا بلکہ میری پیشی اگلی مرتبہ کے لئے ملتوی کر دی گئی۔ اور اگرچہ میں جج صاحبان کی تمام روشوں سے بالکل ناواقف

ہوں۔ لیکن صرف اتنا جانتا ہوں کہ محرّر عدالت میرے بدترین دشمنوں میں سے ایک تھا، کیونکہ اُس نے داروغۂ جیل سے کہا کہ مجھے عدالت میں پیش نہ کیا جائے اور فہرست میں میرا نام نہ درج کیا جائے۔ داروغۂ جیل نے جواب دیا کہ فہرست میں میرا نام موجود ہے۔ محرّر عدالت نے کہا کہ میرا نام فہرست سے خارج کر دیا جائے۔ لیکن داروغۂ جیل نے کہا کہ فہرست سے نام خارج کرنا ممکن نہیں ہے کیونکہ ایک فہرست جج کے پاس ہے اور ایک افسرِ اعلیٰ کے پاس۔

اس بات سے محرّر عدالت بڑا بیچ پا ہوا اور داروغۂ جیل کے ہاتھ میں جو فہرست تھی، اُس نے وُہ لے لی اور کہا کہ یہ فہرست دُرست نہیں ہے۔ میرے نام کے سامنے جو میرا فردِ جُرم درج تھا وُہ تو مٹا دیا اور اُس کی جگہ یہ لکھ دیا "جان بنین کو قید کی سزا ہُوئی کیونکہ وُہ خلافِ قانُون مذہبی اجلاس فراہم کرنے اور کلیسیائے انگلستان کے احکام کی خلاف ورزی کرنے کا مُرتکب ہُوا۔ اس پر مُقدّمہ چلایا گیا اور سزا ہُوئی وغیرہ وغیرہ۔ محرّر کو اپنی اس حرکت سے کُچھ خوف ہُوا، کیونکہ وُہ ایسی تبدیلی کرنے کا مجاز نہیں تھا۔ اس لئے وُہ دَوڑا دَوڑا تحقیقاتِ جیوری کے میعادی اجلاس کے محرّر کے پاس گیا اور پھر عدالت عالیہ کے جج صاحبان کے پاس پہنچا۔ یہ محرّر اس کے بعد پھر داروغۂ جیل کے پاس آیا۔ وُہ مجھے سزا دلانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اُس نے داروغۂ جیل سے کہا کہ اگر میں جج کے سامنے پیش ہُوا اور رِہا ہو گیا تو مجھے اُس کی فیس ادا کرنی پڑے گی۔

اور یہ بھی کہا کہ وہ عدالتِ عالیہ کے اگلے سہ ماہی اجلاس میں جھوٹی فہرست تیار کرنے کے لئے اُس کی شکایت کرے گا۔ مجھے اس کے بعد معلوم ہوا کہ داروغۂ جیل نے اس مرتّب کردہ فہرست میں میرے نام کے سامنے سنگین قسم کا جرم لکھا ہوا تھا، اس طرح سے مجھے عدالت میں پیش ہونے سے روکا گیا اور میں قید میں ہی رہا۔

الوداع
جان بنین

مسٹر جان بنین کے کچھ اور حالات اُس کی موت اور تجہیز و تکفین کا بیان اُس کے چال چلن کا صحیح نقشہ

قارئین کرام! کتاب ہذا کے مصنّف نے پُر درد اور رقت انگیز پیرایہ میں دنیا میں اپنی زندگی کے سفر کے حالات ازابتدا تا عنفوان جوانی آپ کے گوش گذار کر دیئے ہیں، لیکن اُس کی زندگی کے آخری ایام میں کچھ ایسی باتیں بھی ہوئیں جو عوام کی نگاہوں سے اوجھل نہیں۔ اُس نے ان واقعات کو عدیم الفرصتی

یا عیب جو لوگوں کے خوف سے نہ لکھا کہ کہیں اُس کی باتوں کو خود پرستی پر محمول نہ کیا جائے۔ مَیں مسٹر جان بنین کا مخلص دوست ہُوں۔ مَیں اُس کے آخری ایام کی خوبصورت اور ابتدائی ایام کی بدصورت کہانی سے لوگوں کو آگاہ کرنا چاہتا ہُوں۔ مَیں نے اپنی ذاتی تحقیق اور دُوسرے لوگوں سے جان بنین کے متعلق جو کچھ سُنا، اُسے ایک رشتہ میں پرو دیا ہے تاکہ عزیز دوست کا نام نامی تاابد زندہ رہے۔

جان بنین نے تفصیلاً آپ کو اپنی پیدائش، تعلیم و تربیت اپنی جوانی کی بد عادات، بُرائیوں، آزمائشوں اور جدوجہد، خُدا کے لُطف و کرم، اطمینان اور نجات اور اپنی مُنادی کرنے کا حال بتا دیا ہے۔ لوگوں نے اُسے لعنت ملامت کی اور اُسے قید میں ڈلوا دیا اور خُدا کے فضل سے اُس نے بہُت سی رُوحوں کو بچایا ہے۔ اُس نے اپنے انداز میں یہ سب باتیں بیان کر دی ہیں۔ اس لئے مَیں اِن باتوں کو چھوڑ کر دُوسری باتوں کی طرف متوجہ ہوتا ہُوں۔

جان بنین کلیسیائے انگلستان کا مُخالف ہونے کی وجہ سے بارہ سال سے کچھ اُوپر قید میں رہا۔ اس کے بعد وُہ رِہا ہُوا۔ قید خانہ میں اُس نے بہُت سی کتابیں لکھیں۔ وُہ بڑا صابر شخص تھا اُس نے لنکن کے بشپ ڈاکٹر بارلو اپنے دوستوں اور دُوسرے ممبران کلیسیا کو اپنی رہائی کی کوشش کرنے پر آمادہ کر لیا۔ کیونکہ قید خانہ میں اُس کی حالت قابلِ رحم تھی اور اگر ایسا

نہ کیا جاتا تو وہ قید خانہ کے اس گندے ماحول میں ہی دم توڑ دیتا۔ کئی سالوں کے بعد اُس کی زنجیریں کھول دی گئیں۔ وہ رہا کر دیا گیا۔ وہ اُن لوگوں سے ملنے کے لئے اِدھر اُدھر جانے لگا جو اُس کی مصیبت کے ایّام میں اُس کی ڈھارس بندھایا کرتے تھے۔ آپ کو معلوم ہے کہ اُس کی بیڑیاں اُتر چکی تھیں اور اُس کا دِل اطمینان سے بھرا ہُوا تھا۔ وہ اپنے دوستوں کا ممنونِ احسان تھا۔ وہ بھائیوں کی دلجمعی کرتا رہتا تھا۔ کیونکہ اگر مصیبتیں آئیں تو اُنہیں صبر سے برداشت کرنا چاہیئے۔ وہ اُنہیں تلقین کیا کرتا تھا کہ خداوند یسُوع مسیح میں جو محبت اُنہیں خدا سے ہے اُس کی خاطر وہ تمام مصائب کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا کریں۔ وہ اُن بھائیوں کی حوصلہ افزائی کیا کرتا تھا جو خوف کی وجہ سے ہمت ہار چکے تھے۔ جان بنین کی وعظ و نصیحت سے لوگوں کی دلجمعی ہوتی تھی۔

جب اُسے موقع میسّر ہوتا وہ بھائیوں کو کسی مناسب جگہ پر اکٹھا کر لیتا۔ اگرچہ ایسے اجلاس پر پابندیاں عائد تھیں، وہ اُنہیں خدا کے کلام کے خالص رُوحانی دُودھ سے سیر کیا کرتا تاکہ وہ روز بروز اُس کے فضل میں ترقی کرتے جائیں۔ دُوسری جگہوں پر بھی کئی لوگوں کو اس قسم کے الزام میں گرفتار کیا گیا تھا۔ وہ لوگ بھی مصیبت اُٹھا رہے تھے۔ جان بنین نے اُن کی ضرُوریات کو پُورا کرنے کے لئے خیرات اکٹھی کی۔

وہ بیماروں کے ہاں ضرُور جایا کرتا تھا۔ وہ ابلیس کی آزمائشوں میں اُن کی مدد کرتا تھا، کیونکہ اُسے معلُوم تھا کہ بیماروں کو

ابلیس آزمائش میں ڈالتا ہے۔ ابلیس کی آزمائشوں سے رہائی حاصل کرنے والے لوگ خدا کا شکر ادا کیا کرتے تھے کہ جان بنین کی وجہ سے وہ گرجتے ہوئے ببر شیر سے بچ گئے ہیں، کیونکہ ابلیس (ببر شیر) انہیں نگلنے کے لئے ہر وقت تیار رہتا تھا۔ جان بنین نے دُور دراز کا سفر بھی اختیار کیا تاکہ دُوسرے ممالک کے ضرورت مند لوگوں کو بھی خدا کا کلام سُنائے۔ وہ سال میں دو تین مرتبہ اپنے مُلک سے باہر جایا کرتا تھا۔ اُن ممالک میں ازراہِ مذاق لوگ اُسے بشپ بنین کہا کرتے تھے۔ کئی لوگ اس بات پر بڑا رشک کیا کرتے تھے کہ وہ خداوند کے انگورستان میں بڑی محنت کر رہا ہے۔

لیکن وہ کلام کا بیج جو اُس نے کلیسیا کے لوگوں کے دلوں میں بویا اور خدا کے فضل سے اُس کی آبیاری کی، وہ بہت سا پھل لایا۔ خدا کی کلیسیا میں شاگردوں کا شمار بڑھنے لگا۔

اُس نے اپنی زندگی کا بیشتر حصّہ مُختلف خاندانوں میں اختلافات مٹانے میں گزارا۔ اس سلسلہ میں اُسے کئی مُشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ کئی خاندان تباہی سے بچ گئے۔ صُلح کرانے میں اُسے بڑی پریشانی ہوتی تھی۔ لیکن آخرکار مصالحت کی صُورت نکل ہی آتی تھی۔ اُسے لوگ "صُلح کرانے والا" کہنے لگے۔ وہ اسی کام میں اپنی زندگی گزارنا چاہتا تھا۔ اس مقالہ کے آخر میں مَیں اس بات کا ذکر کروں گا کہ :۔

شاہ چارلس دوم کے عہد کے آخری ایّام میں قومی کلیسیا

کے تمام قسم کے مخالفین کو غیر متوقع طور پر اپنی مذہبی رسومات کی ادائیگی کی آزادی مل گئی۔ جان بنین کی دور بین نگاہوں نے فوراً بھانپ لیا کہ وہ محض اس وجہ سے نہیں آزاد کر دیئے گئے کہ قومی کلیسیائے انگلستان کے مخالفین کو رہا کر دیا گیا ہے بلکہ اُن کی حیثیت اب کلیسیائے انگلستان جیسی ہے۔ پوپ کے حامی کلیسیائے انگلستان کو تہ و بالا کر رہے تھے۔ اُس نے یہ بھی معلوم کر لیا کہ قومی کلیسیا کے مخالفین کو جو مراعات دی جا رہی ہیں وہ اسی قسم کی ہیں جو سسلی کے عجیب الخلقت دیو پولیفیمس نے یولیسز یونانی کو دی تھیں۔ یعنی اُس نے اُسے کہا تھا کہ وہ اُسے اُس کے ساتھیوں کو کھا چکنے کے بعد کھائے گا۔ جان بنین نے دوسرے لوگوں کی تقلید کی اور اس آزادی کو قبول کر لیا۔ وہ جانتا تھا کہ ضمیر کا مالک خدا ہے اور ضمیر کی آواز سننا ہر حال میں بہتر ہے۔ انجیل مقدس کی منادی کرنا سب سے اعلیٰ کام ہے۔ لیکن اُس کے دل میں خدا کا خوف تھا اور وہ پھونک پھونک کر قدم رکھتا تھا۔ وہ دعا کیا کرتا تھا کہ آنے والا غضب ٹل جائے کیونکہ روزِ عدالت قریب ہے اور وہ خوفناک طوفان کی طرح سروں پر منڈلا رہا ہے۔ ہم گنہگار ہیں، اس لئے ہم دیر یا سویر اس طوفان میں گر جائیں گے۔ تبلیغ شہر کو بچانا بہت ضروری ہے۔ اُس نے بیڈفورڈ میں جماعت کا اجلاس بُلایا۔ اسی جگہ اُس نے اپنی زندگی کا زیادہ عرصہ گذارا تھا۔ یہاں کوئی ایسی جگہ نہ تھی، جہاں جلسے

کا اہتمام کیا جا سکے۔ لوگ جوق در جوق اُس کی وعظ سُننے کے لیئے آیا کرتے تھے۔ جائے تنگ است و مردمان بسیار والا قصہ تھا۔ اُس نے ایک عمارت کی تعمیر کے لیئے صلاح و مشورہ کیا۔ لوگوں نے بڑی خوشی سے رضاکارانہ طور پر اپنا چندہ دیا اور جب پہلی مرتبہ وعظ و نصیحت کرنے کے لیئے وہ گرجے میں آیا تو گرجے میں تل دھرنے کو جگہ نہ تھی۔ بعض لوگ، گرجا سے باہر کھڑا ہونے پر مجبور ہوئے۔ گرجا بڑا وسیع تھا۔ لیکن لوگ گروہ در گروہ اُس کی نصیحت سے استفادہ حاصل کرنے کے لیئے آ رہے تھے۔ اُس کے ہم خیال اور ہم عقیدہ لوگ اپنی عقیدت کا اظہار کرنے کی غرض سے رسم افتتاحی کے موقع پر حاضر ہونا فخر سمجھتے تھے۔ وہ خوش و خرم اپنی زندگی گذارنے لگا۔ وہ خدا کے دین پر مطمئن تھا۔ وہ دُنیاوی عُہدے اور مُلازمتیں قبول کرنے سے گریز کرتا تھا۔ انجیل کی مُنادی اُس کا نصب العین تھا کیونکہ خُدا نے مُوسیٰ کو فرمایا تھا کہ جس نے ہونٹوں کو بنایا ہے، وہی شریں بیانی اور دانش دیتا ہے۔ کسی دارالعلوم میں غیر معمولی علم حاصل کرنے کی ضرورت نہیں۔

اِن ہی ایّام میں تمام شہروں اور قصبوں میں اس امر کے احکام کا نفاذ ہُوا کہ حکُومت کے نظم و نسق میں تبدیلیاں ہونے والی ہیں۔ کچُھ لوگوں کو نکال دیا جائے گا اور کچُھ نئے لوگ انتظام سلطنت کے لیئے چُنے جائیں گے۔ مسٹر بنین نے اس چیز کو پسند نہ کیا، کیونکہ اُس کا خیال تھا کہ اس کے نتائج اچھّے نہ ہوں گے۔

اُس نے اپنی جماعت میں اس قسم کی کوشش جاری رکھی کہ اس قسم کے قوانین کا نفاذ موجودہ شکل میں نہ ہونے دیا جائے اور اُس زمانہ میں جب کوئی مقتدر شخص بیڈفورڈ میں اسی غرض سے آیا کرتا تھا اور مسٹر بنین کو کسی سرکاری عہدے کی پیش کش کرتا تو وُہ اپنی معذوری کا اظہار کر دیتا۔

جب اُسے تالیف و تصنیف سے فرصت ہوتی تو وُہ اکثر اوقات لندن چلا جاتا اور اُن لوگوں کو تعلیم دیتا تھا جو کلیسیائے انگلستان کے مخالف تھے۔ سامعین اُس کی دلپذیر باتوں سے محظوظ ہُوا کرتے تھے اور اُن میں بعض لوگ ایسے بھی تھے، جنہیں کہا گیا تھا کہ جان بنین کا علم محدُود ہے لیکن اب وُہ قائل ہو گئے کہ اُسے کتاب مُقدّس کی واقفیت ہے۔ وُہ سمجھتے تھے کہ وُہ خود اعتمادی سے کلامِ مُقدّس کو پیش کرتا ہے۔ بعض لوگ محض تفریح طبع یا تماشبین کی حیثیت سے اُس کی باتیں سُننے کے لئے آیا کرتے تھے۔ اُن کا مقصد خُدا کی حمد و ثنا کرنا نہ تھا۔ اُس کی باتوں سے اُنہیں بڑی تسلّی ہُوئی اور وُہ اُن یہُودیوں کی طرح تعجّب کرنے لگا جو رسُولوں کے کلام کو سُن کر کہنے لگے کہ اُنہیں یہ باتیں کس طرح آ گئیں۔ اُنہیں اس چیز کا خیال نہیں تھا کہ خُدا اُن لوگوں کی امداد کرتا ہے جو بڑی خُوشی اور جانفشانی سے اُس کے انگورستان میں محنت کرتے ہیں۔

جان بنین نے اپنی زندگی کے آخری ایّام اپنے خُداوند یسُوع مسیح کی پیروی میں صرف کئے۔ وُہ نیکی کرتا پھرا۔ اُس

کے بدترین نکتہ چین بدطینتی اور کینہ پروری میں مشہورِ زماں تھے۔ انہوں نے اُس کے اخلاق کی تفتیش کی ہے مگر اس کی شہرت پر کوئی داغ یا دھبہ نہیں دیکھا۔ یہ چیز اُن لوگوں کے لیئے ایک زبردست چیلنج کی حیثیت رکھتی تھی، جن کے دِل میں اُس کے لیئے کوئی احترام نہیں تھا۔ یہ لوگ اُس کو ایذا پہنچانے والوں کے سرغنہ تھے۔ اِن لوگوں کی تبدیلئ دِل کے لیئے وُہ اکثر دست بدعا رہتا تھا اور اُن کے لیئے برکت کی التجا کیا کرتا تھا۔ وُہ آنسو بہا کر اُن کے لیئے منّت کیا کرتا تھا۔ اُس کی دُعا کا اثر اُن لوگوں نے اپنے آپ میں دوستوں اور رشتہ داروں میں واضح طور پر محسوس کر لیا، کیونکہ خُدا ایمانداروں کی دُعا سُنتا ہے اور اُنہیں جواب دیتا ہے۔ اگر اُن لوگوں کے لیئے بھی دُعا کی جائے جو اُسے ستاتے ہیں تو خُدا ضرور سُنتا ہے۔ ایّوب نے اُن لوگوں کے لیئے بھی دُعا کی جنہوں نے اُس پر لعن طعن کی تھی۔ اس وقت وُہ بڑا ہی غمگین اور اُداس تھا۔

اب مَیں چند ایک واقعات بیان کرنے لگا ہُوں۔ اِن سے ان لوگوں کی یاد تازہ ہو جائے گی جو اُس کے دُکھوں سے واقف ہیں۔ اِن واقعات سے کتاب کے قارئین کو بھی اطمینانِ قلب کی دولت نصیب ہوگی۔

جب جان بنین کو اپنے دِل کی سیاہ کاری کا علم و احساس ہُوا تو اُس کے دِل پر چوٹ لگی۔ اُس نے بپتسمہ لیا اور جماعت میں شامل کر لیا گیا۔ یہ ۱۶۵۵ء کا واقعہ ہے۔ وُہ کلام کے

سُنانے میں بڑا سرگرم تھا۔ لیکن ۱۶۶۰ء میں بادشاہت کی بحالی ہوئی اور چارلس دوم تخت نشین ہوا۔ ۱۲ نومبر کو وہ مُقدّسوں کی ایک جماعت میں وعظ و نصیحت کر رہا تھا کہ گرفتار ہوا اور متواتر چھ سال تک بیڈفورڈ جیل میں رکھا گیا۔ کلیسیائے انگلستان کے مخالفین کو عام مُعافی دی گئی۔ اُس وقت چند معتمد برسرِاقتدار اصحاب نے اُس کے دُکھوں کا خیال کیا اور اُس کی سفارش کی اور قید سے رہائی دلائی۔ (یعنی پہلی قید سے)

اس کے بعد ۱۶۶۶ء میں اُسے دوبارہ گرفتار کر لیا گیا اور مزید چھ سال کے لئے قید خانہ میں ڈال دیا گیا۔ داروغۂ جیل نے اُس پر مہربانی فرمائی، جس طرح مصری داروغہ نے یُوسف کے ساتھ اچھّا سلُوک کیا تھا۔ جب اس مرتبہ اُسے گرفتار کیا گیا تو وہ اس سُنہری آیت پر وعظ کر رہا تھا "وہ جو خُدا کے بیٹے پر ایمان لاتا ہے"۔ اس چھ سال کی قید کے بعد تھوڑی بہت اور مُصیبت آئی یعنی یہ کوئی اچھی چھ ماہ کی قید تھی۔ اپنی قید کے ایّام میں اُس نے مندرجہ ذیل کتابیں لکھیں :۔

۱۔ رُوح سے دُعا کرنا — PRAYER BY THE SPIRIT

۲۔ شہرِ مقدّس — THE HOLY CITY

۳۔ قیامت مسیح — RESURRECTION

۴۔ فضلِ عظیم — GRACE ABOUNDING

۵۔ مسیحی مُسافر پہلا حصّہ — PILGRIM'S PROGRESS 1 - PART.

اِس کی قید کے بارھویں سال بیڈفورڈ کی کلیسیا کا پاسبان فوت ہوگیا۔ ۱۲؍دسمبر ۱۶۷۱ء کو جان بنین کو رُوحوں کی پاسبانی کے لیئے مُنتخب کیا گیا۔ کئی عالم و فاضل لوگ اُس کے ساتھ بحث مباحثے کی غرض سے آیا کرتے تھے۔ اُن کا خیال تھا کہ وُہ جاہل مُطلق ہے اَور بس۔ کلام مُقدّس کے حوالوں سے ہی دلائل دیتا ہے اَور محاورے اَور منطق سے بالکل کورا ہے لیکن اعتراض کرنے والوں کو وُہ ایسا جواب دیتا تھا کہ وُہ آئندہ اُس سے بات کرنے کی جُرأت نہیں کیا کرتے تھے۔ وُہ اُن سے پُوچھا کرتا تھا کہ کیا ہمارے پاس کتاب مُقدّس کا اصلی نسخہ ہے کہ نہیں؟

ایک دفعہ وُہ وعظ کر رہا تھا کہ ایک آدمی نے کہا کہ اُس کے دِل میں محبّت نہیں ہے کیونکہ وُہ کہہ رہا تھا کہ نجات پانا بڑا ہی مُشکل ہے۔ اس کا یہ مطلب ہُوا کہ اُس کی کلیسیا کے کئی لوگ ایسے ہیں جو نجات کی بخشش میں شامل نہیں ہیں۔ لیکن جان بنین نے اُسے پتھریلی زمین کی تمثیل اَور متّی رسُول کی انجیل کے تیرھویں باب کی مُختلف تمثیلوں سے ثابت کر دیا کہ اُس کی یہ دلیل غلط ہے۔ خُداوند مسیح نے کشتی میں بیٹھ کر جو وعظ کیا، اُس کا مطلب یہ تھا کہ خُدا کے کلام کو دِل میں بٹھا لیا جائے اَور جو بات کلام مُقدّس میں موجُود نہیں ہے اُسے خواہ مخواہ کھینچ تان کر بیان کرنے کی کوشش نہیں کرنی چاہیئے۔ یہ تمثیلیں تو صاف ہیں اَور اِن میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

کوئی کہاں تک جان بنین کی اس صفت کا بیان کرتا جائے

اُسے مذہبی بحث مباحثہ میں ایسی مہارت تامہ حاصل تھی کہ اُس کی باتوں سے کسی کی دل آزاری نہ ہوتی تھی، بلکہ وُہ ہمیشہ اُس سے گریز کیا کرتا تھا۔ اُس نے کبھی کسی کی دِل شکنی نہیں کی اَور نہ ہی کسی کو بُرا بھلا کہا۔ وُہ دِل شکنی کرنے والوں کو ایسا کرنے سے منع کیا کرتا تھا۔ اپنی تقریر اَور تحریر دونوں میں اُس کی الٰہی صفات نظر آتی ہیں۔ یعنی مُقرب فرشتہ میکائیل کی طرح جس نے مُوسیٰ کی لاش کی بابت ابلیس سے بحث وتکرار کرتے وقت لعن طعن کے ساتھ اُس پر نالش کرنے کی جُرأت نہ کی بلکہ یہ کہا کہ خُداوند تجھے ملامت کرے۔ اُس نے بھی اپنے ستانے والوں پر نالش نہ کی اَور اُنہیں خُداوند کے انصاف پر چھوڑ دیا۔

اپنے خاندان میں وُہ ہر روز دُعا اَور وعظ ونصیحت کا پابند تھا اس بات میں وُہ یشوُع کی طرح تھا، جیسا اُس مردِ خُدا نے کہا "کہ اب رہی میری اور میرے گھرانے کی بات، سو ہم تو خُداوند کی پرستش کریں گے۔"

جان بنین کی کوششیں بارآور ہوئیں۔ اُس کی بیوی زبُور نویس کے الفاظ میں گھر کے اندر میوہ دار تاک کی مانند اَور اُس کی اولاد اُس کے دسترخوان پر زیتون کے پودوں کی مانند تھی۔ یہ اُس آدمی کا حال ہے جو خُداوند سے ڈرتا ہے اَور اگرچہ پیہم قید اَور بیماری کی وجہ سے اُسے بے حد مالی نقصان اُٹھانا پڑا، پھر بھی اُس کے ہاں کھانے پینے کے لئے ہمیشہ کافی رہا اَور وُہ باعزت زندگی بسر کرتا رہا۔ اُسے اطمینان کی دولت میسّر تھی اَور ایک دانشمند کا قول

ہے کہ قناعت ہمیشہ کی ضیافت ہے۔

اگر قناعت نصیب ہو تو غریب کی جھونپڑی بادشاہی محل ہے اور اس قسم کی خوشی جان بنین کو میسّر رہی۔ وُہ اِس دُنیا کی عیش و عشرت کی پروا نہیں کیا کرتا تھا۔ اپنے خیال میں وُہ اِس دُنیا میں ایک مسافر اور پردیسی کی طرح تھا اور اُس کے رہنے کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔ لیکن وُہ ایسے شہر کا آرزومند تھا، جسے انسانی ہاتھ نے نہیں بنایا بلکہ وُہ شہر آسمان میں ہے۔ لیکن آخر کار اُس کے قواءِ مضمحل ہو گئے۔ اُس پر مصیبتوں کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ لیکن اُس نے سب کچھ برداشت کیا۔ وُہ بُوڑھا ہو رہا تھا اور آہستہ آہستہ اُس زندگی کی دَوڑ ختم ہونے والی تھی۔ آخر کار موت نے یہ قصّہ تمام کر دیا یعنی رُوح جسدِ عنصری سے پرواز کر کے اپنے شاندار اَبدی مکان میں جا داخل ہُوئی۔ وُہ فانی عالم سے لافانی عالم میں پہنچ گیا۔ آسمان بھی اُن بادشاہوں کی طرح ہے جو اعلانِ جنگ کرتے ہیں تو اپنے سفیروں کو اپنے وطن واپس بُلا لیتے ہیں تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ دُشمن کے مُلک میں اُن پر مُخبری کا الزام لگایا جائے۔ جان بنین کا آخری کام بھی محبّت سے بھرا ہُوا تھا۔ اُس کا ایک ہمسایہ نوجوان اپنے باپ کی نگاہوں سے گر چُکا تھا۔ اس وجہ سے وُہ ہمیشہ مغموم رہتا تھا، کیونکہ اُسے معلُوم ہو گیا تھا کہ اُس کا باپ اُسے تمام جائداد سے عاق اور ترکے سے محرُوم کر دے گا۔ اِس نوجوان نے جان بنین کو باپ بیٹے میں رسائی کرانے کے لئے موزوں خیال کیا اور چُونکہ وُہ نیکی کا کام کرنے کے لئے ہمیشہ تیار رہتا تھا اس لئے رضامند ہو گیا۔ وُہ گھوڑے پر سوار ہو کر برک شائر میں ریڈنگ کے مقام

پہنچا۔ نوجوان کے باپ سے ملا۔ غُصے کے خلاف وزنی دلائل پیش
کیئے۔ محبت اور مصالحت کی ایسے انداز میں تلقین کی کہ باپ کا دل
پسیج گیا اور اپنے بیٹے کو واپس دیکھ کر محبت کے آنسوؤں سے
اُس کی آنکھیں چھلکنے لگیں۔

مسٹر جان بنین نے باپ اور بیٹے میں ملاپ کرا دیا۔ اس کے
بعد وُہ لندن واپس آیا۔ موسلا دھار بارش میں گھر گیا۔ جب گھر پہنچا تو
کپڑے بھیگ چُکے تھے۔ اُسے سخت بخار ہو گیا، لیکن اُس نے بڑی سخت
قدمی اور صبر سے بخار کو برداشت کیا۔ اب اُس کی خواہش یہی تھی
کہ بس ختم ہو جائے۔ وُہ اپنے مُنجی کے پاس پہنچ جانا چاہتا تھا۔ وُہ
موت کو نفع سمجھتا تھا جو زندگی کی اس متوقع خُوشی کی راہ میں حائل تھی۔
کمزوری بڑھ رہی تھی۔ اُس نے حتی المقدور مسیحی صبر کے ساتھ اپنے
کام کو ختم کر لیا تھا۔ زندگی کے ایام کم تھے لیکن کام زیادہ تھا۔ اُس نے
اپنی جان اپنے پیارے مُنجی خُداوند یسوع مسیح کے ہاتھوں میں سپُرد کر
دی۔ اُس نے اس شہر ویران سے نئے یروشلم کی طرف سفر کیا۔ اُس نے
اپنی زندگی کا بیشتر حصہ اسی یروشلم کے متعلق سوچ بچار کرنے میں صرف کیا۔
وُہ آبِ حیات اور پوشیدہ مَن کا آرزُومند تھا۔ اُس نے اپنے خطوں
میں بھی اس کا ذکر کیا ہے۔ اپنی قید کے ایام میں اور قید سے رہائی کے
بعد بھی وُہ اپنے مُلاقاتیوں سے نئے یروشلم کی بابت اپنی آرزُو کا
اظہار کیا کرتا تھا۔ دس دن تک بیمار رہنے کے بعد ۱۲؍ اگست ۱۶۸۸ء کو
اسٹار کے مقام پر جو سنو ہل میں ہے ایک پنساری مسٹر سٹرڈوِکس کے
ہاں اُس نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ اس وقت اُس کی عمر ساٹھ سال کی تھی۔ اُسے

نئے قبرستان میں آرٹلری گراؤنڈ کے پاس دفن کیا گیا۔ وہ اس قبرستان میں اس اُمید پر سو رہا ہے کہ قیامت کے دن غیرفانی خوشی میں شریک ہونے کے لئے پھر زندہ ہوگا۔ اس جگہ اُسے کوئی دُکھ ہوگا اور نہ کوئی تکلیف، اور اُس کے تمام آنسو پُونچھے جائیں گے۔ راست باز لوگ خداوند یسوع مسیح کے ساتھ بادشاہ ہوں اور کاہنوں کی طرح ابدالآباد تک سلطنت کریں گے۔

مسٹر جان بنین کا چال چلن

ظاہر شکل و صورت سے وہ کرخت فطرت کا انسان معلوم ہوتا تھا لیکن گفتار میں منکسر المزاج اور خلیق تھا۔ وہ باتونی نہیں تھا۔ اُسے اپنی قابلیت پر کبھی ناز نہیں ہوا اور نہ اُس نے کبھی لاف زنی کی ہے بلکہ وہ اپنے آپ کو حقیر سمجھا کرتا تھا اور دوسروں کی رائے کو مان لیا کرتا تھا۔ جھوٹ بولنے اور قسم کھانے سے اُسے نفرت تھی۔ وہ اپنی باتوں میں راست تھا اور کسی سے اپنی ہتک کا انتقام نہیں لیا کرتا تھا۔ اگر اختلافات ہوں تو مصالحت کے لئے تیار رہتا تھا۔ وہ ہر ایک سے دوستی کا طالب تھا، وہ مردم شناس تھا۔ اُس کا فیصلہ ہمیشہ درست ہوتا تھا۔ وہ بڑا حاضر جواب تھا۔ اُس کا قد لمبا اور کھلے چوڑے تھے، لیکن وہ فربہ نہ تھا۔ اُس کا چہرہ سُرخ و سفید، آنکھیں چمکیلی اور برطانیہ کے پُرانے فیشن کے مطابق لمبی لمبی مونچھیں تھیں۔ اُس کی ناک متنواں مگر کسی طرح مُڑی ہوئی نہ تھی۔ اُس کا مُنہ بھی مناسب حد تک کھلا تھا۔ اُس کی پیشانی قدرے اُونچی تھی۔ عادات

سادہ اور متین تھیں - ہم نے بڑی غیر جانبداری سے اُس کی خارجی اور داخلی شخصیت کا حال بیان کر دیا ہے۔ اُس کی وفات حسرت آیات پر سب لوگ افسوس کرتے ہیں۔ اُس نے زمانے کی سختیاں برداشت کیں - خوش حالی میں مغرور اور غربت میں مایوس نہ ہوا۔ وہ ہمیشہ خیر الامور اوسطہا کے اصول پر کاربند رہا۔

مورّخ ولی شاعر نکتہ داں تھا
فصاحت بلاغت کا بیلِ رواں تھا

مابعد تحریر

زندگی کے اس سفر میں خدا نے اُسے چار بچے عطا کئے۔ اُس کی ایک بچی میری اندھی تھی - وہ کچھ عرصہ کے بعد مر گئی۔ اُس کے دوسرے بچے تامس، جوزف اور سارہ تھے - اُس کی بیوی الزبتھ نے اُس کی تمام مشکلات اور دکھوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھا - وہ اُس کے ابدی مقام میں داخل ہونے اور انعام حاصل کرنے کے بعد تک زندہ رہی۔ وہ سنہ ۱۶۹۲ء میں جان بحق تسلیم ہوئی - اُس نے اپنے وفادار رفیق حیات کی پیروی کی، جس نے اِس عالمِ فانی سے عالم جاودانی کی طرف سفر اختیار کیا - اُس نے ساٹھ کتابیں لکھی ہیں؛ جن کے مطالعہ سے پڑھنے والوں کو روحانی فائدہ ہوتا ہے اور مصنّف کی قابلیت کی داد بھی دینی پڑتی ہے -

ویل (VALE)

تمام شد